رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا
مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ

الحمد للہ والمنہ نسخہ کثیر الفواید و قوی البرہان موسوم

تنبیہ الاخوان

علی شبہات الحدیث و القرآن

مولفہ فضیلت نشان ستودہ بیان محی آثار شرع نعمان
جناب مولانا مولوی ابو عبید اللہ المخاطب حضرت محمود وحید صاحب مد ظلہ العالی

مطبوعہ مطبع سوی بنگلور

وَاللَّهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزارہا ہزار شکر اُس ذات پاک کو کہ جسنے قرآن و حدیث کے مشتاقونکو اُن کے
محکمات کی پیروی کی توفیق دی اور سارے بندون کے اعتقاد اور عمل کو اُنھین پر
موقوف رکھا اور متشابہات پر فقط ایمان نہ لاکر اُن کے ظاہر معنون کی پیروی
کرنیوالونکو ملحدون اور کجروون مین داخل گردانا۔ کروڑون درود و سلام
اُس سید المرسلین پر کہ جنھون نے اپنے سچلے امتیونکو متشابہ کی پیروی کرنے
والون سے پرہیز کرنے کا حکم فرمایا اور تمامی آل و اصحاب پر آپ کے کہ وے ہرگز ہرگز
ظاہر معنے متشابہ کے مراد نہ لیے بلکہ اُنکے پیروونکو خرمے کی شاخون سے گُرز خون
آلودہ کیا۔ الٰہی ہم سبھی مسلمانونکو تمامی قرآن و حدیث پر ایمان لانے اور محکمات
کو عقیدون اور عملونکی سند گرداننے اور متشابہات پر فقط ایمان لاکر اُسکے
ظاہر معنونکی پیروی نکرنے والون مین داخل کر اور اُن کے ظاہر معنونکی سند

لیکن تیرے لئے جسم اور لوازم جسم یعنے اعضا اور جہت و مکان اور چڑھنا اترنا اور پکڑنا وغیرہ جو بندوں کی صفات سے ہیں اور تیری ذات پاک کو ہرگز لایق نہیں ثابت کر کر گمراہ ہونیوالوں سے دور رکھ آمین۔ جاننا چاہئے کہ شیطان ملعون جب خدا کی رحمت سے دور ڈالا گیا کہا کہ میں تیری سیدھی راہ پر بیٹھکر بنی آدم کو گمراہ بناؤنگا اور اپنے ہمراہ واصل جہنم کرونگا قرآن و حدیث مسلمانوں کے لئے بہت سیدھے اور اعتمادی راستے ہیں انھیں راستوں سے وہ ملعون مسلمانوں میں آکر بہتر فرقوں کو ناری بنادیا یعنے ہر فرقہ قرآن حدیث ہی کی سند سے اپنا اپنا اٹکلی مذہب نکال لیکر گمراہ بنا مگر نیک بخت لوگ صحابہ کی چال کو کہ جنھوں نے قرآن و حدیث کے معنوں کو خوب سمجھے تھے مضبوط پکڑنے سے اس ملعون کے پنجے سے نجات پائے چنانچہ معالم میں عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ھِیَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کہ بنی اسرائیل بہتر ٹولے بنے قریب ہے کہ میری امت کے تہتر ٹولے ہونگے سب کے سب جہنم میں مگر ایک ٹولہ صحابہ پوچھے کونسا ٹولہ ہے وہ یارسول اللہ فرمائے جو میری اور میرے صحابہ کی چال پر ہو۔ بخاری اور مسلم میں عمران بن

حصین سے روایت ہے کہ کہا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ
اُمَّتِیْ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہترین لوگ میری امت کے میرے زمانے والے ہین پھر اسکے بعد کے
پھر اسکے بعد کے یعنے صحابہ و تابعین و تبع تابعین کے زمانونکی بہتری بیان فرمایا اور انکی
پیروی کا ارشاد کیا اب ان بزرگوارونکے افعال و اقوال سے ہر مقدمے کی تحقیق
کرنی ضرور ہے وے بزرگوارون ظاہر معنے متشابہ کے ہرگز نہ لیتے چنانچہ سیوطی نے
اتقان مین ابن عباس رضی سے روایت کی ہے کہ قَالَ نُؤْمِنُ بِالْمُحْکَمِ وَنَدِیْنُ بِہٖ
وَنُؤْمِنُ بِالْمُتَشَابِہٖ وَلَا نَدِیْنُ بِہٖ وَھُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ کُلُّہٗ
یعنے ہم ایمان لاوینگے محکم پر اور دین ٹھہراوینگے اسکو اور متشابہ پر فقط ایمان لاوینگے اور دین نہ
ٹھہراوینگے اسکو وہ سب اللہ کی جانب سے ہے اور اسی نے بی بی عایشہ صدیقہ سے روایت
کی ہے کہ قَالَتْ کَانَ رُسُوْخُھُمْ فِی الْعِلْمِ اَنْ اٰمَنُوْا بِمُتَشَابِھِہٖ
وَلَا یَعْلَمُوْنَہٗ فرمایا بی بی عایشہ نے کہ تھی مضبوط علم والون کی مضبوطی یہہ کہ
ایمان لاتے تھے قرآن کے متشابہ پر حالانکہ نہ جانتے ہین وے اسکو سو انکے برخلاف جسنے متشابہات
کے معنے جاننے کا دعوا کرے اور اسکو اپنا دین ٹھہراوے اور انسے خدا صاحب کیلئے
اعضا یعنے ہاتھ منہہ پنڈلی اور جہت و مکان چڑھنا اترنا ثابت کرے سو البتہ قرآن
وحدیث سے مہجور و سبیل مومنین یعنے تین زمانون کی چال سے کوسون دور
ہوکر گشتہ ضلالت مین مست و مخمور رہیگا اگرچہ لسے بلند آواز سے چیخے کہ مین

قرآن وحدیث سے میرے دعوے کی سند رکھتا ہون اور انہی آیات و احادیث کو غرض
تصدیق کے لئے پڑھتا ہون کیونکہ انکے پیشوا یعنی مجسمین بھی جسم اور لوازم جسم یعنے
ہاتھ منھ اور قرار پکڑنا اترنا اور رنگ اور جہت و مکان خدا صاحب کے لئے جو اُن کا
اگلی مذہب ہے ثابت کرنے پر انھین آیات و احادیث کی سند گردانتے ہین چنانچہ خلاصۃ
البیان مین ہے کہ وَاسْتَدَلَّ الْمُجَسِّمَۃُ بِالْاٰیَاتِ وَالْاَحَادِیْثِ الدَّالَّۃِ
عَلٰی لَوَازِمِ الْجِسْمِ مِثْلُ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ وَکُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ
اِلَّا وَجْہَہٗ وَالرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی وَصِبْغَۃَ اللّٰہِ وَقَوْلِہٖ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْزِلُ رَبُّنَا کُلَّ لَیْلَۃٍ اِلٰی سَمَاءِ
الدُّنْیَا وَغَیْرُ ذٰلِکَ ترجمہ سند لی مجسمہ نے ان آیات و احادیث کی جو جسم کے
لوازم پر دلالت کرتی ہین جیسے اللہ کا ہاتھ اُنکے ہاتھون پر ہے اور ہر چیز ہلاک ہونیوالی ہے
مگر منھ اُسکا اور رحمٰن عرش پر قرار پکڑا اور رنگ اللہ کا اور حدیث اُترتا ہے رب
ہمارا ہر شب مین پہلے آسمان کی طرف وغیرہ سو ہر مسلمان کو ضرور ہے کہ ایسے لفریبا
باتون سے اور متشابہات کے سُنانے سے دام بلا مین نہ آوین محکمات کے
مطابق سالہاے سال سے دل کے صندوق مین جمع کئے ہوئے ایمان کو
برباد نہ دین اور اکثر عوام بیچارے بلکہ بعضے طلبا بھی قرآن وحدیث کا نام سُنکر
قوت ایمانی حاصل ہونیکی امید پر محکم و متشابہ مین تمیز نہ ہونے سے دام بلا مین پڑ
کر نقد ایمان کھوتے ہین جیسا چرندے پرندے شکاریون کے فریبی چارے پر پھسلکر جان سے

ہاتھ دھوتے ہین ؎ رستے مین قدم سنبھل کے رکھیو ٭ ورد و قزاق اور
کنواہین ٭ سب مولویونکی سن نہ لیجو ٭ شیطان بھی انھین مین آچھپا ہے اسلئے خیرخواہ
خلق اللہ ابو عبد اللہ المعروف بہ خضر محمود عفا عنہ المعبود نے چاہا کہ ایک رسالہ
بناوے کہ جسمین محکم اور متشابہ کی حقیقت اور محکم کی پیروی کرنیوالونکا کیا حکم اور
متشابہ کے تابعدارون کا کیا حال ہے سو قرآن و حدیث اور اقوال سلف سے بیان کرے
تا خاص و عام حقانی راستے سے واقف ہوکر مفترون اور مکارون کے مجسمی مذہب سے اپنے
کو بہت بچاوین اور ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا الخ کو جو محکم کے
پیرونکی دعا ہے ہمیشہ زبان پر جاری رکھین تا نجات اخروی اور سعادت ابدی حاصل ہو
اور نام اس رسالے کا **تنبیہ الاخوان** علی شبہات الحدیث والقران رکھا اور
اسکے دو باب مقرر کئے **پہلا باب** محکم اور متشابہ کی حقیقت اور اسکے حکم مین
دوسرا باب قول فاصل کے رد مین کہ کس جاے پر اسکے مولف نے عبارت
کی چوری کی ہے اور کس جاے مین اپنے مطلب کو مفید نہین سو قول یا حدیث وغیرہ لاکر
ٹھکاتا ہے **پہلے باب مین** ایک مقدمہ اور ایک فصل ہے **مقدمہ** جاننا چاہیے
کہ سبھی صفات اور افعال تین قسم پر ہین ایک قسم خاص خدا تعالی کو ہے جیسا خود بخود ہونا مارنا
جلانا تونگر کرنا محتاج بنانا بیمار کرنا تندرست کرنا دور و نزدیک رات دن اندھیری
روشنی کی بات ہر وقت بغیر معلوم کرانے کسی کے معلوم کر لینا مینھ برسانا اولاد دینا
وغیرہ یہ سب خدا صاحب کے لئے خاص ہین اور کوئی شخص ایک صفت بھی ان

صفات سے کسی بندے مین ثابت کرین تو البتہ مشرک ہوگا اُسکی سند کی آیات واحادیث بہت ساری ہین اُنکی بحث یہان نہ ہونے سے اُنکے ذکر کی کچھ حاجت نہ رہی اگر اُن فعلون مین سے کسی فعل پر دلالت کرنیوالا لفظ مخلوق پر آجاوے تو ہرگز ظاہر معنے اُسکے نہ لیوینگے جیسا کہ قرآن مین ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اِنِّی اَخْلُقُ لَکُمْ مِنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ یعنے پیدا کرتا ہون مین تمھارے لئے مٹی سے مانند پرندے کے پھر پھونکتا ہون مین اُسمین سو ہوجاتا ہے وہ پرندہ اللہ کے حکم سے سو ظاہر معنے سے اُسکے عیسیٰ علیہ السلام کو خالق کہنا اور اُنکی کیفیت خدا پر سونپنا ہرگز درست نہوگا **دوسری** قسم جیسے نو پیدا ہونا اور اُسکے لوازم جیسے جسم وجوہر ہونا جہت ومکان مین ہونا تھکنا آرام لینا قرار پکڑنا چڑھنا اترنا کھانا پینا بھوکا ہونا آنا جانا اور اپنے کامون مین اسباب کے محتاج ہونا وغیرہ بندون کے لئے خاص ہین اِن صفتون سے کوئی ایک صفت بھی خدا صاحب کی شان کے لایق نہین کیونکہ خدا صاحب تو پیدا نہین بلکہ قدیم ہے چنانچہ اللہ صاحب نے سورۂ حدید مین فرمایا ہے ھُوَ الْاَوَّلُ الخ حضرت ابن عباسؓ نے اِس آیت کے معنے یون بیان فرمائے ہین کہ وہی اول ہے ہر چیز کے آگے بغیر ابتدا کے بلکہ تھا وہ اور نتھی کوئی چیز موجود اور یمانؒ سے اول کے معنے صاف قدیم کے آئے ہین چنانچہ معالم مین ہے کہ وَقَالَ یَمَانُ اَلْاَوَّلُ الْقَدِیْمُ اور اسی معالم مین ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی دعا مین اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَکَ شَیْءٌ

یعنے تو ہی ہے اول تیرے آگے کوئی چیز نہین کرکے فرمائے اور ایک حدیث مین ہے کہ
جسکو عبد الحق دہلوی نے اپنی تکمیل مین اور شاہ عبد العزیز دہلوی نے اپنی تفسیر مین لایا ہے
کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَعَہٗ شَیْءٌ یعنے تھا اللہ اور نہین تھی ساتھ اسکے
کوئی چیز پس اس آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ خدا صاحب قدیم ہے نو پیدا نہین اور
اُسکے آگے بھی کوئی چیز نہ تھی اور اُسکے ہمراہ بھی کوئی چیز ازل مین نہ تھی جب نو پیدا نہو
تو نو پیدا کی حقیقت جو جسم یا جوہر یا عرض وغیرہ ہے کیونکر ہوگا اور جب کوئی چیز اُسکے ہمراہ
نہ تھی تو جہت و مکان جو کہ یہ بھی مخلوق ہین کہان تھے اور بھی اُسکی حقیقت اگر جسم و جوہر و
عرض کرکے اعتقاد رکھین تو اُسکی حقیقت کو ہم پالیے سر کی صورت ٹھہرتی ہے حالانکہ یہ
صاف قرآن شریف کا خلاف ہے چنانچہ فرعون علیہ اللعنہ نے موسیٰ علیہ السلام سے
پوچھا وَمَا رَبُّ الْعَالَمِیْنَ یعنے رب العالمین کی کیا حقیقت ہے تب اُنھون
نے بیان حقیقت سے جو طاقت بشر و کل مخلوقات سے خارج ہے عاجز ہوکر اُسکی
صفات سے بیان فرمایا ہے قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَہُمَا
یعنے فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے رب العالمین وہ ہے جو آسمان اور زمین اور اُنکے مابین کا مالک
ہے سو مطابق سوال کے جواب نہ دینے سے وہ بیوقوف ملعون اپنے مصاحبون سے کہا
کہ تمھارا رسول دیوانہ ہے اور ابوبکر صدیق رضی سے مروی ہے کہ اَلْعَجْزُ عَنْ دَرْکِ
الْاِدْرَاکِ اِدْرَاکٌ یعنے اُسکی حقیقت کے پانے سے عاجز ہونا اُسکا پانا ہے جب رب
العزت کی حقیقت اور اُولوالعزم پیغمبرون اور صدیقون کو معلوم نہو تو

ہماری کیا طاقت ہے کہ اُسکی حقیقت جسم و جوہر ہے کرکے کہین اور ایسی بے ادبی کا کلمہ اُسکی
پاک جناب مین استعمال کرین پس جب خدا صاحب نے پیدا اور جسم و جوہر نہین تو اُسکی حاجت
روائی کے لئے مقرر ہین سوا مور یعنے آنا جانا چڑھنا اترنا قرار پکڑنا وغیرہ سے خواہ نخواہ
منزہ اور پاک ہونا ضرور کیونکہ وہ بے نیاز کسی چیز کا محتاج نہین سب اُسی کے محتاج ہین چنانچہ
سورۂ اخلاص مین فرماتا ہے کہ اَللّٰهُ الصَّمَدُ یعنے اللہ بے نیاز ہے محتاج نہین
بلکہ سب اُسی کے محتاج ہین اور صمد کے معنے صراح اور کشاف مین یہی ہین اور معالم مین سعید
بن جُبیر سے صمد کے معنے یون آئے ہین کہ وَهُوَ الْكَامِلُ فِي صِفَاتِهِ وَأَفْعَالِهِ
یعنے وہ کامل ہے اپنی صفات اور افعال مین ناقص نہین تو پھر داغ محتاجی جو ناقص کی
صفتون سے ہے اُسکو کیونکر لگیگا اور حاجت روائی کے لئے مقرر ہین سوا مور کب اُسکی شان کے
لایق ہونگے اور وہ صاحب اپنے افعال مین اسباب کا بھی محتاج نہین فقط اس کے ارادے سے ہی
ہر ایک کام ہو جاتا ہے چنانچہ قرآن مجید مین بہت سے جگھون مین ہے از انجملہ سورۂ
یٰسین مین ہے کہ اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ
نہین ہے اُسکی شان جب ارادہ کرے کسی چیز کا مگر یہہ کہ کہے اُسکو ہو سو ہو جاتی
ہے وہ جب بے صفات یعنے جسم و جوہر ہونا اور جہت و مکان مین ہونا آنا جانا
قرار پکڑنا اُترنا وغیرہ اُن سے کسی ایک صفت پر دلالت کرنیوالا لفظ خدا صاحب کے
حق مین کہا جاوے تو البتہ اُسکے ظاہر معنے نہ لینگے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے اَلْحَجَرُ الْاَسْوَدُ
يَمِيْنُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ حجر اسود اللہ کا سیدھا ہاتھ ہے زمین مین پس اُسکے ظاہر معنے سے

پتھر کو خدا کہنا لازم آتا ہی بت پرست مین اور ایسی سمجھ والے مین کچھ فرق باقی رہیگا اور بخاری مین ابی ہریرہ سے ایک طویل حدیث قدسی مین آیا ہی مَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا الخ یعنے کہا پروردگار عالم نے ہمیشہ بندہ میرا میری نزدیکی ڈھونڈھتا ہی یہان تک کہ دوست رکھون مین اسکو پس جب دوست رکھا مین اسکو تو ہو جاتا ہون مین اُس کے کان جس سے وہ سنتا ہی اور ہو جاتا ہون مین اُسکی آنکھ جس سے وہ دیکھتا ہی اور ہو جاتا ہون مین اُسکا ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہی اور پاؤن کہ جس سے کہ وہ چلتا ہی پس اگر اسکے ظاہر معنے لیوین تو خدا صاحب بندے کا عضو اور جسم ہو جانا اور مقرب بندے کے ہاتھ پیر آنکھ کان کو خدا سمجھنا لازم آتا ہی یہ تو صاف کفر والحاد ہی ایسی سمجھ والون مین اور نصاریٰ مین کچھ فرق نہین کہ وے بھی ایسی ہی مہربانی کے کلمے عیسیٰ علیہ السلام کے حق مین کہا جانے سے اُنکو خدا یا خدا کا بیٹا سمجھے خدا کی پناہ ایسی سمجھ سے جیسا ان باتونکو باوجود صحیح حدیثون مین آنیکے اُنکے ظاہر معنے خدا کی شان کے لایق نہین سمجھین تو اسیطرح دوسری قسم کی سبھی صفات کو جو بندون سے خاص ہین اُسکی شان کے لایق نہ سمجھین جیسا اُن مین ظاہر معنے مراد لینے سے کفر سمجھتے ہین ویسا ہی ان مین تصور کرین کہ یے اور وے سب خاص بندون کی صفات سے ہین ان مین۔ اُن مین کچھ فرق نہین

تیسری قسم کی صفات بندون

پر بھی آتی ہین اور خدا صاحب پر بھی جیسے سُننا دیکھنا علم قدرت ارادہ کلام وغیرہ

سیکڑون جگھہ بندون پر یہ صفات آئی ہین اور ہزارون موقع پر خدا صاحب

پر بھی بولی گئی ہین فقط - اِن صفات کو خدا صاحب مین نہ ماننا محال ہی کیونکہ پورا

اندھا جاہل ہوگا - وغیرہ خدا نہین ہو سکتا اگرچہ بندون کے سُننے دیکھنے

جاننے اور خدا صاحب کے سُننے دیکھنے جاننے مین بڑا فرق ہی لیکن جیسا بندے

سُننے دیکھنے جاننے کہنے سے ظاہر معنے اُسکے سُننے دیکھنے جاننے لیتے ہین ویسا ہی

خدا صاحب سُننا دیکھنا وغیرہ کہنے سے اُسکے ظاہر معنے یعنے سُننا دیکھنا ہی مراد لیتے

ہین جیسا معالم مین ابی موسی اشعری رضہ سے روایت ہی کہ قَالَ لَمَّا غَزَا رَسُوْلُ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْبَرَ اَشْرَفَ النَّاسُ عَلٰی وَادٍ فَرَفَعُوْا

اَصْوَاتَہُمْ بِالتَّکْبِیْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِرْبَعُوْا

عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اِنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّکُمْ تَدْعُوْنَ سَمِیْعًا

قَرِیْبًا یعنے کہا ابو موسی اشعری نے کہ جب جنگ کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کا جھکے

لوگ ایک گڑھے کو سو بلند کئے اپنی آوازون کو ساتھ تکبیر کے پس فرمائے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے نرم کرو تمھاری آوازون کو تحقیق کہ تم نہین پکارتے ہین بہرے

کو اور غایب کو تحقیق کہ پکارتے ہین تم سُننے کو اور قریب کو سمیع کے ظاہر معنے کی تاکید کے

لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکی ضد کی نفی فرمائی یعنے سمیع سے سننے والا ہی

مراد ہی سمجھنے کے لئے وہ صاحب بوڑا نہین کرکے فرمایا اسی طرح ابو داؤد نے

جبیر سے جو مولی ابی ہریرہ کے تھے روایت کی ہی کہا جبیر نے سَمِعْتُ اَبَا
هُرَيْرَةَ يَقْرَأُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰى
اَهْلِهَا سَمِيْعًا بَصِيْرًا قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَضَعُ اِبْهَامَهُ عَلٰى اُذُنِهِ وَالَّتِيْ تَلِيْهَا عَلٰى عَيْنِهِ یعنے سنا
مین ابو ہریرہ کو کہ اس آیت کو سمیعًا بصیرًا تک پڑھکر کہے کہ دیکھا مین رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کو کہ رکھے اپنے انگوٹھے کو اپنے کان پر اور شہادت کی انگلی کو اپنے
دونون آنکھون پر یعنے سمیعًا بصیرًا کی تلاوت کے وقت پس اس اشارے
سے مقصود یہی ہی کہ سُننے دیکھنے سے حقیقی سُننا دیکھنا خدا صاحب کے لئے ثابت
کرین نہ اور کچھہ یہی ہی حاصل مضمون مرقات الصعود کا جو سیوطی نے بیہقی سے نقل
کیا ہی جب حدیث شریف مین سمیع بصیر کے ظاہر معنے لینے کی تاکید آچکی
تو اُسکے ظاہر معنے لینے مین کیا شبہ باقی رہا برخلاف ید اور وجہ کے کہ اُسکے
ظاہر معنے مراد لینے پر کوئی آیت یا حدیث یا قول سلف کا سند ہی اور کس جائے
پر خدا صاحب معدوم الید اور معدوم الوجہ نہین کرکے آیا ہی تا یہہ اور وہ برابر ہوون
اور مضمون کے مطالب برآوین اور بھی اُسکی تشریح فصل اول مین آویگی حاصل یہہ
صفات تین قسم پر ہین **پہلی قسم** خاص ہی خدا کی ذات سے **دوسری
قسم** خاص ہی بندون سے **تیسری قسم** کا اطلاق خدا پر بھی درست ہی اور بندون
پر بھی چنانچہ تفصیل ہر قسم کی بخوبی اوپر مذکور ہو چکی سو اس بات کو خوب ذہن نشین

کرلین تو محکم اور متشابہ کا بیان بحولہ وقوتہ باسانی معلوم ہوجائیگا ۔

فصل اول

محکم و متشابہ کے بیان مین محکم کے لغوی معنے استوار کے ہین اس نظر کرتے سبھی قرآن
کو محکم کہہ سکتے ہین لیکن مراد محکم سے یہان محکم ام الکتاب ہی یعنے جڑ کتاب کی کہ جنکی
معنون کی طرف دوسری آیتون کے معنون کو پھیر لاوین سو اس معنے سے سبھی
قرآن کو محکم کہہ نہین سکتے بلکہ بعض آیتون کو ۔ پس آیت محکم وہ آیت ہی کہ جسکے ظاہر
معنے سے خدا صاحب کی توحید اور تنزیہ اور نیکی کا حکم بدی سے منع اور اسکے لوازم
جیسے نیک کارون کو جنت کا وعدہ بدکارونکو دوزخ کی وعید وغیرہ ثابت ہو جیسی
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ الخ یعنے کہہ اللہ ایک ہی اللہ
بے نیاز ہی سب اسکے محتاج ہین اور یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی
الْاَرْضِ یعنے پاکی بولتی ہین وہ چیزین جو آسمانون اور زمین مین ہین تسبیح کی
آیات قرآن مین بہت سی ہین ان سب کو یہان طوالت کے خوف سے ذکر
نہین کیا لیکن چند آیتین یہان ذکر کرتا ہون تا ناظرین کی تسکین ہو سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا
فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ
لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اسیطرح اس معنے کے بہت سے
آیات آئے ہین سو قرآن مجید مین موجود ہین اور حدیثون مین تسبیح کی فضیلت اور
اسکا ثواب بیحساب ہی کیا آیا ہی معنے تسبیح کے یہہ ہین کہ کہین پاک ہی اللہ نالائق
باتون سے جیسے شریک اور بچہ اور بی بی ٹھہرانے اور سبھی نقصان اور نوپیدا کی نشانیون سے

یعنے جسم وجوہر ہونے سے اور جہت ومکان مین ہونے سے۔ اسیطرح بہت
سی آیات ہین ان آیات کے محکم ہونے مین کسیکو کلام نہین کوئی سلف وخلف
سے ان آیتون مین سے کسی آیت کو متشابہ ہی کرکے کہا نہین پس ان آیات کے
مضامین کے خلاف جن آیتون کے ظاہر معنے سے سمجھا جاوے وے آیات متشابہ ہین
یعنے آیت متشابہ وہ آیت ہی کہ جس کے ظاہر معنے سے خدا صاحب کی توحید اور تنزیہ
کا خلاف ثابت ہو جیسے اَلرَّحۡمٰنُ عَلَی الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰی۔ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ
اَیۡدِیۡہِمۡ بَلۡ یَدٰہُ مَبۡسُوۡطَتٰنِ۔ فَاَیۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡہُ اللّٰہِ پہلی
آیت کے ظاہر معنے قرار پکڑا لیوٗ یا اوپر ہوا وغیرہ خدا صاحب کی تنزیہ کے خلاف مین
ہین ہرگز اُسکی شان کے لایق نہین کیونکہ یے صفات جسم اور نو پیدا کے ہین خدا صاحب
قدیم ہی نو پیدا نہین نو پیدا ہونے سے اور اُسکی صفات سے پاک ہی چنانچہ اوپر مذکور
ہوا اسی سبب سے بخاری کی شرح ارشاد الساری مین اہل سنت اوپر ہونے کے
معنے کو باطل کئے ہین کرکے کہا ہی اور اسی شرح مین قرار پکڑا کے معنے کو مجسمہ کا قول ہی
کرکے کہہ کر کہا ہی کہ یہہ بات مردود ہی کیونکہ قرار پکڑنا جسم کے لوازم سے ہی اس سے حلول
لازم آتا ہی اور وہ محال ہی اللہ تعالی کے حقمین اسیطرح دوسری آیتون کے ظاہر
معنے بھی خدا صاحب کی شان کے لایق نہین کیونکہ ید اور وجہ جس کا
ظاہر معنا ہاتھہ اور منھہ ہی ایک ایک عضو کا نام ہی جو جسم ہی جسم اُسی کو کہتے ہین
کہ جسمین لنبائی چوڑائی دونگائی ہو خواہ چھوٹا ہو مانند ریت اور تنکے کے یا بڑا

مانند جمادات اور پہاڑ کے نوری ہو یا ناری مانند فرشتوں اور جن کے خاکی ہو یا آبی مانند بنی آدم پاڑلے وغیرہ کے پس جسم تین چیزوں سے بنا ہوا ہونے سے کوئی ایک اسکا بنانیوالا ہونا ضرور سو یہہ مخلوق ہی خدا صاحب قدیم ہی مخلوق اور مخلوق کی صفات سے پاک ہی سو بات هُوَ الْاَوَّلُ کی آیت سے اور کَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُ شَيْءٌ کی حدیث سے ثابت ہی سو اوپر مذکور ہی اعادے کی حاجت نہین اُن آیات کے ظاہر معنے سے جسم اور لوازم جسم ثابت ہونے کے سبب مجسمہ کا فرقہ باطلہ خدا صاحب کے لئے جسم اور جسم کی صفات ثابت کرنے پر انھین آیات کو سند گردانا ہی چنانچہ صفحہ خلاصۃ البیان سے اوپر نقل کرچکا ہون غرض کہ ان آیات اور ایسے ہی چند احادیث کے ظاہر معنے خدا صاحب کی تنزیہ اور شان کے لایق نہ ہونے سے یہ آیات واحادیث متشابہ ہین کسی نے انکو سلف وخلف سے محکم کہا نہین بلکہ ہر مفسر و محدث انکے متشابہ ہونے پر تصریح اور اشارہ کرگیا ہی اب ان متشابہات کا حکم قرآن مجید اور حدیث شریف اور قرون ثلثہ کے بزرگون اور اہلسنت کے پیشوایون سے کیا ثابت ہی سو لکھا جاتا ہی قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَاْوِيْلِهٖ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ الخ وہی ہی جسنے اتاری کتاب تجھ پر اسمین بعضے تین محکم یعنے پکی ہین سو جڑ ہین کتاب کی اور دوسری متشابہات ہین سو جن کے دلون مین

ایضاً سلک الدرر فی شرح الموطا عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ۱۲

کجی ہو بیچ پیروی کرتے ہیں متشابہ کی اس کتاب سے تلاش کرنے گمراہی اور تلاش کرنے
تاویل انکی اور تاویل انکی کوئی نہیں جانتا سوا اللہ کے اور جو مضبوط علم والے
ہیں سو کہتے ہیں ہم یقین لائے اُس پر سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہی نہیں نصیحت
لیتے مگر عقل والے اس آیت میں متشابہ کی پیروی کو گمراہی فرمایا سو اس سے مراد یہی
ہے کہ اسکے ظاہر معنے کی پیروی گمراہی ہے چنانچہ اس آیت کی شان نزول جو ربیع بن
انس سے معالم میں منقول ہے سو اسبات پر صاف دلالت کرتی ہے قَالَ الرَّبِيعُ هُمْ وَفْدُ نَجْرَانَ
خَاصَمُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالُوا لَهُ
أَلَسْتَ تَزْعَمُ أَنَّهُ كَلِمَةُ اللّٰهِ وَرُوحٌ مِنْهُ قَالَ بَلَى قَالُوا حَسْبُنَا ذٰلِكَ
فَأَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْآيَةَ کہا ربیع ابن انس نے کہ وے نجران کے ایلچیان ہیں
جو جھگڑے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں کہا انھوں حضرت علیہ السلام
سے کیا نہیں زعم کرتا ہے تو کہ تحقیق کہ وہ عیسیٰ اللہ کا کلمہ ہے اور روح ہے اُس سے فرمایا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں نہیں یعنے کہتا ہوں میں کہے وے بس ہے ہم کو
یہہ پس اُتاری اللہ نے یہہ آیت پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ نصاریٰ حضرت علیہ
الصلوٰۃ والسلام سے عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں گفتگو کرتے وقت كَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا
إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ کی آیت کے ظاہر معنے کو سند گردانتے اور کہتے کہ تم
کہتے ہو کہ وہ اللہ کی بات ہے اور جان ہے اُسکی پھر اللہ کی بات اور اللہ کی جان
مخلوق کیونکر ہو گی سو اللہ صاحب نے اُنکے رد میں یہہ آیت نازل کی پس اس آیت اور اُسکی

شان نزول سے ثابت ہوا کہ متشابہات کے ظاہر معنے کی پیروی کجروی اور گمراہی ہی اور اسکا پیرو گمراہ اور تابع نصاریٰ ہی انکار کرنیوالا اللہ ورسول کا فرمان بردار۔

اور بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ قالت تلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هو الذی انزل علیک الکتب منه ایات محکمات وقرا الی وما یذکر الا اولوا الالباب قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا رایتم الذین یتبعون ما تشابه منه فاولئک الذین سماهم اللہ فاحذروهم

کہا بی بی عایشہ نے کہ پڑھے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آیت کو آخر تک اور فرمائے کہ جب دیکھو تم انکو جو پیروی کرتے ہین قرآن کے متشابہ کی پس وے لوگ وے ہین کہ نام رکھا انکا اللہ صاحب نے یعنے قرآن مین کجرو کرکے سو بچتے رہو تم ان سے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ متشابہات کی پیروی کرنیوالے گمراہ اور ٹیڑھی راہ والے ہونے کے سبب سے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے امتی لوگ ان سے پرہیز کرین اور انکی صحبت سے دور رہین تا صحبت کی تاثیر سے وے بھی ویسے نہ بنجاوین اور متشابہ کی پیروی جو عین گمراہی ہی اسمین داخل نہ ہوجاوین اور مشکوٰۃ کے کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ مین ہی عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزل القرآن علی خمسة اوجه حلال

وَحَرَامٍ وَمُحْكَمٍ وَمُتَشَابِهٍ وَاَمْثَالٍ فَاَحِلُّوْا الْحَلَالَ وَحَرِّمُوا الْحَرَامَ وَ
اعْمَلُوْا بِالْمُحْكَمِ وَاٰمِنُوْا بِالْمُتَشَابِهِ وَاعْتَبِرُوْا بِالْاَمْثَالِ هٰذَا لَفْظُ
الْمَصَابِيْحِ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَلَفْظُهٗ فَاعْمَلُوْا بِا
لْحَلَالِ وَاجْتَنِبُوا الْحَرَامَ وَاتَّبِعُوا الْمُحْكَمَ روایت ہی ابی ہریرہ رض
سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نازل ہوا قرآن اوپر پانچ
طرح کے حلال اور حرام اور محکم اور متشابہ اور امثال پس حلال جانو حلال کو اور حرام
جانو حرام کو اور عمل کرو ساتھ محکم کے اور ایمان لاؤ ساتھ متشابہ کے اور عبرت
پکڑو ساتھ مثالوں کے اور روایت کی بیہقی نے شعب الایمان میں اور الفاظ اسکے
یہہ ہین پس عمل کرو ساتھ حلال کے اور بچو حرام سے اور پیروی کرو محکم کی اور جامع التفاسیر
والے مظاہر حق مین اس حدیث کے فائدے مین لکھے ہین کہ مراد محکم سے یہان
یہہ ہی کہ اس کے معنے مین کچھ اشتباہ نہو جیسے اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ
اور مراد متشابہ سے یہہ کہ معنے اسکے خوب واضح نہوں جیسے يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ
اَيْدِيْهِمْ وغیرہ اور مراد مثالون گذرے امتون کے قصے ہین۔ اور ایمان لاؤ
ساتھ متشابہ کے اور جانو کہ جو مراد اللہ کی ہی اس سے حق ہی اگرچہ ہمین اسکا
مطلب معلوم نہوا پس اس حدیث کے بیان سے ظاہر معنے يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ
اور ایسے متشابہات کی مراد نہین ٹھہری اللہ ان سے کچھ مقصود رکھا ہی سو وہ حق ہی
اگر ظاہر معنے مراد ہوتے تو ہمکو مطلب اسکا معلوم نہوا کرکے نہ کہتے کہ ظاہر معنے مر

عالم کو معلوم ہین اب اس حدیث سے معلوم ہو چکا کہ قرآن اگرچہ سراسر ہدایت اور محبت اُسکی عین سعادت ہے باوجود اسکے اُسکی پیروی کے لئے بھی خدا صاحب ایک حد مقرر فرمایا سو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمادیا کہ پیروی کے لایق وہی محکمات ہین اور متشابہ پر ایمان لایا چاہئے فقط۔ سو جس نے اس سے تجاوز کرکے متشابہ کی بھی پیروی کریگا سو خدا اور رسول کا بڑا نافرمان ٹھہریگا شان اُسکی ایسی ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت و اطاعت اور اُنکی سنت کی پیروی ہر مسلمان پر فرض ہے اس کے لئے بھی ایک حد شریعت مین مقرر ہے یعنے وہ سنت کہ جس مین اُمتی حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کرنا ضرور ہے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص ہین سو باتون سے نہو جیسے نماز پنجگانہ اور رمضان شریف کے روزے حج زکوٰۃ نیکی کا حکم کرنا برائی سے روکنا وغیرہ ایسے باتون مین فرمان برداری ہر مسلمان پر ضرور ہے برخلاف حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جیسے کامون مین جیسے چار بی بیون سے زیادہ عورتون کو نکاح کر رکھنا اور کئی روزے بغیر افطار کے رہنا ایسے ہی بہت سے باتین جو حضرت سے خاص ہین سو اُن مین کسی اُمتی کو پیروی کرنا درست نہین اگرچہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چال ہے اُسکا کوئی منکر نہین اسیطرح قرآن و حدیث اگرچہ خدا اور رسول کے کلام ہین سو اُسمین کسیکو کلام نہین لیکن اُسکی پیروی کے لئے بھی مقرر ہے سو حد سے بڑھنا یعنے محکمات سے بڑھکر متشابہات کی پیروی کرنی مسلمان کا کام نہین۔ اور بی بی عائشہ صدیقہ رضہ سے اتقان مین روایت ہے کہ قالت

کان رسوخھم فی العلم ان اٰمنوا بہٖ ولا یعلمونہ یعنے

فرمایا بی بی عایشہ رض نے کہتی ہیں پکے عالمون کی علم کی مضبوطی یہی کہ ایمان لائے
اسکے متشابہ پر حالانکہ نہین جانتے ہین اسکو عایشہ رض جن کو پکے عالم کہے ہین انکا
علم و فضل کیسا ہوگا سو ہر شخص سمجھ سکتا ہی باوجود اسکے انکو معنا معلوم نہین
کرکے فرمائے ہین اگر ظاہر معنے اور لفظی ترجمے مراد ہوتے تو ویسے پکے عالمون
کو متشابہ کا علم نہین کرکے کا ہیکو فرماتے اور اسی مین عبد اللہ ابن عباس رض
سے روایت ہی کہ قَالَ نُؤْمِنُ بِالْمُحْكَمِ وَنَدِيْنُ بِهٖ وَنُؤْمِنُ بِالْ
مُتَشَابِهِ وَلَا نَدِيْنُ بِهٖ وَهُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ كُلُّهٗ فرمایا حضرت
عبد اللہ ابن عباس رض صحابی نے کہ ایمان لاوینگے ہم محکم پر اور دین ٹھہراوینگے ہم
اسکو اور ایمان لاوینگے ہم متشابہ پر اور دین نہ ٹھہراوینگے ہم اسکو اور وہ تمام اللہ
ہی کی جانب سے ہی صحابہ رض کی جماعت کا مذہب متشابہ کو اللہ کی جانب سے ہی کرکے ایمان
لاکر اُس کے ظاہر معنے کو دین نہ ٹھہرانا اور اسکی مراد اللہ پر سونپ دینا ہی ہونے
کے سبب سے حضرت ابن عباس رض جمع کا صیغہ لائے یعنے کہے کہ ایمان لاوینگے ہم متشابہ
پر اور دین نہ ٹھہراوینگے ہم اسکو اور اگر فقط حضرت ابن عباس رض کا یہہ مذہب ہوتا نہ
دوسرے صحابہ کا تو واحد کا صیغہ کہتے یعنے فرماتے کہ ایمان لاونگا مین متشابہ
پر اور دین نہ ٹھہراونگا مین اسکو اور اسی اتقان مین ہی کہ اَخْرَجَ الدَّارِمِيُّ
فِيْ مُسْنَدِهٖ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهٗ
صَبِيْغٌ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَجَعَلَ يَسْئَلُ عَنْ مُتَشَابِهِ الْقُرْاٰنِ

فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ عُمَرُ وَقَدْ اَعَدَّ لَهٗ عَرَاجِيْنَ النَّخْلِ فَقَالَ مَنْ اَنْتَ
قَالَ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ صَبِيْغٌ فَاَخَذَ عُمَرُ عُرْجُوْنًا مِنْ تِلْكَ الْعَرَاجِيْنِ فَضَرَبَهٗ
حَتّٰى دَمِيَ رَاْسُهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ عِنْدَهٗ فَضَرَبَهٗ بِالْجَرِيْدِ
حَتّٰى تَرَكَ ظَهْرَهٗ دَبِرَةً ثُمَّ تَرَكَهٗ حَتّٰى بَرَأَ ثُمَّ عَادَ لَهٗ
ثُمَّ تَرَكَهٗ حَتّٰى بَرَأَ فَدَعَا بِهٖ لِيَعُوْدَ فَقَالَ اِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ
قَتْلِيْ فَاقْتُلْنِيْ قَتْلًا جَمِيْلًا فَاَذِنَ لَهٗ اِلٰى اَرْضِهٖ وَكَتَبَ
اِلٰى اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ اَنْ لَا يُجَالِسَهٗ اَحَدٌ مِنَ
الْمُسْلِمِيْنَ ترجمہ نکالا دارمی نے اپنی مسند میں سلیمان بن یسار سے کہ تحقیق
کہ ایک مرد کہ جسکو صبیغ کہتے ہیں آیا مدینے میں پس پوچھنے لگا معنے قرآن کے
متشابہ کے پس بلا بھیجا اُسکو حضرت عمر فاروق رضؓ نے اور تیار رکھیں اُسکے لئے
خرمے کی شاخیں پس پوچھا عمرؓ نے کون ہے تو کہا میں عبداللہ صبیغ ہوں سو لئے
حضرت عمرؓ ایک شاخ اُن شاخوں سے پس مارے اُسکو تا آنکہ خون آلودہ کر دئے
اُسکے سر کو اور ایک روایت میں اُسی دارمی کے ہے کہ مارا اُسکو خرمے کی شاخ سے
یہاں تک کہ اماسیدہ کر دیا اُسکی پیٹھ کو پھر چھوڑا اُسکو چنگا ہوئے تک پھر
سزا دیا اُسکو پھر چھوڑا اُسکو چنگا ہوئے تک پھر بلوا بھیجا اُسکو تا سزا دیوے سو کہا اُسنے
کہ اگر آپ میرے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں تو قتل کر ڈالو مجھکو آسانی سے سو حکم دیا
حضرت عمر نے اُسکو اُسکی زمین کی طرف چلا جانے کا اور نامہ لکھا ابی موسیٰ اشعری کو

یہہ کہ نازل ہوتے اُسکے ساتھہ کوئی مسلمان پس حضرت عمر فاروق رضہ متشابہ کے فقط معنے دریافت کیا سو شخص کو ایسی سزائے سخت دئیے ہین اور مسلمانون کو اُسکی صحبت سے پرہیز کرنے کا حکم کئے ہین تو متشابہ کے معنونکو اپنا دین ومذہب ٹھہرانیوالے کو اگر اُنکے زمانے مین ہوتا تو کیسی سزانہ دئے ہوتے سو ہر کوئی سمجھ سکتے ہین بعضے مکار عوام کو فریب دیتے ہین کہ متشابہ سے فقط الم حم عسق وغیرہ مقصود ہین نہ اَلرَّحمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ وغیرہ جواب یہہ فقط انکا زعم ہے اُسکی کچھ سند نہین کیونکہ الم حم عسق وغیرہ مین قدیم مفسرون کے پندرہ قول اتقان اور فتح العزیز مین مذکور ہین کسی قول مین وے اسرار قرآنی بیان ہین کرکے آیا ہے چنانچہ فتح العزیز مین ابوبکر صدیق رضہ سے روایت ہے کہ لِکُلِّ کِتٰبٍ سِرٌّ وَسِرُّ الْقُرْاٰنِ اَوَائِلُ السُّوَرِ۔ ترجمہ ہر کتاب کے لئے ایک بھید ہے اور بھید قرآن کے اوائل سُوَر ہین یعنے الم حم عسق وغیرہ ہین اور کسی قول مین اللہ کے نام ہین کرکے آیا ہے چنانچہ اتقان مین ہے اَخْرَجَ ابْنُ جَرِیْرٍ وَغَیْرُہٗ مِنْ طَرِیْقِ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الٓمّٓ طٰسٓمٓ وَصٓ۔ وَ اَشْبَاهُهَا قَسَمٌ اَقْسَمَ اللّٰهُ بِهٖ وَهُوَ مِنْ اَسْمَاءِ اللّٰهِ یعنے نکالا ابن جریر وغیرہ نے طریق سے علی ابن ابی طلحہ کے ابن عباس سے کہ کہا ابن عباس الم اور طسم اور ص اور اُنکے سریکے یعنے حم عسق وغیرہ قسم ہے قسم کھایا ہے اللہ ساتھہ اُسکے اور وہ اللہ کے نامون سے ہے اور قتادہ کے پاس وے قرآن کے نام ہین

اور زید بن اسلم کے پاس سورون کے نام غرض ایسے ہی پندرہ قول ہین ایک

قول مین حضرت ابن عباس وغیرہ کے وے متشابہ ہین کرکے بھی آیا ہے سو یہہ قول دوسرے

صحابہ وغیرہ کے اقوال اور خود حضرت ابن عباس کے اوپر مذکور ہوئے سو قول کے بھی

خلاف ہونیکے سبب سے ان حروف کا متشابہ ہونا دشوار ٹھہرا باوجود اسکے اس قول مین

یہہ مثے کہان ہین کہ ان حروف کے سوائے استوا ید اور وجہ کی آیات متشابہ

نہین ہین کوئی مفسر اور محدث بھی اس قول سے یہہ معنا سمجھا نہین بلکہ کل مفسرین و

محدثین ان استوا ید اور وجہ کی آیات کو متشابہ مین داخل کئے ہین سے ان

مین سلف تفویض اور خلف تاویل اختیار کئے ہین کرکے بیان کئے ہین سو قریب

انکے اقوال مذکور ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ سوا اسکے اگر استوا ید وجہ وغیرہ کی

آیات کو متشابہ نہ مانین تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول کی تصدیق پائی

نہین جاتی وہ قول اتقان مین ہے أَخْرَجَ الدَّارِمِيُّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

قَالَ إِنَّهُ سَيَأْتِيكُمْ نَاسٌ يُجَادِلُونَكُمْ بِشُبُهَاتِ الْقُرْآنِ فَخُذُوهُمْ

بِالسُّنَنِ فَإِنَّ أَصْحَابَ السُّنَنِ أَعْلَمُ بِكِتَابِ اللهِ ترجمہ نکالا دارمی نے

عمر بن خطابؓ سے کہ فرمایا انھون نے کہ قریب ہے کہ آوینگے تمھارے پاس لوگ جو

جھگڑینگے تم سے قرآن کی متشابہاتکو لیکر سو گرفت کرو تم انکو حدیثون سے پس تحقیق کہ محدثین

زیادہ جاننے والے ہین اللہ کی کتاب کے سو متشابہات کو سند گردان کر اہل حق سے

جھگڑنیوالے سوائے تجسیم کے کوئی نہین پائے جاتے کہ وے استوا ید وجہ وغیرہ کی

آیات اور ایسے ہی نزول اور صورت وغیرہ کی احادیث کو لیکر اہل سنت سے جھگڑتے ہین اور اپنا مذہب باطل ثابت کرتے ہین اور اہل سنت حضرت عمر فاروق رضہ کے حکم کے مطابق انکو محدثین کے اقوال سے گرفت کرکے خوب عاجز کر دیتے ہین سو اس قول سے صاف ظاہر ہو چکا کہ اہل سنت حق پر ہین اور مجسمہ باطل پر پس جو لوگ کہ ان آیات اور احادیث کو متشابہ نہ مانکر فقط حروف مقطعات کو متشابہ کہتے ہین سو ان پر لازم ہے کہ کسی نہ ہین کونسے زمانے مین بعد حضرت عمر کے اہل باطل مقطعات قرآنی کو لیکر اہل حق سے جھگڑتے ہین سو بتلاوین اور کونسی کتاب مین ایسا لکھا ہے سو معلوم کراوین گر نہ اس زعم باطل سے باز آوین اور اپنے کئے پر نادم ہووین تا صورت نجات اپنے حصول مین مشاہدہ کرین اور امام ابو القاسم قشیری نے اپنے رسالے مین لائے ہین سُئِلَ

ذُوالنُّوْنِ الْمِصْرِیُّ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی فَقَالَ اَثْبَتَ ذَاتَهٗ وَنَفٰی مَکَانَهٗ وَهُوَ مَوْجُوْدٌ بِذَاتِهٖ وَالْاَشْیَاءُ کُلُّهَا مَوْجُوْدَةٌ بِحُکْمِهٖ ترجمہ پوچھا گئے ذوالنون مصری رح سے معنے قول قول اللہ تعالی کے جو الرحمن علی العرش استوی ہے پس کہا ذوالنون مصری نے ثابت کیا اللہ تعالی نے اپنی ذات کو اور نفی کی اپنے مکان کی اور وہ موجود ہے اپنی ذات سے اور سب چیزین موجود ہین اُسکے حکم سے اگر اس آیت کے ظاہر معنے جو قرار پکڑنا یا اوپر ہوا چڑھنا وغیرہ ہین مقصود ہوتے تو ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ جو متقدمین سے ہین یعنے تبع تابعین مین پیشوائے وقت تھے اس آیت کے معنے

اسطرح کیون بیان فرماتے اور اُسی آیت سے نفی مکان کی تنزیہ کیون ثابت

کرتے ۔ اور اُسی رسالے مین ہی مُروِیٌ عَنِ الْاِمَامِ مُحَمَّدِ

جَعْفَرِ نِ الصَّادِقِ اَنَّهُ قَالَ مَنْ زَعَمَ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی شَیْءٍ اَوْ

فِیْ شَیْءٍ اَوْ مِنْ شَیْءٍ فَقَدْ اَشْرَكَ لِاَنَّهُ لَوْ كَانَ عَلٰی

شَیْءٍ لَكَانَ مَحْمُوْلًا وَلَوْ كَانَ فِیْ شَیْءٍ لَكَانَ مَحْصُوْرًا

وَلَوْ كَانَ مِنْ شَیْءٍ لَكَانَ مُحْدَثًا روایت ہی امام محمد جعفر الصادق

سے کہ کہا انھون نے جس نے دعوا کیے کہ اللہ تعالی کسی چیز پر ہی یا کسی

چیز مین یا کسی چیز سے پس تحقیق اُس نے شرک کیا کیونکہ اگر ہوتا خدا کسی چیز پر

تو ہوتی وہ چیز اُسکو ڈھونے والی اور ہوتا وہ بوجھ اُسکا اور اگر ہوتا وہ

کسی چیز مین تو بند ہوتا وہ مقید اور اگر ہوتا وہ کسی چیز سے تو ہوتا وہ نو پیدا

اس قول کی نظر کرتے خدا صاحب کو عرش پر یا آسمان مین ہی کر کے

سمجھنا یا جسم کی قسم سے ہی کر کے جاننا البتہ شرک ہی اللہ کی پناہ ۔ اگر

استوا کی آیت اور دوسری متشابہ احادیث کے ظاہر معنون کے مطابق خدا صاحب

کے لئے عرش پر ہونا اوپر کی جہت مین ہونا یا آسمان مین ہونا ثابت ہوتا تو

تابعی امام وقت یعنے امام محمد جعفر الصادق یہہ قاعدہ ہرگز نفرماتے طرفہ یہہ

ہی کہ امام نے خدا صاحب کے لئے جہت و مکان ثابت کرنیوالے کو مشرک

کہتے ہین اور اب کے بعضے نیم مجسمہ نے خدا صاحب کے لئے جہت و مکان کی

نفی کرنے والے پیشوایوں کو گمراہ اور جہم بن صفوان کے تابع
بناتے ہیں ؎ بہ بین تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا،

سورہ حاقہ میں اللہ تعالی فرماتا ہے وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ
لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ اگر بنا لیتا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر باتیں ہر اینہ پکڑتے ہم اسکو سیدھے ہاتھ سے
پھر کاٹتے اُسکی دلکی رگ اور حضرت ابن عباس رض سیدھے ہاتھ سے قوت
اور قدرت مراد لئے ہیں چنانچہ معالم میں ہے قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَأَخَذْنَاهُ
بِالْقُوَّةِ وَالْقُدْرَةِ یعنے پکڑتے ہم اسکو قوت اور قدرت سے اور اتقان میں
ہے کہ مجاہد رح لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ کی آیت میں فرماتے ہیں کہ ید یہاں صلہ
اور تاکید ہے جیسا كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ میں وجہ کا لفظ
صلہ ہے یعنے ید اور وجہ کا اثبات مقصود نہیں اور معالم میں يَدُ اللهِ
فَوْقَ أَيْدِيهِمْ کے تحت میں ہے قَالَ الْكَلْبِيُّ نِعْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ
فِي الْهِدَايَةِ فَوْقَ مَا صَنَعُوا مِنَ الْبَيْعَةِ یعنے کہا کلبی
کہ نعمت اللہ کی اُن پر ہدایت میں فوق تھی اُس بیعت سے کہ کئے وے
الحاصل اگر متشابہات کے ظاہر معنے مراد ہوتے تو ابن عباس یمین سے
قوت و قدرت اور مجاہد تابعی ید کو صلہ اور کلبی تبع تابعین ید سے مراد نعمت
کیوں لیتے اور اُسی معالم میں ہے فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ

الزام معتقدین جہمی

کے تحت میں قال الکلبی فثم اللہ یعلم ویری والوجہ صلۃ

کقولہ تعالی کل شیء ھالک الا وجھہ ای الا ھو کہا کلبی

پس وہاں اللہ جانتا ہی اور دیکھتا اور وجہ کا لفظ صلہ ہی یعنے مقصود نہیں

مانند قول اللہ تعالی کے کہ ہر چیز ہلاک ہونیوالی ہی مگر منہہ اسکا یعنے مگر

وہ پروردگار پس ہاتھہ منہہ ثابت کرنے پر انہیں آیات کو سند لیتے ہیں

سو مجاہد اور کلبی رضی اللہ عنہما کے قول سے وہ بات ہوا ہوگئی باقی رہی

پھر کونسی آیت ہی کہ اسکے ظاہر معنے لینے پر صحابہ وتابعین وغیرہ صاف

حکم کئے ہیں تا یہا صلہ ہونے کے باوجود اصل ہاتھہ منہہ اسکے لئے ثابت رہیں

فائدہ جتنی باتیں کہ مجسمہ نے ثابت کرتے ہیں وے سب کے سب

بالذات آئی ہیں سو باتیں نہیں ہیں جیسا اللہ کی توحید نماز پڑھنا زکوۃ

دینا وغیرہ کہ یے سب بالذات آئے ہیں جیسا کہا اللہ صاحب نے

یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم اور کہا اقیموا

الصلوۃ واتوا الزکوۃ اور کہا ہی یا ایھا الذین امنوا کتب

علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم کسی جاے پر کوئی

آیت یا حدیث اس معنے کی آئی نہیں کہ ای ایمان والو یقین کرو تم کہ اللہ

عرش پر ہی یا فرض کئے گیا تم پر جاننا اس بات کا کہ اللہ عرش پر ہی اسیطرح

کہا نہیں گیا کہ ای لوگو جان رکھو تم کہ اللہ کے لئے ہاتھہ ہی اور منہہ اور قدم

پنڈلی وغیرہ ہین بلکہ یہ سب باتین ضمناً ثابت ہوتی ہین ضمناً ثابت ہوتی ہ

سو بھی باتین مقصود نہین ہوتے وگرنہ کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۔

ظاہر معنے پر اللہ کے مُنھہ کے سوائے ہاتھہ پنڈلی قدم وغیرہ کو ہلاک ہونیوالون میں

کرنا پڑیگا بلکہ ہر آیت ہین کہ جسکو مجسمہ اپنے مطلب کی سند گردانتے ہین اصل مطل

جدا ہی چنانچہ کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ کے اوپر سے یہہ مطلب ہ

اللہ کے ساتھہ کسیکو مت پوجو کہ پوجنے کے لایق اُسکے سوائے کوئی نہین کیونک

اُسکے ہر چیز ہلاک ہونیوالی ہی ہلاک ہونیوالی چیز قابل پوجے کے نہین اسیطر

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْ

اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِ

عَاهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا یعنے جو لوگ ہاتھہ

ہین تجھہ سے یعنے بیعت کرتے ہین تجھہ سے سووے ہاتھہ ملاتے ہین اللہ

اللہ کا ہاتھہ اوپر اُنکے ہاتھہ کے ہی پھر جو کوئی توڑے اس بیعت کو سو توڑ

اپنے بُرے کو اور جو کوئی پورا کرے اُسکو جو قرار کیا ہی اللہ سے سو دیگا اُ

بڑی مزدوری یعنے جنت اصل مطلب آیت کا یہہ ہی کہ حدیبیہ مین چودہ سو صحا

جہاد کے لئے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام بیعت لئے اس بات پر کہ جنگ

مین کفار سے نہ بھاگین اور موئے تک میدان جنگ مین اُنسے لڑتے

سو اللہ صاحب اس بیعت کی تعریف اور اُسپر ثابت رہنے کی ترغیب او

توڑنے کی برائی مین آیت نازل کیا سو فرماتا ہی کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیعت کیے
سو گویا مجھ سے کیے ہین گویا میرا ہاتھ اُنکے ہاتھون پر رکھا گیا مین اُنسے بیعت لیا ہون
اُس بیعت کے نبھانے والے کو مین بڑی مزدوری دونگا یعنے جنت اور اُسکو توڑنے
والے کی برائی اُسکے جان پر ہی کرکے فرماتا ہی تا صحابہ اپنے اقرار پر ثابت قدم رہین
اور جنگ مین کفار سے نہ ہٹین مارین یا مارا جاوین دونون حالت مین سعادت
حاصل کرین اور اسکے ضمن مین تین مطلب نکلتے ہین پہلا ثابت ہونا ہاتھ کا
خدا تعالی کے لیے دوسرا صحابہ خدا صاحب سے ہاتھ ملا کر بیعت کرنا تیسرا بیعت کے
وقت خدا صاحب کا ہاتھ اُنکے ہاتھون پر ہونا بس متشابہ کے ظاہر معنے کی
پیروی کرنیوالون پر لازم ہی کہ ان تینون باتون پر برابر ایمان لاکر پیغمبر علیہ
الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ کو خدا کا ہاتھ کہین کہ حقیقت مین حضرت علیہ
الصلوٰۃ والسلام ہی صحابہ سے ہاتھ مین ہاتھ ملا کر بیعت لیے تھے یا حضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ سے بیعت نہ لیے خدا ہی لیا کرکے سر آیت اِنَّ الَّذِیْنَ
یُبَایِعُوْنَکَ کے منکر ہو بیٹھیں اور وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یعنے زمین
ساری اُسکی مٹھی ہی کے ظاہر معنے کے مطابق خدا صاحب کا ہاتھ زمین سے بڑا
ٹھیرا اسیسے بڑے ہاتھ کو حدیبیہ کے اِتنے چھوٹے میدان مین بیعت کے وقت
صحابہ کے ہاتھون پر لگا ہوا پایا الگ تھا کرکے قایل ہووین اور اگر پچھلے دونون
باتون کو نہ لیکر فقط اگلی بات کو لیوین تو بعضے آیت پر ایمان لاکر بعضے آیت کے

منکر ہونا لازم آتا ہے اللہ کی پناہ ایسی کجروی سے اسی طرح بل یداہ مبسوطتان یعنے بلکہ دونوں ہاتھ اسکے کھلے ہیں سو اسکا مطلب بھی معالم میں ابن عباس و عکرمہ و ضحاک و قتادہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہود پر روزی کشادہ کی تھی سو وے اور لوگوں سے زیادہ مالدار اور زیادہ تروتازگی کی طرف تھے پس جب انھوں نے نافرمانی کی اللہ کی محمد صلعم کے بابت میں اور آنحضرت صلعم کو جھٹلایا تو تنگ کردی اللہ نے اُن پر روزی تب کہا فنحاص بن عازورا یہودی نے کہ اللہ کا ہاتھ بند ہو گیا ہے یعنے اللہ بخیل ہو گیا معاذ اللہ زجاج نے کہا کہ اللہ نے اُنکا جواب دیا سو کہا کہ میں بڑی بخشش والا ہوں اور وے یہود بخیل ہیں اور اُنھیں کے ہاتھ بند ہیں یعنے نیک کاموں سے یہود اللہ کا ہاتھ بند ہو لکہنے سے صحابہ وغیرہ بھی سمجھے کہ یہود ملعون اللہ کو بخیل کہتے ہیں اور اللہ اپنے دونوں ہاتھ کھلے ہیں کہنے سے یہی معنا مقرر ہوا کہ اللہ آپ جواد یعنے بڑی بخشش والا ہوں بخیل نہیں کرکے یہود کا رد کرتا ہے۔ اسی طرح دوسری متشابہ آیات و احادیث کے اصل مطالب اور ہیں سو معتبر کتب میں لکھا ہے یہاں نمونہ کے لئے چند آیتوں کا بیان کیا تا دوسروں کو بھی اُن پر قیاس کریں غرض کہ مجسمہ کا مذہب متشابہ ایات اور احادیث کا اصل مطلب نہیں اصل مطلب اور ہے جیسا اوپر بیان ہوا لیکن اِن متشابہات کے ظاہر سے ایسا سمجھا جاتا ہے سو اُس ظاہر کی پیروی اور اُسکو دین ٹھہرانا کجروی اور گمراہی ہے چنانچہ اس بابت پر قرآن کی آیت اور اُسکی شان نزول اور کچھ

احادیث اور صحابہ اور تابعین و تبع تابعین کے اقوال اوپر گذر چکے پس اس مذہب باطل کو قرآن و حدیث کے مطابق اور قرون ثلثہ کے اقوال کے موافق بیان کر کے دعوا کرنا سو لئے ابلہ فریبی اور مکاری کے کچھ نہین ۔ جاننا چاہیے کہ متشابہات مین سلف سے دو مذہب منقول ہین تفویض یعنے ان کی مراد اللہ پر سونپ دینا۔ تاویل یعنے حسب مقام خدا صاحب کو نقصان و عیب نہ لگے سر کا انکے معنے بیان کرنا اور تاویل کرنیکو بھی بڑا علم چاہیے ہر شخص کا کام نہین غرض قرون ثلثہ کے بزرگون سے جو اقوال کہ اوپر مذکور ہوے ہین سو ان مین سے بعضے بزرگون کا قول تاویل پر دلالت کرتا ہی جیسے مجاہد وغیرہ چنانچہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہی وَعَلَى الْاَوَّلِ طَائِفَةٌ يَسِيْرَةٌ مِنْهُمْ مُجَاهِدٌ وَهُوَ رِوَايَةٌ ترجمہ اور اول پر یعنے مذہب تاویل پر چھوٹی جماعت ہی انھین سے ہی مجاہد اور وہ ایک روایت ہی ابن عباس سے اور ان مین سے اکثر اقوال مذہب تفویض پر دلالت کرتے ہین جیسے عایشہ صدیقہ اور حضرت ابن عباس اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کے اقوال تفویض پر ہین چنانچہ امام سیوطی رح نے اتقان مین چند احادیث اور ان اقوال کے تحت مین کہتا ہی کہ فَهٰذِهِ الْاَحَادِيْثُ وَالْاٰثَارُ تَدُلُّ عَلٰى اَنَّ الْمُتَشَابِهَ مِمَّا لَا يَعْلَمُهُ اِلَّا اللّٰهُ وَالْخَوْضُ فِيْهِ مَذْمُوْمٌ ترجمہ پس یہ احادیث اور صحابہ کے اقوال

دلالت کرتے ہیں اس بات پر کہ متشابہ کے معنے کو کوئی نہیں جانتا ہے سوائے اللہ کے اور
کھوج کرنا اس میں بدعت ہے۔ اسی طرح کہا ہے امام محی السنۃ نے اپنی معالم میں تحت میں وَمَا
يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ کے۔ اِخْتَلَفَ
الْعُلَمَاءُ فِي نَظْمِ هٰذِهِ الْآيَةِ فَقَالَ قَوْمٌ اَلْوَاوُ فِي قَوْلِهِ وَ
الرَّاسِخُونَ وَاوُ الْعَطْفِ يَعْنِي أَنَّ تَأْوِيلَ الْمُتَشَابِهِ يَعْلَمُهُ اللَّهُ
وَيَعْلَمُهُ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ وَهُمْ مَعَ عِلْمِهِمْ يَقُولُونَ
اٰمَنَّا بِهٖ وَهٰذَا قَوْلُ مُجَاهِدٍ وَالرَّبِيعِ اور ذرے فاصلے سے کہا ہے
وَذَهَبَ الْأَكْثَرُونَ إِلَى أَنَّ الْوَاوَ فِي قَوْلِهِ وَالرَّاسِخُونَ
وَاوُ الْاِسْتِينَافِ وَتَمَّ الْكَلَامُ عِنْدَ قَوْلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ
إِلَّا اللَّهُ وَهُوَ قَوْلُ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَعَائِشَةَ وَعُرْوَةَ
بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرِوَايَةُ طَاوُسٍ عَنِ
ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَبِهٖ قَالَ الْحَسَنُ وَ
أَكْثَرُ التَّابِعِينَ وَاخْتَارَهُ الْكِسَائِيُّ وَالْفَرَّاءُ
وَالْأَخْفَشُ وَقَالَ لَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَ الْمُتَشَابِهِ إِلَّا اللَّهُ
وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ فِي الْقُرْاٰنِ تَأْوِيلٌ اسْتَأْثَرَ اللَّهُ بِعِلْمِهٖ
وَلَمْ يُطْلِعْ عَلَيْهِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِهٖ كَمَا اسْتَأْثَرَ بِعِلْمِ
السَّاعَةِ وَوَقْتِ طُلُوعِ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَخُرُوجِ

الدَّجَّالِ وَنُزُوْلِ عِيْسٰى وَنَحْوِهَا وَالْخَلْقُ مُتَعَبَّدُوْنَ فِي الْمُتَشَابِهِ
بِالْاِيْمَانِ بِهٖ وَفِي الْمُحْكَمِ بِالْاِيْمَانِ بِهٖ وَالْعَمَلِ وَمِمَّا يُصَدِّقُ
ذٰلِكَ قِرْأَةُ عَبْدِ اللّٰهِ اِنْ تَاوِيْلُهٗ اِلَّا عِنْدَ اللّٰهِ وَالرَّاسِخُوْنَ
فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا وَفِي حَرْفِ اُبَيٍّ وَيَقُوْلُ الرَّاسِخُوْنَ فِي
الْعِلْمِ اٰمَنَّا بِهٖ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فِي هٰذِهِ الْاٰيَةِ
اِنْتَهٰى عِلْمُ الرَّاسِخِيْنَ فِي الْعِلْمِ بِتَاوِيْلِ الْقُرْاٰنِ اِلٰى اَنْ قَالُوْا
اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَهٰذَا الْقَوْلُ اَقْيَسُ فِي الْعَرَبِيَّةِ
وَاَشْبَهُ بِظَاهِرِ الْاٰيَةِ — یعنے اختلاف کئے علما اس آیت کے نظم مین
پس کہی ایک قوم کہ واو وَالرَّاسِخُوْنَ کا واو عطف ہی یعنے تحقیق تاویل کو
متشابہ کے جانتا ہی اللہ اور جانتے ہین مضبوط علم والے اور وے باوجود جاننے اپنے
کے کہتے ہین کہ ایمان لائے ہم اُسپر یہہ قول مجاہد اور ربیع بن انس کا ہی اور گئے
اکثر لوگ اسبات پر کہ واو وَالرَّاسِخُوْنَ کا واو استیناف ہی یعنے شروع
کرنے کا- اور پورا ہوا کلام وَمَا يَعْلَمُ تَاوِيْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ کے پاس اور وہ
قول ابی بن کعب اور عایشہ وعروہ بن زبیر رض کا ہی اور وہ ایک روایت ہی طاوس
کی ابن عباس سے اور اسی کے قایل ہین حسن رضی اللہ عنہ اور اکثر تابعین اور اختیار کیا
اُسکو کسائی اور فراء اور اخفش اور کہا کوئی نہین جانتا ہی متشابہ کی تاویل
سوائے اللہ کے اور جایز ہی کہ ہووے قرائین تاویل کہ جسکو آپ ہی جانتا ہو

اللہ اور نہ اطلاع دیا ہو اُسپر کسیکو اپنے مخلوق سے جیسا آپ ہی رکھا ہی علم
قیامت کا اور آفتاب مغرب سے نکلنے کے وقت کا اور دجال نکلنے کے وقت کا اور
عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اُترنے کے وقت وغیرہ کا اور خلق بندگی بجا لانے
والے ہین متشابہ ہین ایمان لانے پر اُسکے اور محکم ہین ایمان لانے پر اُسکے اور
عمل کرنے پر اور اُسکو سچلانی والی چیزون سے ہی قرأۃ عبد اللہ بن مسعود کی یہ
اِنْ تَاوِیْلُہٗ اِلَّا عِنْدَ اللّٰہِ الخ یعنے نہین ہی تاویل متشابہ کی مگر اللہ کے
پاس اور مضبوط علم والے کہتے ہین ایمان لائے ہم اور اُبی کی قرأۃ مین یون
ہی کہ وَیَقُوْلُ الرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ اٰمَنَّا بِہٖ یعنے اور کہتے ہین مضبوط
علم والے ایمان لائے ہم اُسپر اور کہا عمر ابن عبد العزیز نے کہ اس آیت مین
آخر کو پہنچا جاننا مضبوط علم والون کا قرآن کی تاویل کو اسبات تک کہ کہے وے
ایمان لائے ہم اُسپر سب کچھ ہمارے رب کی جانب سے ہی اور یہہ بات بڑے
اندازے کی ہی جرینہ مین اور بہت شبیہ ہی ظاہر آیت سے پس اس سے معلوم ہوا
کہ مذہب قرون ثلثہ کے بڑے بڑے بزرگون کا کہ جن مین معتبر صحابہ ہین سوائے ابن
عباس کی ایک روایت کے اور اکثر تابعین اور نحو کے امامان ہین مذہب تفویض
ہی یعنے متشابہ کو اللہ کی جانب سے ہی کرکے ایمان لاکر اُسکی مراد کو اللہ پر سونپ
دینا اور ایک روایت مین ابن عباس اور بعضے تابعین کا مذہب مذہب تاویل ہی
یعنے اللہ کی تنزیہ اور پاکی کے مطابق حسب مقام معنے اُسکے کرنا جیسے ید کے

معنے نعمت وغیرہ کے ہونا پس سلف یعنے قرون ثلثہ کے بزرگون مین ان دو مذہبون کے
سوائے مجسمہ کے مذہب باطل کا پتا نہین اسیواسطے اہل سنت کے بڑے بڑے پیشوا
لوگ اور اہل کلام کے محققین اور محدثین اور فقہا مذہب تفویض کو اختیار کئے
ہین اور بعضے متکلمین تاویل کو سوکئے اقوال کہ جن کے ضمن مین ایمہ اربعہ کے اقوال
بھی ہین لایا جاتے ہین چنانچہ امام محی السنہ کہ جسکی پیدایش ۵۳۳ سن ہجری
کے قریب ہوئی اپنی تفسیر معالم التنزیل مین تحت مین هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن
يَأْتِيَهُمُ اللهُ فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ
وَإِلَى اللهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ کے فرماتے ہین وَالْأَوْلَى فِي هَذِهِ
الْآيَةِ وَفِيمَا شَاكَلَهَا أَنْ يُؤْمِنَ الْإِنْسَانُ بِظَاهِرِهَا
وَيَكِلَ عِلْمَهَا إِلَى اللهِ وَيَعْتَقِدَ أَنَّ اللهَ مُنَزَّهٌ عَنْ
سِمَاتِ الْحَدَثِ عَلَى ذَلِكَ مَضَتْ أَئِمَّةُ السَّلَفِ وَعُلَمَاءُ
السُّنَّةِ قَالَ الْكَلْبِيُّ هَذَا مِنَ الْمَكْتُومِ الَّذِي لَا يُفَسَّرُ
وَكَانَ مَكْحُولٌ وَالزُّهْرِيُّ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَمَالِكٌ وَابْنُ
الْمُبَارَكِ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَ
أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ يَقُولُونَ فِيهِ وَفِي أَمْثَالِهِ أَمِرُّوهَا
كَمَا جَاءَتْ بِلَا كَيْفٍ قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ
كُلَّمَا وَصَفَ اللهُ بِهِ نَفْسَهُ فِي كِتَابِهِ فَتَفْسِيرُهُ قِرَاءَتُهُ

والسکوت عنہ لیس لاحد ان یفسرہ الا اللہ ورسولہ

ترجمہ اور بہتر طریقہ اس آیت مین اور اس کے سریکی اور آیات مین یہہ ہی کہ ایمان لاوی
ظاہر لفظ پر اُسکے اور سونپ دیوے اُنکے جاننے کو طرف اللہ کے اور اعتقاد
رکھے کہ تحقیق کہ اللہ پاک ہی نو پیداکی نشانیون سے یعنے آنے سے اور اُسکی
سریکی صفات جیسے قرار پکڑنا اور پر ہونا اُترنا جسم و جوہر ہونا جہت و مکان مین
ہونا وغیرہ سے اسی پر گذرے سلف کے امامان اور اہل سنت کے علما
کہا کلبی رہنے کہ یہہ یعنے متشابہ اُس بھید سے ہی کہ اُسکا معنا بیان نہ
کیا جاوے۔ اور کہتے تھے مکحول اور زہری اور اوزاعی اور امام مالک اور
ابن مبارک اور سفیان ثوری اور لیث بن سعید اور امام احمد بن حنبل اور
اسحاق اس متشابہ مین اور اُسکی سریکی دوسری متشابہات مین کہ جاری
کرو تم اُنکو یعنے زبان پر جیسا کہ آئے وے بغیر کیف کے یعنے بغیر ثابت کرنے
مخلوق کی صفات کے جیسے آنا اور قرار پکڑنا (اوپر ہونا) وغیرہ۔ کہا سفیان بن عیینہ نے
کہ ہر ایک چیز کہ وصف کیا ساتھہ اُسکے اللہ نے اپنی ذات کو اپنی کتاب مین پس
اُسکی تفسیر پڑھنا اُسکا ہی اور خاموش رہنا اُس سے نہین پہنچتا ہی کسیکو
معنا بیان کرنا اُسکا سوائے اللہ کے اور اُسکے رسول کے حاصل یہہ کہ امام
محی السنۃ نے مذہب تفویض کو پسند فرمانے سے اس قول کے آگے کے قول مین
تفویض والونکی بات ظاہر آیت سے بہت شبیہ ہی کرکے فرمائے تھے اسیطرح

یہان بھی بہتر طریقہ اس متشابہ مین کہ جسکے ظاہر معنے سے خدا تعالی ابر کے سایبانون
مین آنا ثابت ہوتا ہے اور اس کے سریکے متشابہات مین کہ جن کے ظاہر معنون سے
عرش پر قرار پکڑنا چڑہنا اترنا ید وجہ وغیرہ ثابت ہوتے ہین یہہ ہے کہ ایمان لاوے انسان
ان کے ظاہر پر یعنے لفظ پر اور سونپ دیوے انکے جاننے کو اللہ کی طرف اور اللہ
کو نو پیدا کی نشانیون سے جو ابر کے سایبانون مین آنا وغیرہ ہے پاک جانے اور یسی
برگذیرے سلف کے امامان اور اہل سنت کے عالمان کرکے فرماتے ہین اور اس
تفویض کے مذہب کی بہتری کی سند کے لئے اگرچہ آگے کے قول مین صحابہ اور تابعین
اور نحو کے ایمہ کے اقوال لائے تھے لیکن تبع تابعین کے اقوال لائے نہ تھے سو اس لئے
یہان تبع تابعین کے اقوال صاف بیان کردئے تا مسلمانون پر ظاہر ہوجاوے کہ قرون
ثلثہ کے پیشوا لوگ خدا ابر کے سایبانون مین آنیکی بات اور اسکے سریکے باتون کو
جو قرآن و حدیث مین آئی ہین متشابہ سمجھتے تھے محکم کے مانند محکم نہ جانتے تھے اور جیسا
آئے ویسا انکو پڑھ لینے اور زبان پر جاری کرنیکے سوا انکے معنے بیان کرنیکو درست
نہ رکھتے تھے سو ان بزرگون مین امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ بھی داخل ہین
اگرچہ ان بزرگون کے اقوال لفظ مین جدے معلوم ہوتے ہین لیکن معنے ان تینون اقوال
کے ایک ہی ہین کیونکہ متشابہ کو جو آنا وغیرہ ہے اللہ کا بھید سمجھ کر اس کے معنے بیان
نکرنا کرکے کلبی تبع تابعی کے قول مین آیا سو اس سے یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ
اسکے معنے اللہ ہی کو معلوم ہین ہمکو معلوم نہین اگر معلوم ہوتے تو بھید کہنا صحیح

نہین ہوتا اور جاری کرو تم انکو جیسا کہ آئے وے بلا کیف کرکے امام احمد بن حنبل
اور دوسرے تبع تابعین کے کہنے سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی کہ جیسا آئے ویسا
ان الفاظ کو زبان پر جاری کرو یعنے پڑھ لیو کیونکہ امرار یعنے جاری کرنا عربی مین
لفظون پر آتا ہی نہ معنون پر لیکن پڑھنے سے انکے ظاہر معنون کا اعتقاد نکرنا کرکے
بلا کیف کا قید لگا دیئے یعنے بغیر ثابت کرنے مخلوق کی صفات کے جو ظاہر
معنون سے انکے سمجھی جاتی ہین پس حاصل انکے قول کا یہی ٹھہرا کہ جیسا آئے ویسا انکو
پڑھ لیو اور انکے ظاہر معنون کے معتقد نہ بنو کہ ظاہر معنے اسکی شان کے
لایق نہین مرادی معنے اسکے اللہ ہی کو معلوم ہین اسی طرح تفسیر اسکی پڑھنا
اسکا ہی اور خاموش رہنا اس سے کسیکو نہین پہنچتا ہی اسکے معنے بیان کرنا
سوا اللہ کے اور اسکے رسول کے کرکے سفیان بن عیینہ تبع تابعین کے
کہنے سے بھی یہی مطلب معلوم ہوتا ہی کہ اسکے مرادی معنے ہمکو معلوم نہین
اللہ ہی کو معلوم ہین اللہ کا کلام ہونے سے ہم فقط اسکو پڑھ لیکر
چپ رہجانا ہماری طاقت نہین کہ اسکا معنا بیان کرین غرض ان گیارہ
بزرگون کے تینون اقوال سے تفویض نکلنے سے یعنے متشابہ کا معنا اللہ
کی طرف سونپنا اور اسکے ظاہر معنے سے نوپیدا کی صفت جو ثابت ہوتی
ہی سو اس سے اللہ کو پاک جاننے کا یہی مطلب ثابت ہونے سے اپنے مطلب
پر امام محی السنہ نے ان اقوال کو سند کے طور پر بیان کئے ہین اگرچہ امام

محی السنہ کے اس بیان سے استوا ید وجہ وغیرہ متشابہات کا حکم سلف
کے پاس کیا ہی سو معلوم ہو چکا باوجود اسکے اور دو جگہہ اسی طرح بیان کئے تا چالاک
آدمی پہلے بار میانے درجہ کی سمجھ والا آدمی دوسرے بار کیسی ہی کم سمجھ والا ہو سوائے
ازلی بدبخت کے تیسرے بار خواہ نخواہ سمجھ جاوے چنانچہ بَلْ یَدَاہُ مَبْسُوْطَتَانِ
کے تحت مین کہا ہی کہ یَدُ اللّٰہِ صِفَۃٌ مِنْ صِفَاتِ ذَاتِہٖ کَالسَّمْعِ
وَالْبَصَرِ وَالْوَجْہِ وَقَالَ جَلَّ ذِکْرُہُ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ وَقَالَ
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کِلْتَا یَدَیْہِ یَمِیْنٌ وَاللّٰہُ
اَعْلَمُ لِصِفَاتِہٖ فَعَلَی الْعِبَادِ فِیْہِمَا الْاِیْمَانُ وَالتَّسْلِیْمُ
وَقَالَ اَئِمَّۃُ السَّلَفِ مِنْ اَہْلِ السُّنَّۃِ فِیْ ہٰذِہِ الصِّفَاتِ
اَمِرُّوْہَا کَمَا جَاءَتْ بِلَا کَیْفٍ ترجمہ اللہ کا ہاتھ ایک صفت ہی
اسکی ذاتی صفتون سے جیسے سننا اور دیکھنا اور وجہ اسکی ذاتی صفات ہین اور
کہا اللہ تعالی نے ای ابلیس کیا چیز منع کی تجھہ کو کہ سجدہ کرے تو اس چیز کو
جو مین نے بنائی اپنے دونون ہاتھون سے اور کہا پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام
نے دونو ہاتھ اسکے سیدھے ہین اور بہت جاننے والا ہی اللہ اپنی صفات کو
پس بندون پر ان مین ایمان لانا ہی ظاہر پر اسکے یعنے الفاظ پر اور سونپ
دینا انکے جاننے کو اللہ کی طرف یہان اَلْاِیْمَانُ وَالتَّسْلِیْمُ کا لام
عہد ذکری کے لئے ہی آگے کے قول کی طرف اسی سبب سے ایمان اور تسلیم کے

متعلقات کو ذکر نہین کئے - اور کہے اہل سنت کے سلف کے امامون نے ان صفات مین کہ جاری کرو تم اُنکو زبان پر جیسا کہ آئے وے بلا کیف یعنے بغیر ثابت کرنے مخلوق کی صفات کے جو اُنکے ظاہر معنون سے سمجھی جاتی ہین فقط - جانا چاہیے کہ ید کا لفظ عربی زبان مین ذات کے لیئے مقرر ہی یعنے جسم کے ٹکرون مین سے ایک خاص ٹکرے کا نام ہی کہ جسکو فارسی مین دست اور ہندی مین ہاتھ کہتے ہین خدا صاحب جسم اور اُسکے لوازم سے پاک ہونے کے سبب سے جب یہہ لفظ اُس کے لیئے کسی آیت کے ضمنی مطلب سے ثابت ہو تو اہل سنت کے پیشوا اُس سے ظاہر معنے جو جسم کا ٹکڑا ہی نہین لیتے بلکہ اُس سے مراد ایک صفت ذاتی سننے دیکھنے کی سریکی لیکر اُسکے معنے اللہ پر سونپ دیتے ہین چنانچہ امام محی السنہ نے بھی ایسی ہی اُسکو ایک صفت ذاتی کہکر اُس کے ظاہر پر یعنے لفظ پر ایمان لانا اور سونپ دینا اُسکے جاننے کو اللہ پر کرکے ارشاد کیا اور امام مالک اور امام احمد اور دوسرے تبع تابعین کے قول اَمِرُّوهَا كَمَا جَاءَتْ بِلَا كَيْفٍ سے یہی مطلب ثابت ہونے کے سبب سے سند کے طور پر اُسکو ذکر فرما دیا ہی فقط - صاحب قول فاصل اس قول کی سند لیکر بلا کیف کا لفظ جو ائمہ سلف کے قول مین آیا ہی سو اُسکے معنے کہ جن سے اُنکی مذہب کی جڑ کٹتی ہی بیان نہین کئے ہین بلکہ سوا اسکے کئی غلطیان کئے ہین چنانچہ كِلْتَا يَدَيْهِ يَمِيْنٌ کا ترجمہ دونو ہاتھ

اُسکے برکت والی ہین کرکے گئے ہین حالانکہ اُسکا ترجمہ دونو ہاتھ اُسکے سیدھے
ہین کرکے ہوتا ہی یمین کا ترجمہ برکت والا کرکے کسی لغت مین نہین ہی سو اُسکے
کِلْتَا یَدَیْہِ یَمِیْنٌ ایک حدیث کا ٹکڑا ہی سو شروع حدیث کی نظر کرنے
ہرگز برکت کے معنے لگتے نہین چنانچہ معالم کی پہلی جلد کے ۲۳۵ صفحے مین عبد اللہ
بن عمرو بن عاص سے مرفوعاً روایت ہی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ اَلْمُقْسِطُوْنَ عَلٰی مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ عَلٰی یَمِیْنِ الرَّحْمٰنِ
وَکِلْتَا یَدَیْہِ یَمِیْنٌ الخ کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عدل کرنے والے
نور کے منبرون پر رحمٰن کی دہنے ہاتھ پر رہینگے اور دونو ہاتھ اُسکے دہنے
ہین اگر اُس کے عوض مین عدل کرنیوالے نور کے منبرون پر رحمٰن کی برکت
والی پر رہینگے کرکے کہین تو ہرگز درست نہین عربی جاننے والے کہ جن کو
طرفداری کسیکی منظور نہین وے اُسکے اور باریکیان بھی پاسکتے ہین۔ دوسری
غلطی یہہ کہ اَلتَّسْلِیْمُ کے معنے مان لینا کرکے گئے ہین حالانکہ اُسکے معنے سونپ
دینا اُن کے جاننے کو اللہ کی طرف کرکے ہی کیونکہ الف ولام جو آیا ہی بے معنے
نہین بلکہ عہد ذکری کے لئے ہی اُس سے مصنف اشارہ کرتا ہی طرف پہلے قول
کے جو متشابہات مین ذکر کیا تھا یعنے کہا تھا کہ بہتر طریقہ اس آیت مین اور اُسکی
سرکی دوسری آیات مین یہہ ہی کہ ایمان لاوے اُسکے ظاہر پر لفظ پر یعنے اور سونپ دیوے اُنکے
جاننے کو اللہ کی طرف الخ سو اُسکے اس آیت کو خاص کرکے مانو کہنے کے کیا معنے

کیا اُسکے آگے کے آیتونکو نہین ماننا معاذ اللہ برخلاف اُسکے کہ سونپنے کے معنے
یون تو ہرگز یہہ اعتراض آتا نہین کیونکہ یہہ متشابہ ہی متشابہ آیت مین ایمان لاکر اُس کے
معنے کو اللہ پر سونپنا ضرور ہی اور اُسکے آگے کے محکمات جو ہین اُن پر ایمان بھی لانا اور
معنے کو جاکر اُنکے معتقد ہونا ضرور ہی اور متشابہ سمجھنا صاف مصنف یعنے محی السنہ کا خلاف
ہی کیونکہ وہ متشابہ ہونے کے سبب ہی سے آگے کے قول مین متشابہات کے باب مین
سلف سے منقول ہی سو قول کو یہان بھی ذکر فرمائے اگر ایسا ہوتا تو یہان اُس قول کو ذکر کرنیکو
کیا سبب اور جب متشابہ ما نہین تو متشابہات مین مذکور رہا سو آگے کے قول مین خود
محی السنہ نے کُلّیہ قاعدہ بیان فرمایا ہی کہ ایمان لاوے اُسکے ظاہر پر اور سونپ
دیوے اُسکے جاننے کو اللہ کی طرف اور اُسکے مابعد سورہ اعراف مین بھی
استوا کے باب مین ایسا ہی فرمایا ہی پھر اگر تسلیم سے مراد مان لینا یون اور
سونپ دینا اُسکے جاننے کو اللہ کی طرف کرکے نہ ٹھہراوین تو مصنف کے
ماقبل اور مابعد کے دونون قولون کا صاف خلاف ہوتا ہی ماسوا اُسکے
مان لینے کے ہندی مین دو معنے ہین ایک قبول کرنا لیکن تسلیم کے لفظ مین
ہرگز یہہ معنا نہین دوسرا معنا فرمانبرداری البتہ تسلیم کے یہہ معنے ہوسکتے ہین یہان
یہہ معنا کئے تو مطلب یہی ٹھہرتا ہی کہ ید پر ایمان لاکر اُسکی فرمانبرداری کرین
سو ہم اہل سنت کے خدام اور ہمارے پیشوایون نے آج تک قرآن وحدیث
سے خدا اور رسول کی فرمانبرداری کا حکم ثابت ہوتا ہی کرکے سمجھتے تھے سو

اب بارہ سو اٹھے اسی ۱۲۸۸ کے بعد صاحب قول الفاصل نے ید وجہ سمع وبصر کی فرمانبرداری کو سارے بندون پر واجب گردانا ہی سبحان اللہ فاصل ہون تو ایسے ہون فقط - تیسری غلطی یہہ ہی کہ اللہ کا ہاتھ ایک صفت ہی اسکی صفات ذاتی سے مانند سُننے اور دیکھنے اور مُنہہ کے کہ محی السنہ کے کہنے سے یہہ معنے سمجھے ہین کہ جیسا سُننے دیکھنے کے معنے لینا اہل سنت کے پاس مقبول ہی اسی طرح ہاتھ اور مُنہہ کے ظاہر معنے بھی جو ذات کے ٹکرے ہین لینا چاہیئے سو یہہ صاف باطل ہی کیونکہ لیے دونون اللہ کی ذات کے ٹکرے ہوتے معاذ اللہ محی السنہ اور امام اعظم کے سر کیے افواہ اُنکو اللہ کی صفات مین ہرگز نہ شمار کرتے ذات جدی ہی اور صفت جدی ہی جیسا ہمارے ہاتھ اور مُنہہ کو جو ہماری ذات کے ٹکرے ہین ہرگز نہ کہینگے کہ ہماری صفت ہین اور ہمارے سننے اور دیکھنے کی صفات کو ہرگز نہ جانینگے کہ ہمارے ذات کے ٹکرون سے ہین اور جب ان دونون کو صفت مانین تو انکا ظاہر معنا لینا باطل ٹھہرا بلکہ صحیح معنے محی السنہ کے قول کے یہی ہین کہ ید اور وجہ اللہ کے لئے کہ جن کا ترجمہ ہاتھ اور منھ ہی اسکی ذاتی صفات ہین فقط صفت ذاتی ہونے مین بے چارہ

برابر نہ ظاہر معنے لینے مین اسی لئے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا کی آیت اس آیت کے آگے سورۂ نسا مین مذکور ہوتی ہی اور اسکے

بعد بھی کتنے جگھوں پر آئی ہی سو کسی جائے پر محی السنہ بلکہ دوسرے مفسرین بھی
لکھے نہین کہ اُسکے لفظ پر ایمان لاکر اوسکے معنے کو اللہ پر سونپ دین- برخلاف اس آیت
کے کہ اُس مین احکام متشابہات کے ذکر کئے اور اُس کے معنے کو اللہ پر سونپ دینے کا
ارشاد فرمایئے تو معلوم ہوا کہ ائمہ سلف کے پاس اِن مین اور اُن مین بڑا فرق ہی
اور حدیث مین بھی سمیع بصیر کے ظاہر معنے لینے کی تاکید آچکی چنانچہ مقدمہ مین اُس
حدیث کا بیان ہوا ہی برخلاف ید اور وجہ کہ جن کا ترجمہ ہاتھ اور منھہ ہی انکے ظاہر معنے
لینے کی کچھہ تاکید آئی نہین باوجود اسکے ید اور وجہ کہ جن کا ترجمہ ہاتھ اور منھہ ہی ظاہر معنے
جو انکے ذات کے تکڑے ہین لینا صاف مجسمہ خذلہم اللہ کا مذہب ہی- چوتھی
غلطی یہہ ہی کہ کہے ہین کہ بعض ملّا اعتراض کرتے ہین مراد جاری کرو کہنے سے
جو قول ائمہ سلف کا ہی صرف تلاوت اُن الفاظ کی ہی نہ ظاہر معنے موافق اعتقاد
رکھنا سو یہہ اُنکی غلط فہمی ہی کیونکہ معنے دار لفظونکو جاری کرنے سے معنے بھی انکے
ساتھہ جاری ہوتے ہین جدا نہین ہوتے الخ جواب یہہ ہی کہ معنے دار لفظ
کو زبان پر جاری کرنے سے یعنے اُنکے پڑھنے سے اگرچہ اُسکے ہمراہ معنا رہتا ہی
لیکن پڑھنے والے کو معلوم ہونا کچھہ ضرور نہین ورنہ ہر اُمّی کو جو قرآن پڑھتا ہی اُسکا
معنا معلوم ہونا پڑیگا اور جاری کرنے سے مراد فقط پڑھہ لینا نہ لیکر اُسکے ظاہر
معنے کے معتقد بھی بنا کر کے آپکے عندیے کے مطابق لیوین تو ایسے بہت سے
آیات ہین اُنکو پڑھتے پڑھاتے ہین ظاہر معنے کے معتقد بھی ہوتی ہین سو سبکو

چھوڑ دیگر ان آیات مین ایسا کہنے کو گیا سبب ہے سو دریافت کرنے سے تم اہل
سنت کے حق مین غلط فہمی کے لفظ سے بے ادبی کئے اور صرف تلاوت
کر لیکر چپ رہنے کی بات کو ہماری سمجھ کی طرف نسبت کئے تا لوگ اسکو
سرسری جانین حالانکہ ائمہ سلف سے ایک بڑے فرد یعنے سفیان بن عیینہ
جو تبع تابعین سے ہم پلہ امام مالک کے تھے کہ جن کی تعریف امام شافعی رحمۃ
اللہ کئے ہین سو عبد الحق دہلوی شرح مشکوٰۃ کے ۱۲ صفحہ مین لائے ہین
وشافعی در شان او گفتہ لَوْلَاكَ مَالِكٌ وَابْنُ عُيَيْنَةَ لَذَهَبَ
عِلْمُ اَهْلِ الْحِجَازِ ترجمہ فرمائے شافعی کہ اگر نہ ہوتے امام مالک اور
سفیان بن عیینہ ہر آینہ چلا جاتا علم حجاز والون کا سو ایسے امام کا قول ہے اور
وہ قول محی السنہ معالم مین سورہ بقرہ کے متشابہات کے بیان مین هَلْ
يَنْظُرُوْنَ اِلَّا اَنْ يَاْتِيَهُمُ اللّٰهُ کے تحت مین لائے ہین
قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ كُلَّمَا وَصَفَ اللّٰهُ بِهٖ
نَفْسَهٗ فِيْ كِتَابِهٖ فَتَفْسِيْرُهٗ قِرَاءَتُهٗ وَالسُّكُوْتُ عَنْهُ لَيْسَ
لِاَحَدٍ اَنْ يُّفَسِّرَهٗ اِلَّا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ یعنے فرمایا سفیان بن عیینہ
نے کہ ہر یک چیز کہ وصف کیا ساتھ اسکے اللہ اپنی ذات کو اپنی کتاب مین پس
تفسیر اسکی پڑھ لینا اسکا ہی اور خاموش رہنا اس سے نہین پہنچتا ہی کسیکو یہہ
کہ معنا بیان کرے اسکا سوائے اللہ کے اور اسکے رسول کے اور جاری

کرنے اور پڑھلینے کے دونون قولون کا مطلب ایک ہی ہونے کے سببسے مذہب تفویض یعنے ظاہر لفظ پر ایمان لاکر اُسکے جاننے کو اللہ پر سونپ دینے کے مذہب کی سند کےلئے امام محی السنہ نے اُن دونون قولونکو سورۂ بقرہ مین ذکر فرمادیا پس صاحب قول فاصل ان تمام آیہ کے خلاف مین ید وجہ کے جن کا ترجمہ ہاتھ اور منھ ہے ظاہر معنے جو ذات کے ٹکڑے ہین لیکر مجسمی بنے یا اہل سنت مطابق ایمہ سلف کے اُنکے ظاہر معنے نہ لئے سو جہمی اور معتزلی ہوئے سو ناظرین باتمکین خوب دریافت کرلے سکتے ہین **قوله** لفظی ترجمہ اُن کا بھی درست ہے الخ **اقول** ترجمہ زبان بدلنے کو کہتے ہین اور تفسیر معنوی قایل کا ارادہ بیان کرنیکو اگر قایل کا ارادہ ظاہر معنے لینے پر نہ ہو تو ترجمہ کرنے سے ظاہر معنے مراد ٹھہرتے نہین جیسا آیت تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ ترجمہ برکت والی ذات ہے اُسکی کہ جس کے ہاتھ مین راج ہے یہان تم بھی ہاتھ کے ظاہر معنے جو ذات کا ٹکڑا ہے نہ لیوینگے وگرنہ ہم سب خدا کے ہاتھ مین اور خدا کا ہاتھ ساتوین زمین کے اندر سے سب عالم کو سمیٹا ہوا ہے کرکے جاننا پڑیگا اسیطرح وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ کا جملہ کئی حدیثون مین آیا ہے چنانچہ مشکوۃ کی چوتھی جلد کے باب مناقب عمر رضی عنہ مین موجود ہے اور صاحب جامع التفاسیر مظاہر حق مین اُسکا ترجمہ بھی کئے ہین۔ اگر ہاتھ سے ظاہر معنا اُسکا جو ذات کا ٹکڑا ہے لیوین تو خدا

کی ذات مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جان تھا اور بدن مبارک آنحضرت
صلعم کا بے جان تھا کرکے اعتقاد رکھنا لازم آتا ہے یہہ توصاف کفر ہے پس
ترجمہ کو خود تفسیر معنوی سمجھکر عبارت پر ناوانی کا لفظ استعمال کرنا طوفان بے تمیزی
ہے پانچوین غلطی یہہ ہے ابن عیینہ کے قول کو آگے پیچھے کی عبارت کو جو لبِّ
مطلب کو توڑتی ہے اُس سے گریز کرکے ذرا ٹکڑا اُس قول کا لائے ہین سو
اُسکا پتا بھی نہین کہ کس کتاب سے ہے ایسے بہت سے خرافات ہین انشاءاللہ
تعالیٰ باب دوم مین کچھ اُن کا مذکور ہوگا لیکن یہان مذکور ہوا سو قول دوم
محی السنہ کا اپنی قول فاصل مین لاکر غلطیان کرنے سے ضمناً تھوڑا ذکر کیا
گیا۔ آمدم بر سر مطلب محی السنہ کا تیسرا قول جو تفویض پر دلالت کرتا ہے سورہ اعراف
مین ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ کے تحت مین ہے وَاَوَّلَتِ الْمُعْتَزِلَةُ
اَلْاِسْتِوَاءَ بِالْاِسْتِيْلَاءِ فَاَمَّا اَهْلُ السُّنَّةِ يَقُوْلُوْنَ
اَلْاِسْتِوَاءُ عَلَى الْعَرْشِ صِفَةٌ لِلّٰهِ تَعَالٰى بِلَا كَيْفٍ
يَجِبُ عَلَى الرَّجُلِ الْاِيْمَانُ بِهٖ وَيَكِلُ الْعِلْمَ اِلَى اللّٰهِ
عَزَّ وَجَلَّ وَسَاَلَ رَجُلٌ مَالِكَ بْنَ اَنَسٍ عَنْ قَوْلِهٖ
اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى كَيْفَ اسْتَوٰى
فَاَطْرَقَ رَاْسَهٗ مَلِيًّا وَعَلَاهُ الرُّحَضَاءُ ثُمَّ قَالَ
اَلْاِسْتِوَاءُ غَيْرُ مَجْهُوْلٍ وَالْكَيْفُ غَيْرُ مَعْقُوْلٍ

وَالْاِیْمَانُ بِہٖ وَاجِبٌ وَالسُّوَالُ عَنْہُ بِدْعَۃٌ وَمَا اَظُنُّکَ

اِلَّا ضَالًّا ثُمَّ اَمَرَ بِہٖ فَاُخْرِجَ وَرُوِیَ عَنْ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ

وَالْاَوْزَاعِیِّ وَاللَّیْثِ بْنِ سَعْدٍ وَسُفْیَانَ بْنِ عُیَیْنَۃَ وَعَبْدِ

اللّٰہِ بْنِ الْمُبَارَکِ وَغَیْرِھِمْ مِنْ عُلَمَاءِ السُّنَّۃِ فِیْ ھٰذِہِ

الْاٰیَاتِ الَّتِیْ جَاءَتْ فِی الصِّفَاتِ الْمُتَشَابِھَۃِ اَمِرُّوْھَا

کَمَا جَاءَتْ بِلَا کَیْفٍ ترجمہ اور تاویل کئے معتزلہ استوا

کو غلبہ سے لیکن اہل سنت کہتے ہین کہ استوا کرنا عرش پر ایک صفت ہے اللہ

تعالیٰ کی بلاکیف یعنے بغیر ثابت کرنے مخلوق کی صفات کے جو ظاہر معنے

سے سمجھ مین آتی ہین واجب ہے مرد پر ایمان لانا اُسپر اور سونپ دینا اُس

مین جاننے کو اللہ کی طرف پوچھا گیا ایک مرد مالک بن انس کو قول سے

اللہ کے جو الرحمن علی العرش استوی ہے کیونکر استوا کیا یعنے کیا ہے معنے استوا

کے آپ نے تھوڑی دیر تک سر نیچے کئے اور آپ پر پسینا نکلا پھر فرمایا

استوا معلوم ہے اور کیف یعنے مخلوق کی صفت جو ظاہر معنے سے سمجھ

مین آتی ہے خلاف عقل ہے اور ایمان اُسپر واجب ہے سوال اُس سے بدعت

اور نہین گمان کرتا ہون مین تجھکو مگر گمراہ ہے کرکے پھر حکم کئے گیا اور

نکالا گیا ۔ اور روایت ہے سفیان ثوری اور اوزاعی اور لیث بن

سعد اور سفیان بن عیینہ اور عبداللہ بن مبارک اُنکے سوائے اور علماء

سنت سے ان آیتوں میں جو متشابہ صفات میں آئے ہیں کہ جاری کرو انکو
زبان پر یعنے پڑھ لیو جیسا کہ آئے بلا کیف یعنے بغیر ثابت کرنے مخلوق کی
صفات کے جو ظاہر معنے سے ان آیتوں کے سمجھ میں آتی ہیں - اس بیان
سے معلوم ہوا کہ اہل سنت استوا وغیرہ کو صفات متشابہ سمجھ کر انکے جاننے کو
اللہ پر سونپ دیتے تھے یعنے اُن کا مذہب صحابہ اور اکثر تابعین اور نحو
کے ایمہ کے مطابق مذہب تفویض تھا یہی مطلب امام مالک اور دوسرے
تبع تابعین کے اقوال کا سمجھکر امام محی السنہ نے کہ جن کا ابتداء زمانہ گذر کر
نو سو برس کے قریب ہوا ہے اہل سنت کے قول کے بعد امام مالک اور دوسرے
تبع تابعین کے دونوں قولوں کو سند کے طور پر ذکر فرما دئے اسی طرح امام
جلال الدین سیوطی ملا علی قاری رحمہ نے امام مالک کے قول سے اور
اس قبیل کے اور بزرگوں کے اقوال سے مذہب تفویض کا مطلب سمجھے
ہیں سو قریب انکے اقوال بھی آوینگے پس قول فاصل والے جو امام مالک کے
قول میں استوا معلوم ہے کے آنے سے استوا کا معنا معلوم ہے کر کے سمجھ کر
ظاہر معنے کے معتقد بن گئے سو امام محی السنہ کے فہم کا کہ جن کے قول کو
خود سند لئے ہیں اور دوسرے اہل سنت کا صاف خلاف ہے و لو بالفرض ان
سب بزرگوں کے خلاف میں الاستواء معلوم سے انکا معنا معلوم ہے کر کے
لیویں تو بھی وہ معنا امام مالک اور انکے سائل کو معلوم تھا نہ انکو اور لفظ کے

کی ترجمے ہوسکتے ہین سو اُس سے اوپر ہوا کرے ترجمہ کرنیکو کیا سند کونسا مترجم
مجاہد کے قول کا معنا وے سمجھے سرکا مجھکر ایسا ترجمہ کیا ہی سو بتلاوین سو اُسکے صحابہ
کے وقت سے متشابہات مین دو ہی مذہب چلا آتے ہین ایک تاویل یعنے حسب
مقام اُنکے مرادی معنے اللہ کے جلال کے لایق بیان کرنا دوسرا قوی مذہب
تفویض یعنے اُنکے لفظ پر ایمان لاکر اُنکے مرادی معنے اللہ پر سونپنا سو اس
بات پر دلالت کرنیوالے اقوال آگے بھی گذر چکے ہین اور بھی بہت سے
ہین چنانچہ امام الحرمین استاذ امام محمد غزالی رحمہما سے ابن حجر عسقلانی نے
شرح بخاری مین نقل کیا ہی قَالَ اِمَامُ الْحَرَمَیْنِ فِی الرِّسَالَۃِ النِّظَامِیَّۃِ

اِخْتَلَفَتْ مَسَالِکُ الْعُلَمَاءِ فِی ہٰذِہِ الظَّوَاہِرِ فَرَاٰی
بَعْضُہُمْ تَاوِیْلَہَا وَالْتَزَمَ ذٰلِکَ فِیْ اٰیِ الْکِتَابِ وَ
مَا یَصِحُّ مِنَ السُّنَنِ وَذَہَبَ اَئِمَّۃُ السَّلَفِ اِلَی
الْاِنْکِفَافِ عَنِ التَّاوِیْلِ وَاِجْرَاءِ الظَّوَاہِرِ عَلٰی
مَوَارِدِہَا وَتَفْوِیْضِ مَعَانِیْہَا اِلَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ

یعنے کہا امام الحرمین نے اپنے رسالے نظامیہ مین کہ اختلاف کئے گئے
راستے علما کے ان ظواہر مین پس یقین کیا بعضا اُن کا اُنکی تاویل کو اور
لازم ٹھہرا لیا اُس تاویل کو قرآن کی آیتون اور صحیح حدیثون مین
اور گئے ائمہ سلف طرف اس بات کے کہ باز رہین تاویل سے اور

جاری کرین اُن ظواہر کو اُنکی جگہون پر اور سونپ دیوین اُنکے معنونکو اللہ تعالی کے طرف پس امام الحرمین کے کہنے سے معلوم ہوا کہ سلف کے ایمہ متشابہات کے معنے اللہ پر سونپ دیتے تھے امام مالک بھی سلف کے ایمہ مین ہین پھر اُنکے قول سے ظاہر معنے کی پیروی کا مطلب کیونکر ثابت ہوگا حالانکہ ظاہر معنے کی پیروی کرنی ملحدون کی چال ہے چنانچہ علامہ یعقوب بنانی سے صحیح بخاری کی شرح خیر الجاری مین ہے کہ فرمایا ہے اِنَّ مَذْهَبَ السَّلَفِ عَدَمُ تَاوِيْلِ الْمُتَشَابِهَاتِ بَلْ يَنْبَغِيْ اَنْ لَا تُزَادَ عَلَى الْقِرَاءَةِ وَمَذْهَبُ كَثِيْرٍ مِنَ الْخَلَفِ تَاوِيْلُهَا بِمَا لَا يُعَارِضُ الْاٰيَاتِ الْمُحْكَمَاتِ بَلْ اِرْجَاعُهَا اِلَيْهَا وَاَمَّا الْمَلَاحِدَةُ فَمَذْهَبُهُمْ مَا يُفِيْدُ ظَاهِرَ الْمُتَشَابِهَاتِ بِلَا تَاوِيْلٍ وَتَقْدِيْمُهَا عَلَى الْمُحْكَمَاتِ یعنے کہا علامہ یعقوب بنانی نے کہ تحقیق مذہب سلف کا نہین تاویل کرنا متشابہات کا ہے بلکہ مقرر ہے یہہ کہ نہ بڑھایا جاوے تلاوہ پر اُنکے یعنے سوائے اُنکو پڑھ لینے کے اور کچھہ نکرین اور مذہب بہت سے خلف کا تاویل کرنا اُن کا ہے ساتھہ ایسے معنون کے کہ نہ آڑ آوین محکمات کے بلکہ پھیر لانا اُن کا ہے طرف محکمات کے لیکن ملحدون کا مذہب وہ ہے کہ جو ظاہر متشابہات کا حاصل ہو بغیر تاویل کے اور مقدم کرنا اُن کا محکمات پر یعنے ملحد لوگ محکمات کی پیروی پر متشابہات کی

پیروی کو مقدم رکھتے پس امام محی السنہ کے کہ جسکی تفسیر سے خود سند لئے ہین اور دوسرے کتنے ائمہ اور محدثین کے
خلاف مین اس ملحدی بات کو امام مالک اور دوسرے پیچھے مذکور ہونیوالی پیشوایون کے اقوال سے ثابت ہوتی ہے

کرکے سمجھنا جب قول فاصل سے بہت بعید ہی علاوہ کہ اہل سنت کے قول مین بھی ویکل العلم فیہ الی اللہ
کا ترجمہ سونپنے اسکی دریافت اللہ پر کرکے کئے ہین حالانکہ صحیح ترجمہ سونپنے اسکے جاننے
کو اللہ کی طرف کرکے ہوتا ہی کیونکہ علم کا معنا جاننا ہی دریافت کرنا نہین بااین
اس آئین سے وہ ترجمہ واقع ہی کہ اس سے معنے سوال کرنیکے مفہوم ہوتے ہین
اگر ان کا یہی ارادہ ہو تو مطلب یہی ہوتا ہی کہ استوا پر ایمان لانے والا شخص استوا
کا سوال خدا پر سونپے پس سوال کرنا تو خدا ہی سوال کرے لیکن خدا کس سے سوال کرنا
معلوم نہین اور اس جلسے پر بھی دو جگہہ بلاکیف کا لفظ آیا معنے اسکے
بیان کرنے سے اپنا مذہب باطل ہوتا ہی کرکے انجان چلا گئے غرض
امام محی السنہ کا تیسرا قول کہ جسکو یہہ خیرخواہ خلق اللہ نے ذکر کیا سو
قول فاصل والے بھی اسکی سند لیکر لتنے غلطیان کرنے سے یہان انکا
تذکرہ کرنا ضرور پڑا والا انکے لئے باب دوم مقرر ہی اگرچہ متشابہات مین
تفویض اور تاویل کے دو مذہب صحابہ و تابعین کے وقت سے چلا آئے
ہین چنانچہ اس بابت کے اقوال آگے مذکور ہوئے لیکن قول فاصل والے
ان دونون مذکور مذہبون کو اہل کلام کی طرف نسبت کرکے انکے
حق مین بے ادبی کے الفاظ استعمال کرتے ہین خدا انکے کئے کا بدلہ انکو

دیوے حالانکہ متشابہات کی ظاہر معنو کی پیروی کرنے اور انکے معتقد بننے کی
ملحدی بات کو سلف کا مذہب یہ کرکے دعوا کرتے ہوئے اس دعوے پر
صاف دلالت کرنیوالا ایک قول بھی سلف سے گذارتے نہین اور
خلف کے معتبر لوگ بھی انکی گواہی دیتے نہین باین ان کا زعم جاتا نہین
سو انکے زعم کو باطل کرنیکے لئے اور چند اقوال معتبرہ مذکور ہوتے ہین
تا مذہب ان کا لوگون پر خوب ظاہر ہوجاوے چنانچہ امام سیوطی رح نے ابو
داؤد کی شرح مرقاۃ الصعود مین یَنْزِلُ رَبُّنَا کُلَّ لَیْلَۃٍ اِلٰی
سَمَاءِ الدُّنْیَا کی حدیث کی شرح مین فرماتے ہین قَالَ الْاِمَامُ
الْخَطَّابِیُّ مَذْهَبُ عُلَمَاءِ السَّلَفِ وَاَئِمَّةِ الْفُقَهَاءِ اَنْ
یُجْرُوْا مِثْلَ هٰذِهِ الْاَحَادِیْثِ عَلٰی ظَاهِرِهَا وَاَنْ لَا
یَرْفَعُوْا بِهَا الْمَعَانِیَ وَلَا یَتَأَوَّلُوْهَا لِعِلْمِهِمْ بِقُصُوْرِ
عِلْمِهِمْ عَنْ دَرْکِهَا ثُمَّ رَوٰی عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ قَالَ
کَانَ مَکْحُوْلٌ وَالزُّهْرِیُّ یَقُوْلَانِ اَمِرُّوْا الْاَحَادِیْثَ
کَمَا جَاءَتْ قَالَ وَهٰذَا مِنَ الْعِلْمِ اَمْرُنَا اَنْ نُؤْمِنَ
بِظَاهِرِهٖ وَلَا نَکْشِفَ بَاطِنَهٗ وَنَعُدَّهٗ مِنَ الْمُتَشَابِهِ
الَّذِیْ ذَکَرَ اللّٰهُ فِیْ کِتَابِهٖ ترجمہ کہا امام خطابی نے کہ مذہب
سلف کے علما اور فقہا کے امامون کا یہ ہے کہ جاری کرین ان احادیث کو

اُنکے ظاہر پر یعنے الفاظ پر لگے اور نہ بلند کرین ساتھ اُنکے معانیونکو اُنکے اور نہ
تاویل کرین اُنکی بسبب جاننے اُنکے کہ اپنا علم قاصر ہی اُنکے پانے سے پھر روایت
کی امام خطابی نے اوزاعی سے کہ کہا اُسنے کہ مکحول اور زہری کہتے تھے
کہ جاری کرو تم ان احادیث کو جیسا کہ آئے کہا خطابی نے کہ یہہ قول تابعین
کا علم سے ہی حکم کئے گئے ہم اس بات کا کہ ایمان لاوین اُسکے ظاہر پہ
یعنے لفظ پر اور نہ کھولین اُسکے باطن کو یعنے معنے کو اور گنین اُسکو یعنے
آسمان دنیا پہ اترنے کے مضمون کی حدیث وغیرہ کو اُس متشابہ سے کہ جسکا
ذکر اللہ نے اپنی کتاب مین کیا ہی پس امام خطابی رحمۃ اللہ کے قول
سے اتنی بات معلوم ہوئی کہ سلف کے علما جو صحابہ تابعین و تبع تابعین
ہین اور فقہا کے اماماں جو ائمۂ اربعہ وغیرہ ہین خدا صاحب ہر شب مین
پہلے آسمان کی طرف اُترتا ہی کہ کے جسکا ترجمہ ہی سو متشابہ حدیث اور
اُسکے سریکے متشابہات کو زبان پر جاری کر لیکر اُن کے معنے بیان نکرتے
تھے اور اُنکی تاویل بھی نکرتے تھے اور جانتے تھے کہ اپنا علم اُنکے جاننے
سے قاصر ہی اور عاجز۔ سو قول فاصل ولے ظاہر معنے متشابہات کے مراد لینا
سلف کا مذہب ہی کرکے زعم کرتے ہین سو خطابی کی گواہی سے بھی اُن کا
زعم باطل ٹھہرا کیونکہ اگر ظاہر معنے اور لفظی ترجمے مراد ہوتے تو ذری عربی
جاننے والے بھی اُنکو جان نے سکتے ہین پھر ویسے معدن علم اُنکو جانتے

نہین اور اُن کا علم اُنکے جاننے سے قاصر و عاجز تھا کرکے ہرگز نہ فرماتے سلف کے قول سے جو جیسا آئے ویسا جاری کرو اُنکو کرکے یہی مطلب امام خطابی نے سمجھ کر صاف بیان کردئے چنانچہ اوزاعی کی روایت کو نقل کرکے کہے کہ ہمکو حکم ہوا اس بات کا کہ ایمان لاوین اُسکے لفظ پر اور نہ بیان کرین اُسکے معنے کو اور اُسکو متشابہات قرآنی کی قسم سے شمار کرین اور جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اتقان مین فرمائے ہین کہ مِنَ الْمُتَشَابِہِ اٰیَاتُ الصِّفَاتِ وَلِابْنِ اللَّبَانِ فِیْھَا تَصْنِیْفٌ مُفْرَدٌ نَحْوُ الرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی کُلُّ شَیْءٍ ھَالِكٌ اِلَّا وَجْھَہٗ وَیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّكَ وَلِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیَّاتٌ بِیَمِیْنِہٖ وَجُمْھُوْرُ اَھْلِ السُّنَّۃِ مِنْھُمُ السَّلَفُ وَاَھْلُ الْحَدِیْثِ عَلَی الْاِیْمَانِ بِھَا وَتَفْوِیْضِ مَعْنَاھَا الْمُرَادِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَلَا تُفَسِّرُھَا مَعَ تَنْزِیْھِنَا لَہٗ عَنْ حَقِیْقَتِھَا اَخْرَجَ اَبُو الْقَاسِمِ اللَّالْکَائِیُّ فِی السُّنَّۃِ مِنْ طَرِیْقِ قُرَّۃَ بْنِ خَالِدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اُمِّہٖ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ فِیْ قَوْلِہِ الرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی قَالَتِ الْکَیْفُ غَیْرُ مَعْقُوْلٍ وَالْاِسْتِوَاءُ غَیْرُ مَجْھُوْلٍ وَالْاِقْرَارُ بِہٖ مِنَ الْاِیْمَانِ وَالْجُحُوْدُ بِہٖ کُفْرٌ

واخرج ايضا عن ربيعة بن عبد الرحمن انه سئل
عن قوله الرحمن على العرش استوى فقال الايمان
غير مجهول والكيف غير معقول ومن الله
الرسالة وعلى الرسول البلاغ المبين وعلينا
التصديق واخرج عن مالك انه سئل عن
الاية فقال الكيف غير معقول والاستواء غير
مجهول والايمان به واجب والسؤال عنه بدعة
واخرج البيهقي عنه انه قال هو كما وصف
نفسه ولا يقال كيف وكيف عنه مرفوع و
اخرج اللالكائي عن محمد بن الحسن قال اتفق
الفقهاء من المشرق الى المغرب على الايمان با
الصفات من غير تفسير ولا تشبيه وقال الترمذي
في الكلام على حديث الرؤية المذهب في
هذا عند اهل العلم من الائمة مثل سفيان
الثوري ومالك وابن المبارك وابن عيينة
ووكيع وغيرهم انهم قالوا يروى هذه
الاحاديث كما جاءت ونؤمن بها ولا يقال

كَيفَ وَلَا نَفسرُ وَلَا نَتوهمُ وَذَهبتْ طَائِفَةٌ مِنْ
اَهْلِ السُّنَّةِ اِلَىٰ اَنَّا نَأَوَّ لُهَا عَلَىٰ مَا يَليقُ بجلاله
تَعَالىٰ وَهٰذَا مَذهَبُ الخَلفِ وَكَانَ إمَامُ
الْحَرمَينِ يَذهَبُ اليهِ ثُمَّ رَجَعَ عَنهُ فَقَالَ فِي الرِّسَالَةِ
النِّظَامِيَةِ الَّذِي نَرْتَضِيهِ دِينًا وَنَدِينُ اللهَ بِهِ عقدًا
اِتّبَاعُ سَلَفِ الْأُمَّةِ فَاِنَّهُمْ دَرَجُوا عَلىٰ تَركِ التَّعرُّضِ
لِمَعَانِيهَا وَقَالَ ابنُ الصَّلَاحِ عَلىٰ هٰذِهِ الطَّرِيقَةِ
مَضَىٰ صَدرُ الْأُمَّةِ وَسَادَاتُهَا وَاِيَّاهَا اِختَارَ
أَئِمَّةُ الْفُقَهَاءِ وَقَادَاتُهَا وَاِلَيهَا دَعَا أَئِمَّةُ الْحَدِيثِ
وَاَعْلَامُهُ وَلَا اَحَدٌ مِنَ الْمُتَكَلِّمِينَ مِنْ أَصْحَابِنَا
يَصْدِفُ عَنهَا وَيَابَاهَا وَاخْتَارَ ابْنُ بُرهَانٍ مَذهَبَ
التَّاوِيلِ الخ متشابہ کی قسم سے صفات کی آیتیں ابن لبان ان میں
ایک کتاب تصنیف کیا ہے جیسے اَلرَّحمٰنُ عَلَى الْعَرشِ اسْتَوىٰ
كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ وَيَبقىٰ وَجهُ
رَبِّكَ وَلِتُصنَعَ عَلىٰ عَينِي يَدُ اللهِ فَوقَ اَيدِيهِمْ وَ
السَّمٰوَاتُ مَطوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ جمہور اہل سنت انہیں سے ہیں
سلف یعنے صحابہ تابعین تبع تابعین اور محدثین سے سب اتفاق کئے ہیں

اس بات پر کہ ایمان لاوین اُن صفات پر اور سونپ دیوین اُنکے معنون کو
جو مراد ہین اُن سے اللہ کی طرف اور نہ بیان کرین معنے لُغۃ باوجود پاکی
ثابت کرنے اپنے اُس پروردگار کے لئے اُن صفات کی حقیقتون سے نکالا
ابو القاسم لالکائی اپنی سنت مین طریق سے قرۃ بن خالد کے وہ اپنی مان سے
وہ ام سلمہ رضہ سے اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی کے قول مین کہ
کہا بی بی نے کیف یعنے نو پیدا کی صفت جو ظاہر آیت سے سمجھا جاتی ہے عقل
کے خلاف ہے اور استوا معلوم ہے یعنے ایمان لانا اُسپر معلوم ہے جیسا ربیعہ
بن ابی عبد الرحمن کہا ہے اور اقرار کرنا ساتھ استوا کے کہ اللہ کی صفت ہے
ایمان کی قسم سے ہے اور انکار اس استوا کا اللہ کی صفت نہین کرکے
کفر ہے اور بھی نکالا ہے اُس نے ربیعہ بن ابی عبد الرحمن سے کہ تحقیق کہ اُسنے
پوچھا گیا قول سے اُسکے جو کہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی ہے
پس کہا ایمان لانا اُسپر معلوم ہے اور کیف یعنے مخلوق کی صفت جو ظاہر معنے
سے سمجھ مین آتی ہے عقل کے خلاف ہے اور اللہ کی جانب سے ہے پیام اور
رسول پر پہنچا دینا ہے صاف اور ہم پر تصدیق اُسکی ہے اور بھی نکالا ہے اُس نے
امام مالک سے کہ پوچھا گیا امام مالک نے استوا کی آیت سے پس کہا کیف
یعنے مخلوق کی صفت جو ظاہر معنے سے سمجھ مین آتی ہے عقل کے خلاف ہے اور
استوا معلوم ہے اور ایمان لانا اس پر اللہ کی صفت ہی کرکے واجب اور سوال

اس سے بدعت ہی اور نکالا بیہقی نے اُس امام مالک سے تحقیق کہ کہا اُس نے
کہ وہ پروردگار ویسا ہی ہی جیسا کہ اپنی ذات کو وصف کیا ہی اور نہ کہا جاویگا کہ
کیونکر ہی اور کیونکر ہی کرکے بیان کرنا مخلوق کی صفت اُس سے دور ہی اور
نکالا لالکائی نے محمد بن حسن سے کہ کہا اُس نے کہ اتفاق کیے مشرق سے
مغرب تک کے فقہا ان صفات کے ایمان لانے پر بغیر معنے بیان کرنے اور
بغیر مانند کرنے پروردگار کے مخلوق سے یعنے بغیر ثابت کرنے مخلوق کی صفت
کے پروردگار مین اور کہا ترمذی دیدار کی حدیث کی گفتگو مین مذہب اسمین
اہل علم کے پاس ایمہ سے مانند سفیان ثوری اور مالک اور ابن مبارک
اور ابن عیینہ اور وکیع وغیرہ کے یہہ ہی کہ تحقیق کہ وے کہے کہ روایت
کی جاوین یے احادیث جیسے کہ آئی ہین اور ایمان لاوینگے ہم اُن پر اور
نہ کہا جاوے کہ کیونکر ہی اور نہ بیان کرین ہم اُسکا اور نہ وہم کرین اور
گئی ایک ٹکڑی اہل سنت کی اثبات پر کہ تاویل کرینگے ہم اُن متشابہات
کی ایسے معنون سے جو اُسکے جلال کے لایق ہون اور یہہ مذہب متاخرین
کا ہی اور اسی تاویلی مذہب پر تھا امام الحرمین پھر رجوع کر گیا اُس سے
سو کہا اُس نے رسالہ نظامیہ مین کہ وہ چیز کہ جسکو پسند کرتے ہین ہم ازروے
دین کے اور دین ٹھہراتے ہین ہم اُسکو اللہ کا ازروے عقیدے کے سو
پیروی سلف امت کی ہی پس تحقیق کہ وے گذر گئے اور نہ درپی ہوئے

اُن کے معنوں کے - اور کہا ابن صلاح نے کہ اسی پر گذرے امت کے
پہلے لوگ اور سردار اُنکے اور اسیکو اختیار کئے فقہا کے امامان اور پیشوا
اُنکے اور اُسی کے طرف دعوت کئے ایمۂ حدیث اور اعلام اُسکے اور نہین کوئی
متکلم ہمارے یارون سے جو منھ موڑے اُس سے اور انکار کرے اُسکو
اور اختیار کیا ابن برہان مذہب تاویل کو اگرچہ مولف نے ام المومنین بی بی
ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ابی عبد الرحمن اور امام مالک کے اقوال کے
معنے اپنی دانست کے موافق کیا سو بجا ہی یا نہین اہل علم پا سکتے ہین اُس سے
ہمین کچھ درکار نہین لیکن سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سبھی اقوال سے یہی
معنے سمجھے کہ اُن پر ایمان لاوین اور اُنکے معنو نکو جو اُن سے مراد ہین اللہ ہی
پر سونپ دیوین اسی لئے جمہور اہل سنت اور سلف اور محدثین کا مذہب بیان
کر دیکر ان سبھی اقوال کو سند کے طور پر ذکر فرما دئے ہین اور ان اقوال سے
ظاہر معنے کی پیروی کرنے کی بات صاحب قول فاصل کے سمجھ کے مطابق
ثابت ہوتی تو یہان ذکر کرنیکو کچھ سبب نہ تھا اسی طرح امام الحرمین نے
کہ جن کا زمانہ گذر کر آٹھ سو سال سے زیادہ ہوا ہی گواہی دیتے ہین
کہ سلف کے لوگ متشابہات کے معنون کے درپی نہ ہوئے اور ابن
صلاح بھی کہتے ہین کہ سلف کے لوگ اُن کے معنون کے درپی نہ ہونے
پر ہی گذرے اور اُسیکو اختیار کئے ایمۂ فقہا اور اُسیکی دعوت کئے ایمۂ

حدیث وغیرہ پس صاحب قول فاسد نے جو انکے معنون کے درپی ہو کر ایک
مذہب باطل تراشے ہین سو سلف کے سخت مخالف بنے ہین اگرچہ مطابق وَ
يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا کے لیئے عندیے
مین اپکو سلف کا تابع سمجھین اور امام نووی محدث پیشواے وقت نے شرح
صحیح مسلم کے بے حساب جگہون مین لکہے ہین ازانجملہ پہلی جلد کے کتاب الایمان
مین سو پن صفحہ مین فَيَاتِيْهِمُ اللّٰهُ فِيْ صُوْرَةٍ غَيْرِ صُوْرَتِهِ
الَّتِيْ يَعْرِفُوْنَ کی حدیث کے تحت مین فرماتے ہین کہ اِعْلَمْ اَنَّ لِاَهْلِ
الْعِلْمِ فِيْ اَحَادِيْثِ الصِّفَاتِ وَاٰيَاتِ الصِّفَاتِ قَوْلَيْنِ
اَحَدُهُمَا وَهُوَ مَذْهَبُ مُعْظَمِ السَّلَفِ اَوْكُلِّهِمْ
اَنَّهُ لَا يُتَكَلَّمُ فِيْ مَعْنَاهَا بَلْ يَقُوْلُوْنَ يَجِبُ عَلَيْنَا
اَنْ نُؤْمِنَ بِهَا وَنَعْتَقِدَ لَهَا مَعْنًى يَلِيْقُ بِجَلَالِ
اللّٰهِ تَعَالٰى مَعَ اِعْتِقَادِنَا الْجَازِمِ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيْسَ كَمِثْلِهِ
شَيْءٌ وَاَنَّهُ مُنَزَّهٌ عَنِ التَّجْسِيْمِ وَالْاِنْتِقَالِ وَالتَّحَيُّزِ
فِيْ جِهَةٍ وَعَنْ سَائِرِ صِفَاتِ الْمَخْلُوْقِ وَهٰذَا الْقَوْلُ هُوَ
مَذْهَبُ جَمَاعَةٍ مِنَ الْمُتَكَلِّمِيْنَ وَاخْتَارَهُ جَمَاعَةٌ
مِنْ مُحَقِّقِيْهِمْ وَهُوَ اَسْلَمُ وَالْقَوْلُ الثَّانِيْ هُوَ مَذْهَبُ
الْمُتَكَلِّمِيْنَ اَنَّهَا تُاَوَّلُ عَلٰى مَا يَلِيْقُ بِهَا عَلٰى حَسَبِ مَوَاقِعِهَا

جان تو کہ تحقیق اہل علم کے لئے احادیث اور آیات صفات مین دو قول
ہین پہلا قول جو مذہب اکثر سلف یا تمامی سلف کا ہی سو یہہ ہی کہ نہ گفتگو کی
جاوے انکے معنون مین بلکہ کہتے ہین کہ واجب ہی ہم پر کہ ایمان لاوین ہم
ان پر اور اعتقاد رکھین کہ ان کے لئے ایسے معنے ہین جو لایق ہین اسکی
بزرگی کے ساتھہ یقینی اعتقاد رکھنے ہمارے اس بات کا کہ نہین ہی اللہ کے مثل
کوئی چیز اور اس بات کا کہ پاک ہی وہ جسم ہونے سے اور ایک جاے سے دوسری
جگہہ جانے سے اور کسی جہتہ مین ہونے سے اور سبھی صفتون سے مخلوق
کے اور یہی قول متکلمین کی ایک جماعت کا مذہب ہی اور اختیار کی ہی اسکو
ایک جماعت انکے محققین کی اور یہہ بڑی سلامتی کی بات ہی دوسرا قول جو
اکثر متکلمین کا مذہب ہی سو یہہ ہی کہ تاویل کی جاوے انکی ایسے معنون پر جو لایق
انکے مطابق انکے مقامون کے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ اکبر مین فرمائے

مین کہ وَهُوَ شَيْءٌ لَا كَالْأَشْيَاءِ وَمَعْنَى الشَّيْءِ
إِثْبَاتُهُ بِلَا جِسْمٍ وَلَا جَوْهَرٍ وَلَا عَرَضٍ یعنے پروردگار
شئی ہی یعنے موجود ہی نہ مانند دوسرے اشیا کے اور معنے اس پروردگار
کے شئی ہونیکا ثابت کرنا اسکی ذات کی ہستی کا ہی بغیر جسم و جوہر و عرض کے

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس قول کی شرح مین لکھے ہین کہ أَنَّ الْجِسْمَ
مُتَرَكِّبٌ وَمُتَحَيِّزٌ وَذَلِكَ أَمَارَةُ الْحُدُوثِ وَالْجَوْهَرَ

متحیز وجزء لا یتجزی من الجسم والعرض کل
موجود فی الجواهر والاجسام وهو قائم بغیره لا بذاته
کالالوان والاکوان من الاجتماع والافتراق
والسکون والحرکة وکالطعوم والروائح
والله تعالی منزه عن ذلك کله وفی موضع
قریب منه ما احسن قول الرازی المجسم ما عبد
الله قط لانه یعبد ما تصوره فی وهمه من الصورة
والله تعالی منزه عن ذلك ونقل ان ابا حنیفة
رح سئل عن الکلام فی الاعراض والاجسام وقال
لعن الله عمرو بن عبید هو فتح علی الناس الکلام
فی هذا یعنے خدا صاحب جسم وجوہر وعرض نہین ہی کہکے امام اعظم رحمۃ اللہ
علیہ جو کہے ہین سو اسکا سبب یہہ ہی کہ جسم تین چیزون سے یعنے لنبائی
چوڑائی موٹائی سے مرکب ہی اور جاے گیر ہی سو یہہ نو پیدا ہونیکی نشانی ہی
اور جوہر جاے گیر ہی اور وہ ایسا ایک چھوٹا ٹکڑا جسم کا ہی کہ جسکو پھر ٹکڑا نہین کر
سکتے ہین اور عرض وہ ایک چیز ہی جو پیدا ہوتی ہی جواہر و اجسام مین کہ جسکا
ٹکاؤ غیر سے ہی نہ اپنی ذات سے جیسے رنگان اور جمع ہونا اور پراگندہ ہونا
اور حرکت کرنا اور سکون کرنا اور جیسے مزے اور بو اللہ تعالی پاک ہی ان

سبھی باتون سے کیا بہتر قول ہی فخر الدین رازی کا کہ کہے مجسمی نہین پوجا
کیا اللہ کو کبھی کیونکہ وہ پوجتا ہی اُس صورت کو کہ جسکو اپنے وہم مین جمایا ہی
اور اللہ تعالیٰ پاک ہی اس سے اور نقل ہی کہ تحقیق کہ ابو حنیفہ رح پوچھا گئے
اعراض و اجسام کی گفتگو سے سو فرمایا امام نے لعنت کرے اللہ عمرو
بن عبید پر کہ اُسنے کھولا دروازہ گفتگو کا لوگون پر اس بابت مین غرض
مخلوق کی صفات سے جو جسم و جوہر ہونا یا جہت و مکان مین ہونا آنا جانا
قرار پکڑنا وغیرہ سے خدا صاحب پاک ہی سو تسبیح کی آیات و احادیث سے
صاف ظاہر ہی علما اُسکو خوب جانتے ہین تسبیح اور تنزیہ کے ایک ہی معنے
ہین اور امام محمد جعفر صادق وغیرہ سلف کے بزرگون کے صاف اقوال
بھی اسی بابت پر دلالت کرتے ہین اور امام محی السنہ اور امام غزالی
کے سریکھے افراد پرانے لوگون مین شاہ ولی اللہ محدث کے سریکھے افراد
قریب زمانون والون مین علامت حدوث سے یعنے جہت و مکان مین
ہونے اور جسم و جوہر ہونے سے خدا صاحب پاک ہی سو بات سلف
کا عقیدہ ہی کرکے خبر دیتے ہین اور اہل سنت کے تمامی لوگ اسی طرح اپنی
اپنی تصنیفات مین تصریح کردئے ہین لیکن مجسمی لوگ لَا تَعْمَى
الْأَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ
کے مطابق دل کے اندھے اونڈھی سمجھ والے ہوجاوین تو کوئی کیا کرسکینگے

مخلوق کی نشانیون سے خدا صاحب کو پاک سمجھنا آیات و احادیث کے مطابق
سلف کے عقیدے کے موافق ہونیکے سبب سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے
بھی جو تبع تابعین کے زمانہ کے پیشوا تھے فرماتے ہین کہ خدا صاحب کو شئے کہنے سے
جسم و جوہر و عرض کہنا ثابت نہ کیا چاہیے بلکہ اس پروردگار سے ان صفات
مخلوقات اور حدوث کی علامات کو دور سمجھا چاہیے اور ایسی گفتگو کرنیوالے
پر امام رحمۃ اللہ علیہ نے سخت بحث کی ہے اور امام فخر الدین رازی مجسمی کو صورت
پرست ٹھہرائے ہین پس ان تمامی باتون سے معلوم ہوا کہ متشابہات کے ظاہر
معنو نکی پیروی کرنی اور انکے معتقد ہونا قرآن کی آیت مع شان نزول اور احادیث
متعدد اور اقوال صحابہ و تابعین و تبع تابعین سے اور تمامی اہل سنت کے محدثین و
مفسرین کے تصریح و کنایہ سے صاف گمراہی ہے جس نے انکے ظاہر معنو نکی پیروی
کر کے خدا صاحب کو جسم اور لوازم اسکے ثابت کریگا سو گمراہ ہونے کے سوائے
امام فخر الدین رازی کے قول کے مطابق صورت پرست اور امام ابو حنیفہ رح کے
فرمان کے موافق مورد لعن ٹھہریگا اللہ کی پناہ پس ہشتا ان آیات قرآنی پر لازم
ہے کہ متشابہات کے ظاہر معنون کی پیروی کو گمراہی اور کجروی ہی کر کے سمجھین اور اسی
سبب سے نصاریٰ مشرک و بیدین ہے کر کے تصور کرلین اور ہر متبع سیرت نبوی
پر لازم ہے کہ ایسو نکی صحبت سے بہت بچتے رہین اور خیر القرون کی پیروی کرنے
والون پر واجب ہے کہ متشابہات کے معنے جاننے کا دعوا نکرین اور انکے ظاہر

معنون کی پیروی کو اپنا دین نہ ٹھہراوین بلکہ ان متشابہات کی پیروی کرنیوالون کو
حتی الامکان تنبیہ فارقانہ پہنچاوین تا اُن سے دوسرے عوام نہ بگڑین اور ان متشابہات
کو خدا صاحب کی مانند بے کیف جانین جس طرح خدا صاحب کو بے کیف کہنے سے
اُسکی حقیقت ہمکو معلوم نہین کرکے جانتے ہین ویسا ہی اُن صفات کو خیر القرون
کے پیشوایون نے بے کیف کہنے سے اُنکے معنے بھی ہمکو نہین معلوم اللہ ہی جانتا ہے کرکے
اللہ پر سونپ دین جنھون نے ان تینون باتون کو یعنے قرآن وحدیث کے
محکمات اور قرون ثلثہ کے اجماع کو اختیار کئے ہین وہی ہین اہل سنت وجماعت
چنانچہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کی چال کو لازم کرنیوالون کا نام حدیث
شریف مین صاف جماعت کرکے آچکا ہے اور یہی ہین سواد اعظم یعنے بڑی
جماعت اور بڑی جماعت کی تابعداری بحکم حدیث ہر متبع سنت پر لازم ہے
والا اپنے کئے کا بدلہ پاویگا چنانچہ مشکوٰۃ کے کتاب الایمان باب الاعتصام
بالکتاب والسنۃ مین ہے وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ
فِی النَّارِ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ مِنْ حَدِیْثِ اَنَسٍ اور اسی عبداللہ
بن عمر سے ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پیروی کرو تم بڑی
جماعت کی پس تحقیق کہ شان یہہ ہے کہ جس نے الگ ہوا جماعت سے ڈالا
جاویگا دوزخ کی آگ مین اور روایت کی اُسکو ابن ماجہ نے انس کی

حدیث سے فقط۔

باب دوم قول فاصل کے رد مین کہ صرف غلط فہمی سے

اس رسالے کا جسم بنا ہی اور نہایت مکر و فریب اسکی صورت ٹھہری ہی سو اس مین ایک

تمہید اور ایک فصل ہی۔ جانا چاہیے کہ قرآن و حدیث اجماع امت

قیاس صحیح اگرچہ شرعی چہار دلیلین ہین لیکن کسی بات کا اعتقاد ثابت ہونیکے لئے

قیاس صحیح کفایت نہین کرتا ہی بلکہ قرآن و حدیث و اجماع امت سے کوئی ایک

دلیل اُس اعتقاد پر دلالت کرنیوالی ہونا ضرور ہی سو اُسکے بھی کئی شروط ہین ازانجملہ

وہ آیت اور حدیث جو اعتقاد کی سند ہوتی ہین سو متشابہ نہووین وگرنہ اِنَّ

اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ کی حدیث کے ظاہر کی نظر کرتے

آدم کی صورت کو خدا کی صورت ٹھہرانا لازم آتا ہی معاذ اللہ اسی طرح حدیث شریف

سے اعتقادی امر ثابت ہونے کے لئے وہ حدیث متواتر یا مشہور ہونا ضرور ہی

حدیث احاد سے ہرگز اعتقادی امر ثابت ہو سکتا نہین چنانچہ اصول کی

کتب مین ہی ازانجملہ منار مین ہی وَاِنَّہٗ یُوْجِبُ الْعَمَلَ دُوْنَ الْعِلْمِ

الْیَقِیْنِ یعنے حدیث احاد ثابت کرتی ہی عمل کو نہ علم یقین کو یعنے اعتقاد

کو اور اجماع کی شرط یہہ ہی کہ سب لوگ اتفاق کرین اور ایک بھی خلاف نکرے

چنانچہ اسی منار مین ہی وَالشَّرْطُ اِجْتِمَاعُ الْکُلِّ وَخِلَافُ الْوَاحِدِ

کَخِلَافِ الْاَکْثَرِ یعنے شرط اجماع کی یہہ ہی کہ جمع ہوویں سب اور

خلاف کرنا ایک شخص کا مانند خلاف کرنے اکثر کے ہی یعنے وہ اجماع صحیح نہین پس
جو عقیدہ کہ شروط مذکورہ پر آیت و حدیث اور اجماع سے ثابت ہوا اور اسکو
اس عقیدے والا دین مین گنتا ہی تو البتہ بدعت ہی اُسکے رد کے لیئے کسی دلیل کی
حاجت نہین فقط - بخاری مسلم حضرت عایشہ رضہ سے روایت کیئے ہین یہ حدیث پس

قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ
فِي اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ یعنے جس نے نکالا ہمارے اس امر
مین یعنے دین مین وہ چیز جو نہین ہی دین سے پس وہ مردود ہی پس صاحب قول
فاصل نے اپنے دعوے کی سند کے لیئے جتنی آیت لائی ہین سب کے سب متشابہ
ہین اسیطرح احادیث بھی متشابہ اور احاد ہین اور اُنکی سند کے لیئے کسی
قرن کا اجماع بھی منقول نہین کیئے ہین سو اُن کا دعوی کسی طور سے ثابت
نہین ہو سکتا سو اُن کا رد اتنا ہی بس ہی لیکن ناظرین کی تسکین کے لیئے مفصل
رد بھی کیا جاویگا انشاء اللہ تعالیٰ - اور بھی معلوم ہو کہ تین سال کے قریب
سے صاحب قول فاصل نے استوا ید وجہ نزول وغیرہ متشابہات کے
ظاہر معنون کو مراد اللہ کہتے ہین اور اُن کے مربی پیر و مرشد حضرت جان جہان خان
بہادر افاض اللہ علینا سحاب برکات علمہم اور اُن کے اتباع نے ظاہر معنے مقصود نہین
بلکہ اُنکی مراد اللہ ہی کو معلوم ہی ہم کو اسکا علم نہین کرکے صاحب مذکور کو
متعدد مجالس مین فہمایش کیئے اور ادلہ بھی سُنائے آخر تمرد و سرکشی اس صاحب کی

یا اگر عاق کرنے کے پر اپنے خادمون کو تاکید کردے کہ کوئی اُن کی بات نہ سُنین غرض
نزاع اِس مین ہے کہ استوا و ید اور وجہ وغیرہ کے ظاہر معنے مقصود ہین یا نہین
سو صاحب مذکور اب بڑی چالاکی سے اس بات کی اخفا کے لئے ایک سوال
مشتمل بر اقوال چار درویش بنام حاجی احمد حسین صاحب تراش کر آپ راشد
نامی سرگروہ بنکر فیصلہ کر رہے ہین حاصل یہ کہ جن آیات و احادیث کے ظاہر معنے
مقصود ہین کرکے دعوا کرتے ہین انہین آیات و احادیث کو اپنی سند کے لئے
لاتے ہین سو وے آیات و احادیث کیونکر اُنکی اسناد ٹھہرینگے اس بات کے
دعوی کی سند کو دوسری آیات و احادیث لانا ضرور ہے یا وجود اُسکے کہتے ہین کہ اسکے
رد پر عزم رکھنے والے کو ضرور ہے کہ پہلے اپنا دعوا بیان کرے اُس دعوے پر کتاب
و سنت وغیرہ سے سند گذرانے - حالانکہ اُن کا دعوا باطل کئے تو نسبت ہمارا دعوا
اُنکے پیش کرنیکی کیا حاجت خدا صاحب کو کہان ہے کرکے پوچھنے کی بات ایسی ہے
جیسا کسی نے پوچھا کہ خدا صاحب کیسا ہے سو جو جواب اُسکا ہوگا سو وہی جواب اسکا
بھی ہے اور اہل سنت مجسمی کے رد مین صوفیہ اور اہل کلام کی باتون سے اپنا غذ نیا
نہین کرتے بلکہ قرآن و حدیث اور اقوال سلف سے رد کرکے مجسمی کے منہ روشن کرتے
ہین **قولہ** جب درمیان مسلمانون کے الخ واقعی اختلاف کے وقت خدا اور رسول
اُس کلام کی طرف رجوع لانا ضرور ہے کہ جن مین اُس اختلاف کا فیصلہ ہو لیکن تم
اس آیت کے مضمون کا سراسر خلاف کئے کیونکہ زید متشابہات آیات و احادیث

کے ظاہر معنوں کی سند سے خدا صاحب عرش پر ہونے وغیرہ کا عقیدہ تراش لیکر
اہل سنت سے جھگڑتا ہے جیسے نجران کے نصاریٰ کَلِمَتُهُ اَلْقٰهَا
اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ کے ظاہر معنے کی سند لیکر حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے جھگڑے اور اُسکے فیصلہ کے لیے خدا صاحب فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ
قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ کی آیت نازل فرمایا سو
(دل میں کجی ہے وہ پیچھے پڑتے ہیں متشابہ کے)
تم اُس فیصلہ کی آیت کی طرف اور ایسی ہی مضمون کے احادیث جو باب اول میں مذکور
ہوئے ہیں انکی طرف رجوع لا کر اُس عقیدہ کو گمراہی ہی کر کے فیصلہ دینا ضرور تھا سو تم
برخلاف اُسکے جن آیات و احادیث کے ظاہر معنے لینے نہ لینے میں اختلاف ہے انہیں
کی طرف رجوع لائے سو کب تمہارا رجوع صحیح ہوگا اور وے آیات و احادیث کب
تمہارے لیے سند ہونگے جیسا کوئی ملحد اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ
کے ظاہر معنے کے مطابق آدم کی صورت کو خدا کی صورت ٹھہرا لیکر اپنے شاگرد عابد
حسین کے نام سے ایک سوال کہ آدم کی صورت کو خدا کی صورت کہنا بنظر اس
حدیث کے درست ہے یا نہیں کر کے تراش لیکر اُسکے جواب میں اِسی حدیث
کی طرف رجوع لا کر درست ہی کر کے فیصلہ دیگا تو ہرگز اُس کا فیصلہ اور رجوع درست
نہوگا باوجود اسکے علی الخصوص جب اُس حکم پر صحابہ اور تابعین و تبع تابعین چلے ہیں
اور ائمہ سلف صالحین نے اُسپر چلنے کا ارشاد کیا ہے کہ سکے عوام کو صاف دھوکے
اور گمراہی میں ڈالتے ہیں کیونکہ صحابہ اور اکثر تابعین اور تبع تابعین ان آیات و

احادیث مین تفویض کئے ہین یعنے اُن پر ایمان لاکر انکے معنونکو جو اُن سے مراد
ہین اللہ پر سونپ دئے ہین ظاہر معنونکو انکے ہرگز نہ لئے ہین چنانچہ باب اول مین
گذرا اور بعضے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین سے انکی تاویل بھی حسب مقام
منقول ہی چنانچہ ابن عباس سے یمین کہ جسکا ترجمہ سیدھا ہاتھ ہی قوۃ کے معنے
معالم مین مروی ہین اور اُسی معالم مین ید کے معنے رحمت کر کے کلبی سے
منقول ہین اور صحیح مسلم کی شرح کی پہلی جلد ینزل اللہ فی السماء
الدنیا کی حدیث کی تحت مین کہا ہی کہ تاویل مالک بن انس و
غیرہ معناہ تنزل رحمتہ وامرہ او ملائکتہ یعنے اس حدیث
مین تاویل سے امام مالک وغیرہ کے معنے اُس حدیث کے یہہ ہین کہ اترتی ہی اسکی
رحمت اور اُسکا حکم یا اُسکے فرشتے پس تفویض و تاویل کے سوا ظاہر
معنے کی پیروی کرنیکی بات بالکل بیجا ہی اور باطل ٹھہر چکی اور ظاہر معنے کی پیروی کرنی ملحدونکی چال
ہی سو خیر الجاری سے نقل کر چکا ہون پھر ایسی ملحدی بات کو ان پاک جنابونکی طرف نسبت دیکر
اس پر عوام کو ورغلانا اور اُسکے خلاف مین بارہ سو برس سے چلی آئی سو صحابہ تابعین
تبع تابعین کے عقیدے کی بات کو جو اہل سنت کا مذہب ہی گمراہی ہی اور وہ عقیدے
والے باوجود بڑے بڑے علما ہونیکے گمراہ ہین اور اپنے کو کم علم ہونیکے باوجود
خدا کے فضل سے ہدایت نصیب ہوئی ہی کر کے عوام کے ذہن مین ڈالنا نہایت
بے دادی اور ستم اتم ہی اللہ انہین ہدایت نصیب کرے اور سبھی مسلمانونکو

اُن کے پنجۂ ضلالت سے بچا کر سلف کے عقیدے پر موت دیوے آمین -

قولہ اب جواب سوال کا سُننا چاہیے کہ قول زید حق ہے الخ مین کہتا ہون کہ زید کا قول باطل ہے کیونکہ کتاب وسنت اور ائمۂ سلف سے ہرگز ثابت نہین ہوتا تشریح اس امر کی یہہ ہے کہ یہہ آیت متشابہ ہے چنانچہ باب اول مین اُسکا بحث بخوبی گذر چکا اور خود قول فاصل کے ۱۲ صفحہ مین اس آیت کو اور اُسکی سیر کی اور صفتونکو سلف متشابہ کہتے ہین سو بیان کر چکے ہین اور حکم متشابہ کا اصول مین یہی ہے کہ اعتقاد کرے کہ اللہ اس سے جو مراد رکھا ہے سو حق ہے اگرچہ ہمکو معلوم نہین چنانچہ نور الانوار مین ہے اِی اِعْتِقَادُ اَنَّ الْمُرَادَ بِہٖ حَقٌّ وَاِنْ لَمْ نَعْلَمْہُ یعنے حکم متشابہ کا اعتقاد کرنا اثبات کا کہ تحقیق جو مراد کہ اُس سے ہے حق ہے اگرچہ ہمین معلوم نہین پھر جسکا معنا معلوم نہین سو وہ سند کیونکر ہو سکے سوا اسکے متشابہ مین صحابہ کے وقت سے تفویض اور تاویل وہی مذہب چلا آتے ہین سو گفتگو باب اول مین گذر چکی خصوص استوا کی بابت مین امام مالک و اوزاعی و سفیان ثوری و سفیان بن عیینہ ولیث بن سعد اور ابن مبارک وغیرہ تبع تابعین اُسکو صفت مان کر اُس کے معنے کو اللہ پر سونپ دئیے ہین کرکے اُن کے اقوال سے امام محی السنہ سمجھے ہین سو گفتگو بھی باب اول مین مفصل بیان ہوی ہے اور اسی طرح بیضاوی مین ہے ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ

اِسْتَوٰی اَمْرُہٗ اَوِ اسْتَوْلٰی وَعَنْ اَصْحَابِنَا اَنَّ الْاِسْتِوَاءَ

عَلَی الْعَرْشِ صِفَۃٌ لِلّٰہِ تَعَالٰی بِلَا کَیْفٍ وَالْمَعْنٰی

اَنَّ لَہٗ تَعَالٰی اِسْتِوَاءً عَلَی الْعَرْشِ عَلَی الْوَجْہِ الَّذِیْ

عَنَاہُ مُنَزَّھًا عَنِ الْاِسْتِقْرَارِ وَالتَّمَکُّنِ ترجمہ پھر قرار پکڑا

اُسکا امر عرش پر یا غالب ہوا وہ پروردگار اُسپر اور ہمارے یارون سے

یعنے اہل سنت سے منقول ہی کہ تحقیق کہ استوا عرش پر ایک صفت ہی اللہ کی بلا کیف

اور معنے اُس کے یہ ہین کہ اُس پروردگار کے لئے استوا ہی ایسے معنے سے کہ

ارادہ کیا ہی اُس معنے کا اللہ درحالیکہ وہ پاک ہی قرار پکڑنے اور جائے لینے سے

پس استوا وغیرہ کے ظاہر معنے کو سوائے مجسمہ کے کوئی نہین لیتے چنانچہ

خلاصۃ البیان سے باب اول مین نقل کر چکا ہون پس سلف کے مذہب

کی نظر کرتے اس آیت سے زید کا مطلب ہرگز ثابت نہین ہوتا بلکہ الحاد

ٹھہرتا ہی ولو بالفرض تمہارے عندئے کے مطابق اس آیت کو خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضَ کے مانند محکم ٹھہراوین تو بھی تمہارا دعوا ثابت نہین ہوتا کیونکہ آسمان

وزمین پیدا کرنے کے چھ دن کے فاصلہ سے تمہارے عندئے کے مطابق خدا

صاحب عرش کے اوپر ہوا سو آسمان وزمین کو پیدا کرکے بے حساب زمانہ گذرا

چنانچہ معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ خدا صاحب آسمان وزمین پیدا کیا بعد جن اور

فرشتونکو پیدا کرکے فرشتونکو آسمان پر اور جن کو زمین پر رکھا مدتِ دراز تک جن زمین

تھے بعد مدت مدید کے اُن مین حسد اور سرکشی ظاہر ہوئی سو خون خرابی کئے پس
بھیجا طرف اُنکے ملائکہ کے لشکر کو کہ جن کا رئیس و سردار اور مرشد وبڑا عالم ابلیس علیہ اللعنۃ
تھا سو اُترے زمین پر اور ہانک دئے جنون کو پہاڑون کے درّون اور دریا کے
ناپون کی طرف اور سکونت کئے فرشتے زمین مین اور اللہ جلّ جلالہٗ اُنکی عبادت
مین تخفیف کر دیا اور ابلیس کو زمین اور پہلے آسمان کی بادشاہت اور جنت کا خزانہ
عنایت فرمایا سو وہ کبھی زمین پر اور کبھی آسمان پر کبھی جنت مین عبادت کرتا تھا سو
اُسکے جی مین خود پسندی جاگی کہ ہمارے فرشتون سے میری بزرگی
اللہ کے نزدیک زیادہ ہونیکے سبب ہی اللہ نے مجھے یہہ بادشاہت عنایت
فرمایا ہی پس کہا پروردگار عالم نے اُسکو اور اُسکے لشکر کو کہ مین کرانے والا
ہون زمین مین ایک خلیفہ یعنی آدم علیہ السلام کو الخ حاصل یہہ کہ آسمان
و زمین کی پیدایش اور تمھارے عقیدے کے مطابق خدا صاحب عرش کے
اوپر ہو کر بے حساب زمانہ لکوکہا سال گذر چکے جیسا آسمان و زمین پیدا کرنے
کا زمانہ گذر چکا ویسا ہی عرش پر ہونے کا زمانہ بھی کٹ گیا جیسا آسمان و زمین
کو پیدا کیا کہنے سے اب بھی پیدا کرتا ہی کر کے نہ کہینگے ویسا ہی عرش کے اُوپر
ہوا کہنے سے اب عرش پر ہی کہنے کی کچھہ سند نہین کیونکہ خلق اور استوٰی
فعل ماضی ہین سو فعل ماضی استمراری یعنے ہمیشگی پر دلالت نہین کرتا سو اُسکے
ل
تم خود قول فاصل کے ۳۲ صفحہ مین امام بیہقی سے نقل کئے ہین کہ استوا مجی اور نزو

صفت فعلی ہین صفت وہی ہی کہ ذات سے ہمیشہ متعلق نہو بلکہ گاہے گاہے وقوع
مین آوے جیسا زید کو تونگر بنانا عمرو کو بادشاہ بنانا خدا کی صفت فعلی ہین جیسا
زید کو خداصاحب بارہ سو ایک سنہ ہجری مین تونگر بنایا اور عمرو کو بارہ سو اسی ۱۲۸۰
مین بادشاہ بنایا کہنے سے ہمیشہ زید تونگر اور عمرو بادشاہ رہنے کے معنے اُس لفظ
سے نہین سمجھے جاتے ہین ویسا ہی لکھون سال کے آگے خدا عرش کے اوپر ہوا
کرکے کہنے سے ہمیشہ عرش پر ہی کرکے سمجھے کو لفظ مین ہرگز وہ معنا نہین ہوا
اسکے جیسا کہ بیضاوی مین ہی عرش ایک جسم ہی سبھی اجسام کو گھیرا ہوا اور
سورۂ بقر مین اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ
السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ معالم مین وسع کے معنے احاطہ لکھے ہین یعنے
گھیر لیا اُسکا عرش آسمانون اور زمینونکو اور معالم کی تیسری جلد مین
ہی قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا اَنَّ الْاَرْضِیْنَ
عَلٰی ظَہْرِ النُّوْنِ وَالنُّوْنُ عَلٰی مَتْنِ بَحْرٍ وَرَاْسُہٗ وَ
ذَنَبُہٗ یَلْتَقِیَانِ تَحْتَ الْعَرْشِ یعنے کہا ابن عباس رض نے
کہ تحقیق کہ زمینین مچھلی کی پشت پر ہین اور مچھلی دریا کے متن پر اور سر اور
دُم اُسکے ملتے ہین عرش کے نیچے پس معلوم ہوا کہ جیسا عرش ہمارے سر پر ہی
ویسا ہی ہمارے تحت زمین کے نیچے بھی ہی کیونکہ دنیا سے عرش تک پچاس
ہزار سال کی راہ ہی چنانچہ اسی معالم مین ہی محمد بن اسحاق سے مروی ہی

پس اگر عرش ساتوین زمین اور مچھلی اور پانی کو گھیرے نہ ہو تو اُس مچھلی کی دُم اور سر اتنی مسافت طی کر کے عرش کے نیچے کیون جا کر ملینگے اور مولانا اسمعیل شہید رح نے بھی تقویۃ الایمان مین ابی داوٗد کی حدیث کے تحت مین فرمائے ہین کہ سارے آسمان اور زمین کو عرش اُسکا قبہ کے طرح گھیر رہا ہے باوجود اس عظمت کے اُس شاہنشاہ کی عظمت تھام نہین سکتا بلکہ اُسکی عظمت سے چرچر بولتا ہے پس معلوم ہوا کہ عرش جیسا ہمارے اوپر کی جانب مین ہے اُسی طرح چو طرف سے ہمکو گھیرا ہوا ہے پس خدا صاحب کو تمھارے عندیے کے مطابق عرش کے اوپر سمجھین تو ہمارے اوپر کی جہت مین سمجھنے کی بات کہان ثابت ہوئی اور مولانا شہید کے ارشاد سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ حدیث مین خدا صاحب سے عرش چر چر بولتا ہے کرکے ہے سو اُس سے مراد اُسکی عظمت سے چرچر بولتا ہے کر کے اہل سنت کے مطابق بیان کئے ہین سو اُن پر کیا حکم کرتے ہین معلوم نہین **قولہ** غرض قرآن مجید مین الخ اِن ساتون آیات کا ایک ہی حکم ہے جو اوپر مذکور ہوا متشابہ مکرر آنے سے محکم نہین ہوتا چنانچہ نزول کی حدیث باوجود متعدد طرق سے روایت کے جانے کے محکم نہ ٹھہری امام مالک وغیرہ متشابہ ہی سمجھ کر اُسکی تاویل کے قائل ہوئے ہین چنانچہ قریب گذرا **قولہ** سب کے ساتھ ہے کسی شئ کے اندر نہین الخ یہہ قول تمھارے آگے اور پیچھے کے اقوال سے مخالفت رکھتا ہے کیونکہ خدا صاحب کو سب کے ساتھ ہے کر کے کہتے ہین

سو اس سے مراد اسکی ذات سب کے ہمراہ کر لیتے ہین تو خاص عرش کا او پر
اسکی ذات پاک ہی کرکے اہل سنت سے جھگڑتے ہین سو باطل ہے اور اگر اس سے
مراد قول فاضل کے ۵۸ صفحہ ۱۶ سطر کے مطابق سب کو سنتا دیکھتا ہے یا سبکی
مدد کرتا ہے کرکے لیوین تو کسی شی کے اندر نہین کا لفظ بیجا ٹہرتا ہے کیونکہ مضمون اسکا
یہی ہوتا ہے کہ سب کے ہمراہ اسکا سننا دیکھنا ہے کسی شی کے اندر اس کا سننا دیکھنا نہین
یعنے کسی شی کے باطن کو اس کے سمع و بصر پا نہین سکتے معاذ اللہ اسی طرح
اس معیت سے نصرت و مدد لیوین تو اس سے بدتر معنا ہوتا ہے یعنے سبکو
مدد کرتا ہے کسی شی کے اندر اسکے مدد کی رسائی نہین ہوتی ہے غرض اہل سنت کا
بے ادبی کا نتیجہ یہی ہے کہ ایسے مضامین ہاتھ آتے ہین **قولہ** یعنے استوا کے
مثل دوسری صفتون کے از روے محاورۂ عرب کے معلوم ہین الخ
آسمان و زمین کو پیدا کرنے اور عالم کی تدبیر کرنے کی صفتون کے مانند استوا
کے ظاہر معنے مقصود ہوتے تو سلف کے پیشوا لوگ جیسا ان صفات کو
متشابہات مین نہ داخل کئے اور بے کیف کا لفظ انپر نہ لائے ویسا ہی
استوا کو بھی متشابہ مین داخل نکرتے اور بے کیف کا لفظ اسپر نہ بڑھاتے
جب سلف استوا کو متشابہات مین گنے ہین اور خلق و تدبیر کو محکم مانتے ہین تو محکمات
کے مانند استوا کے معنے معلوم ہین کہنا باطل ہے **قولہ** اگر مجہول مانین تو الخ
کس نے کہا تمکو اور کہان ہے کہ معبود برحق کی پہچانت صفات متشابہات

موقوف ہی بلکہ وہی صفات محکمات اسکی پہچانت کے لئے کافی ہین جیسا کہ
سورہ شعرا مین ہی قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ رَبُّ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا یعنے پوچھا فرعون موسیٰ
علیہ السلام سے کہ کیا ہی رب العالمین کہے موسیٰ ع رب العالمین آسمان
وزمین اور اُنکے مابین کا مالک ہی اور سورہ طٰہٰ مین ہی قَالَ فَمَنْ
رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ
خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى کہا فرعون نے پھر کون ہی صاحب تم دونون
کا کہا موسیٰ علیہ السلام نے کہ صاحب ہمارا وہ ہی کہ جس نے دی ہر چیز کو اُسکی
صورت پھر راہ بتائی یعنے کھانے پینے کا ہوش دیا بچے کو اگر اُس نے دودھ
پینا نہ سکھاتا تو کسکی طاقت تھی کہ سکھاوے غرض فرعون علیہ اللعنہ
نے دو بار خدا صاحب کی پہچانت کے لئے پوچھا تو بھی موسیٰ علیہ السلام
نے اُسکی پہچانت جامع صفات محکمات سے بتلائے صفات متشابہات
کا نام نہ لیا اگر اُسکی پہچانت اُنپر موقوف ہوتی تو البتہ اُنکا نام بھی لیتے
تھے **قولہ** پھر خطاب رب العزت کا الخ مطلب تمہارا اُس وقت ثابت ہوتا کہ
ذٰلِكُمُ سے ذٰلِكُمُ الْمُسْتَوِيْ عَلَى الْعَرْشِ مراد ہو یعنے
یہ اللہ کہ جو پہلی آیت مین آیا ہی اُس سے مراد یہ اللہ جو عرش کے اوپر ہی
کر کے مقصود ہوتا تو البتہ تمہارا مطلب ثابت ہوتا حالانکہ معالم مین افعال متعدی کی

طرف اشارہ کیا ہی اور استوا تمھارے عندے مین صفت لازمی ہی
اور جلالین مین جو بڑی معتبر تفسیر ہی کہا ہی کہ ذٰلکم الخالق المدبر یعنی آسمان
وزمین پیدا کرنیوالا اور ہر کام کی تدبیر کرنیوالا معبود برحق تمھارا رب ہی غرض کہ
خطاب رب العزت کا اہل لسان کو انکی زبان مین استوا کی صفت کے
ساتھ ہنین بلکہ آسمان وزمین کے پیدا کرنے اور عالم کی تدبیر کرنیکی صفتون
کے ساتھ ہی پھر تم استوا کی صفت سے کے ساتھ خطاب کیا ہی کر کے سمجھ کر اسکا
معنا معلوم نہو تو خطاب لغو ٹھہرتا ہی کر کے نتیجہ نکالے ہین سو بناء فاسد علی
الفاسد ہی **قولہ** سوا اسکے اس جگہہ الخ تم یہان بڑی تہمت کو کام فرماے ہین
علما و طلبا تمھاری حقانیت دریافت کرنے کے لئے یہی موقع بس ہی کیونکہ
تم کہتے ہین کہ اس جگہہ یعنے استوا علی العرش مین صحابہ اور انکے اتباع کیا سمجھے
ہین الخ کونسا صحابی اِستویٰ علَی العرشِ مین ارتفع علی العرش
یا علا علی العرشِ کر کے کہا ہی کس معتبر روایت مین بخاری یا محی السنہ کو
آیا ہی اتنی بڑی تہمت صحابہ اور امام بخاری اور امام محی السنہ پر باندھے سو شخص
آیندہ اپنی بات کی سچوٹی کے لئے حدیثین بھی تراش لیکر مَن کذب
علیّ متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار کے مصداق بنینگے
ہان ابن عباس اور اکثر سلف اور ابو العالیہ جو ارتفع کہے ہین سو استوا
الی السماء مین ہی سو اسکو اور استوا علی العرش کو کیا نسبت اور کیا علاقہ

حالانکہ یہان بھی سلف کے قول مین حقیقی معنے اوپر ہونے کے بنتے نہین سو
آ تفرع سے مماز ا قصد مراد ہی اسی لیے معتبر مفسرین جیسے معالم بیضاوی
حسینی جلالین والے اس استوا الی السماء سے قصد مراد لیے یعنے زمین پیدا کیے
بعد آسمان کو پیدا کرنے کا قصد کیا کرکے لکھے ہین چنانچہ معالم مین اسی تاویل
کو پسند کرنے سے اُسکا سبب بھی بیان کیا ہی وَقِیْلَ قَصَدَ لِاَنَّہٗ خَلَقَ
الْاَرْضَ اَوَّلًا ثُمَّ عَمَدَ اِلیٰ خَلْقِ السَّمَاءِ یعنے استوا الی السما
کے معنے قصد کیا طرف آسمان کے کرکے اس لیے لکھے ہین کہ پیدا کیا پہلے زمین کو
پھر قصد کیا طرف پیدا کرنے آسمان کے صراح مین بھی استوی الی السماء ای
قصد کرکے لکھا ہی غرض استوا الی السماء کی گفتگو استوا علی العرش سے کیا علاقہ رکھتی
ہی اگر مطلق استوا کے معنے بیان کرنا مقصود ہو تو اس جگہہ کے لفظ کو جو تمھارے
قول مین لائے ہین کو تراش دیکر سارے مفسرین کے پاس معنے استوا کے
قرار پکڑنے کے ہین چنانچہ وَاسْتَوَتْ عَلَی الْجُوْدِیِّ مین یعنے قرار پکڑی
کشتی نوح ع کی جودی کے پہاڑ پر کے لوگون کو ٹھکانا تھا غرض قرآن مجید مین
استوا کے معنے اور بھی آئے ہین جیسا ھَلْ یَسْتَوِیَانِ مثلاً تو ان سب
باتون سے تمھارا کچھ مطلب ثابت نہین ہوتا لیکن استوا علی العرش مین جو اتفاق متشابہ
ہی اُس کے مرادی معنے اگر صحابہ رضوان اللہ علیہم سے صحیح روایتون مین بخاری
اور بھی سند وغیرہ کے آئے ہین تو بیان کرنا تھا ویسا تو نہین ہی پھر جھوٹی تہمت

صحابہ اور امام بخاری اور محی السنہ پر کہ امام سر یکے بیلے آدمی سے بہت بعید ہی امام
بخاری جو اِستَوٰی عَلَی العَرشِ مین مجاہد تابعی سے علا کا لفظ روایت
کئے ہین سو واقعی ہے یہ مجاہدؓ کی تاویل ہی استوا علی العرش متشابہ ہونے سے اُسکی
تاویل بیان کئے ہین کیونکہ چنانچہ مجاہد کا مذہب سلف مین اہل تاویل سے تھا چنانچہ
ید او روجہ کو صلہ یعنے زاید کہے ہین جیسا کہ باب اول مین گذرا اور خود اپنی زبان
فیض ترجمان سے فرماتے ہین کہ مین تاویل والوں سے ہون چنانچہ معالم مین
آل عمران کی تفسیر مین ہے کہ قَالَ مُجَاهِدٌؓ اَنَا مِمَّن يَعلَمُ تَاوِيلَهٗ
یعنے فرمایا مجاہدؓ نے کہ مین اُن لوگون سے ہون جو جانتے ہین اُسکی تاویل
اسی سبب سے باجود صحیح روایت مین آنے کے ترجمہ کرنے والون سے
کسی نے بنظر اس روایت کے ترجمہ نہین کیا کیونکہ ترجمۂ لفظی کو تاویلی معنے ہرگز مناسب
نہین جیسا ھُنَّ لِبَاسٌ لَّكُم وَاَنتُم لِبَاسٌ لَّهُنَّ کہ جس کا ترجمہ وے
پوشاک ہین تمھارے اور تم پوشاک ہو اُنکے ہے اگرچہ ربیع بن انسؓ اوسکی مراد
یون بیان کئے ہین کہ وے عورتین تمھارے بچھونے ہین اور تم اُنکی چادر سو
ترجمہ لفظی کرنیوالے ہرگز ایسے مرادی الفاظ اپنے ترجمہ مین لائے نہین اسی
سبب سے یعنے مجاہد کے علا کے معنے تاویلی ہونے کے سبب سے اُسکے مقابلے
تفویضی اقوال کو جو ام سلمہؓ وغیرہ سے ہین شارح بخاری نے اخیر مین ذکر فرمایا
ہے شک ہو تو دیکھ لین غرض مجاہد کی اس تاویل کو اہل سنت پسند کرکے تعالی

جو معنے ہین وہی معنے استوا کے سمجھے ہین یعنے بلند ہی ذات اسکی اور اُس تاویلی معنے کو جو اُسکی ذات کی بلندی ہی صفت ذاتی کہے ہین ذاتی صفت کو کسی مکان کے ہونے نہ ہونے سے کچھ علاقہ نہین ہمیشہ اُسکی ذات کے ساتھ ہی جیسا علم و قدرت وغیرہ حاصل یہہ کہ تاویلی معنے اُس جائے کرتے ہین کہ جہان ظاہر معنے نہ بن آوین اور مجاہد رضی اللہ عنہ ظاہر معنے استوا کے قرار پکڑنا چڑھنا وغیرہ کو مخلوق کی صفات ہونے سے خدا کی شان کے لایق نہ سمجھ کر علا سے تاویل کئے اور اہل سنت اُس سے ایک صفت ذاتی کے معنے سمجھے سو تم نہ مجاہد کے جناب کو سمجھے کہ کون ہین کیا ظاہر معنے لینے والون سے ہین یا اہل تاویل سے۔ اور نہ اہل سنت کی پروا رکھے کہ کیا معنے اُسکے مفہوم کئے ہین سو ان سب کے خلاف مین اسی مجاہد کے قول سے اوپر ہوا کے معنے کر لئے سو کیا مجاہد ایسا بیان کئے یا لغت مین علا کے معنے فقط اوپر ہونے ہی ہین دوسرے معنے نہین یا اہل سنت اس معنے کو اختیار لئے تا تمہارا مطلب بر آوے حالانکہ اوپر ہونے کے معنے کو خدا کی شان کے لایق نہ ہونے سے اہل سنت باطل گردانے ہین چنانچہ ان باتون پر صحیح بخاری کی شرح ارشاد الساری کی عبارت جو سوین جلد ۷ ا ۳ صفحہ مین ہی صاف دلالت کرتی ہی قَالَ ابْنُ

بَطَّالٍ وَهٰذَا هُوَ الصَّحِيْحُ وَهُوَ الْمَذْهَبُ الْحَقُّ

وَقَوْلُ أَهْلِ السُّنَّةِ لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى وَصَفَ نَفْسَهُ

بِالْعُلُوِّ وَقَالَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ وَهِيَ

صِفَةٌ مِنْ صِفَاتِ الذَّاتِ قَالَ فِي الْمَصَابِيحِ وَمَا قَالَهُ

مُجَاهِدٌ مِنْ اَنَّهُ بِمَعْنَى عَلَا اِرْتَضَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ

مِنْ اَئِمَّةِ اَهْلِ السُّنَّةِ وَدَفَعُوا اعْتِرَاضَ مَنْ قَالَ

عَلَا بِمَعْنَى ارْتَفَعَ مِنْ غَيْرِ فَرْقٍ وَقَدْ اَبْطَلْتُمُوهُ لِمَا فِي

ظَاهِرِهِ مِنَ الْاِنْتِقَالِ مِنْ سِفْلٍ اِلَى عِلْوٍ وَهُوَ مُحَالٌ

عَلَى اللّٰهِ تَعَالَى فَلْيَكُنْ عَلَا كَذٰلِكَ وَجْهُ الدَّفْعِ

اَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى وَصَفَ نَفْسَهُ بِالْعُلُوِّ وَلَمْ يَصِفْ نَفْسَهُ

بِالْاِرْتِفَاعِ ترجمہ کہا ابن بطال محدث نے کہ یہہ یعنے مجاہد کا قول جو علا ہے وہی صحیح ہے اور مذہب حق اور اہل سنت کا قول ہے کیونکہ اللہ تعالی وصف کیا ہے اپنی ذات کو بلندی کے ساتھ چنانچہ کہا تعالی عما یشرکون ترجمہ بلند ہے اسکی ذات اُس سے کہ شرک کرتے ہیں وے اور وہ بلندی ایک صفت ہے اسکی ذاتی صفتوں سے کہا محی السنہ نے مصابیح میں وہ جو کچھ کہ کہا مجاہد نے کہ تحقیق کہ وہ استوی معنے میں علا کے ہے سو پسند کئے اُسکو بہت سے ایمہ اہل سنت کے اور دفع کئے اعتراض کو اُس شخص کے کہ کہا علا معنے میں ارتفع کے ہی بغیر فرق کے حالانکہ باطل کئے تم اُس ارتفع کو جو معنے میں اوپر ہونے کے ہے ظاہر معنے سے اُسکے نیچے سے اوپر ہونا

لازم آنیکے سبب سے اور نیچے سے اوپر ہونا محال ہی اللہ تعالیٰ پر پس
چاہیئے کہ ہووے علاء اسی طرح اس اعتراض کو اہل سنت دفع کئے
سو طور یہہ ہی کہ کہے تحقیق کہ اللہ وصف کیا اپنی ذات کو بلندی سے
اور نہین وصف کیا اپنی ذات کو اوپر ہونے کے معنے کے ساتھہ حاصل
یہہ کہ استوی علی العرش کے معنے اوپر ہوا عرش کے کرکے
کئے ہین سو نہ لفظی ترجمہ ہی نہ تاویلی معانہ مجاہد کا قول ہی نہ اہل سنت
کا مذہب بلکہ اہل سنت اوپر ہونے کے معنے کو باطل کئے ہین اور اللہ کے
حق مین محال گنے ہین سو باطل بات کو اپنا مذہب ٹھہرا لیکے اہل سنت
کے عوام کو گمراہ بناتے ہین سو نہایت افسوس ہی۔ استقر اور صعد
جو کلبی اور مقاتل اور ابو عبیدہ سے مروی ہین سو اگر ان کے ظاہر
معنے کلبی وغیرہ کے پاس مقصود ہوتے تو کلبی رح هٰذا مِنَ الْمَكْتُوْمِ
الَّذِيْ لَا يُفَسَّرُ یعنے یہہ متشابہ اس بھید سے ہی کہ جسکا معنا بیان
نہ کیا جاوے کرکے ہرگز نفرماتے بے لفظ مشترک کے لفظی احتمالات ہین
منزلہ مین لفظی ترجمے کے اسی لیئے محی السنہ اور سارے اہل سنت سلف
اور خلف کے اسکی طرف التفات نفرمائے اور جس نے بے سمجھی سے
ان کے ظاہر معنون کو مقصود ٹھہرالیا سو مجسمی یا رافضی بنا چنانچہ قسطلانی
کی (۱۰) جلد (۱۸۱) صفحہ مین ہی وَقَالَتِ الْمُجَسِّمَةُ مَعْنَاهُ

الاستقرار ودفع بان الاستقرار من صفات الاجسام ویلزم منه الحلول وهو محال فی حقه تعالیٰ یعنے کہے مجسمہ نے کہ استوا کے معنے قرار پکڑنے کے ہین

سو مردود ہی کیونکہ قرار پکڑنا اجسام کی صفات سے ہی اور لازم آتا ہی اس سے حلول اور وہ محال ہی اللہ صاحب کے حق مین اور شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی نے اپنی تحفہ اثنا عشریہ مین فرماتے ہین کہ عقیدہ سیزدہم آنکہ حقتعالی را مکان نیست و او را جہتی از فوق و تحت متصور نیست و ہمین است و مذہب اہل سنت و جماعت حکیہ از امامیہ و یونسیہ گویند کہ مکان او عرش ست نزد حکمیہ مماس عرش ست مثل فرشی کہ بر تخت کنند بوجہی کہ فرجہ درمیان نیست و او از عرش و از عرش از وزیادت ندارد ہر دو برابر یکدیگر اند و یونسیہ گویند کہ او تعالی بر عرش متمکن ست مثل شخص کہ بالای تخت نشستہ باشد وانہ یقوم ویقعد ویتحرک علیہ و او را ملائکہ بر میدارند حالانکہ او قوی تر و بزرگ تر از ملائکہ است مانند کرکی یعنے کلنگ کہ تحمل رجلاہ وھو اعظم منہما و سالمیہ و شیطانیہ و مشبہہ گویند کہ مکان او در آسمان ست معین نیست انتقال میکند از مکانی بمکانی از آسمانی بآسمانی و نزول و صعود و قیام و قعود و حرکت و سکون می نماید و ربیعیہ گویند مسکن او آسمانست لیکن در ایام بہار برای سیر گلزارہا

ولالہ زارہا و شگوفہا بر زمین فرود می آید باز بالای آسمان میرود

مثل جہانگیر بادشاہ ہندوستان کہ مستقر او آگرہ بود و ہر سال

برای سیر بہار کشمیر میرفت مخالفت این خرافات با کتاب و عترت ہر دو

ظاہر ست لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَقَدْ رُوِیَ عَنْ اَمِیْرِ

الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ بَعْضِ خُطْبِهٖ لَا فِیْ مَکَانٍ فَیَجُوْزُ

عَلَیْهِ الْاِنْتِقَالُ وَقَالَ فِیْ خُطْبَةٍ اُخْرٰی لَا یُقَدِّرُہُ

الْاَوْهَامُ بِالْحُدُوْدِ وَالْحَرَکَاتِ وَاَیْضًا فِیْ خُطْبَةٍ اُخْرٰی

لَهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَا یَشْغَلُهٗ شَاْنٌ عَنْ شَاْنٍ وَلَا یَحْوِیْهِ

مَکَانٌ کُلُّ ذٰلِكَ مَذْکُوْرٌ فِیْ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ تیرھوان

عقیدہ وہ ہی کہ حقتعالی کو کوئی مکان نہین ہی اور کوئی جہت نیچے اوپر کی مخصوص

نہین ہی اور یہی ہی مذہب اہل سنت وجماعت کا اور حکمیہ اور یونسیہ فرقہ امامیہ سے

کہتے ہین کہ مکان اسکا عرش ہی اور نزدیک حکمیہ کے عرش سے لگا ہوا ہی

مانند اس فرش کے جو تخت پر بغیر ساند کے بچھا یا جاوے اور وہ عرش سے

اور عرش اس سے کچھ زیادہ نہین ہین ہر دو آپس مین برابر ہین اور یونسیہ

کہتے ہین کہ او پروردگار عرش پر جا نگیر ہی جیسا کسی نے تخت پہ بیٹھا ہی اور

تحقیق کہ پروردگار کھڑے رہتا ہی اور بیٹھتا ہی اور چل چل کرتا ہی اس عرش

پر اور اسکو فرشتے ڈھوتے ہین حالانکہ وہ پروردگار فرشتون سے

زیادہ قوی اور بہت بڑا ہی مانند کلنگ کے کہ دونون پاؤن اُسکو
ڈھوتے ہین باوجودیکہ وہ کلنگ اُن پاؤن سے بہت بڑا ہی اور سالمیہ
اور شیطانیہ و مشبہہ کہتے ہین کہ اُسکی جاے آسمان مین مقرر نہین ہی ایک
جائے سے دوسری جاے اور ایک آسمان سے دوسرے آسمان کو آیا
جایا کرتا ہی اور اترتا چڑھتا کھڑا رہتا بیٹھتا حرکت اور سکون کرتا ہی اور ربیعیہ
کہتے ہین کہ اُسکی سکونت کی جائے آسمان ہی لیکن بہار کے موسم مین
گلزار اور لالہ زار اور غنچون کے سیر کے لئے زمین پر اُترتا ہی مانند جہانگیر
بادشاہ ہندوستان کے کہ وطن اُسکا آگرہ تھا لیکن ہر سال سیر
بہار کے لئے کشمیر کو جاتا تھا مخالفت ان بیہودہ باتون کی کتاب اللہ
اور آل رسول اللہ مردوہ سے ظاہر ہی لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ یعنے نہین
ہی کوئی چیز اُسکے مانند اور تحقیق کہ روایت ہی امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے
آپکے بعضے خطبون مین کہ نہین ہی وہ پروردگار کسی جائے مین تا جایز ہووے
ایک جاے سے دوسری جاے پر جانا اور کہا دوسرے خطبہ مین
کہ نہین اندازہ کرتے ہین اُسکو وہمان ساتھ حدون اور حرکتون کے
اور بھی دوسرے خطبہ مین علی کرم اللہ وجہ کے ہی کہ نہین باز رکھتا ہی
اُسکو ایک کام دوسرے کام سے اور نہین گھیرتا ہی اُسکو کوئی
مکان اور یہہ تمام نہج البلاغۃ مین مذکور ہین **قولہ** غرض اہل لسان الخ

اہل لسان اپنے محاورہ کی رو سے جو کہ سمجھتا ہی وہ پروردگار کی شان کے
لایق نہ ہونے کے سبب کوئی تفویض کو ئی تاویل کر گئے ہین اور جو بے
سمجھی سے اُس مفہوم کو خدا کے لئے ثابت کر گئے سو ملحد بن گئے جیساکہ بہت
جگہون پر یہ مطلب اوپر گذرا ہی۔ **قولہ** اسی عرف و محاورے کی اعتبار
سے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی الخ ترجمہ کرنے سے تمھارا کچھ مطلب
ثابت نہین ہوتا کیونکہ جیسا اس آیت کا ترجمہ کئے ہین ایسا ہی اُن آیتون
کا ترجمہ بھی کئے ہین کہ جن مین خدا صاحب آسمان مین اور ہمارے اوپر
اور رگ گردن سے نزدیک اور ہمارے ساتھ اور جدھر منھ کرو اودھر
اور زمین مین ہونے کے معنے نکلتے ہین پس اس استوا وغیرہ سے
اللہ کی مراد معلوم ہونیکے لئے فقط ترجمہ سند نہین ہوتا بلکہ اُسکے لئے
کوئی دوسری سند چاہیے سو وہ معدوم ہونے سے سلف و خلف کے
معتبر لوگ تفویض اختیار کئے ہین اگر ترجمہ کرنیوالے کے پاس یہی ترجمے مراد
اللہ ہونے اور سلف کا بھی یہی عقیدہ ہوتا تو اپنی تصنیف مین اُسکے
خلاف کو جو جسم و جوہر و جہت و مکان کی نفی ہی سلف کا عقیدہ ہی
اور سالک کو پہلے ایسا ہی عقیدہ ضرور ہی کر کے تصریح نفرماتے چنانچہ شاہ
ولی اللہ محدث دہلوی نے قول الجمیل مین فرمائے ہین اور شفاء العلیل
والے مولوی خرم علی صاحب اُسکا ترجمہ بھی کئے ہین یعنے سلف کا عقیدہ

جو سالک کو ضرور ہے سو بیان کرتے کرتے فرماتے ہیں کہ منزہ من جمیع
سمات النقص والزوال من الجسمیۃ والتحیز والعرضیۃ
والجھۃ والالوان والاشکال واما ما ورد من الاستوا
علی العرش والضحک واثبات الیدین فنؤمن بہ علی
الجملۃ ثم نکل تفصیلہ الی اللہ تعالی ونعلم
البتۃ انہ لیس کمثل اتصافنا بالتحیز وغیرہ بل
لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر ونعلم انہ شیء
ثابت للہ تعالی کما اثبت فی محکم کتابہ پروردگار

ایسا واحد ہے جو پاک ہے نقصان اور زوال کے سب عیبوں سے مجسم
ہونے اور احتیاج مکانی اور عرض ہونے اور جہت میں ہونے اور الوان
اور اشکال سے یعنے جسم اور لوازم جسم سے منزہ ہے اور وہ جو وارد
ہوا ہے استواء علی العرش اور ضحک اور اثبات یدین کا سو اسکا ہم ایمان رکھتے
ہیں مجمل بلا تفصیل پھر اسکی تفصیل کو خدا کے علم پر تفویض کرتے ہیں
یعنے وہی خوب جانتا ہے کہ کیا مراد ہے استواء علی العرش سے اور اتنا تو ہم
بالیقین جانتے ہیں کہ اسکی استوا وغیرہ میں ہمارا سا اتصاف بالتحیز
وغیرہ نہیں بلکہ خدا کے مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سمیع و بصیر ہے اور جانتے ہیں
ہم کہ استوا علی العرش ایک چیز ثابت ہے اللہ تعالی کے واسطے چنانچہ اسنے

اپنی کتاب محکم مین اسکو ثابت کیا ہی انتہی ترجمۃ شفاء العلیل بعینہا **قوله**
بیٹھنا بھی اُسکی صفت فعلی ہی الخ قعود اور اُسکا ترجمہ بیٹھنے سے جو کچھ کہ ہماری
سمجھ مین آتا ہی وہ اجسام کی صفت ہی مانند قرار پکڑنے اور اُترنے وغیرہ
کے بس یہی ظاہر معنے لینے والا رافضی ہی چنانچہ قریب شاہ عبدالعزیز صاحب
کی اثنا عشریہ کی عبارت اثبات پر دلالت کرنیوالی گذری ہان اُسکی
ایک مراد ہی اللہ کو معلوم الحاصل یہہ بھی استوا نزول وغیرہ کے مانند متشابہ
ہی جو حکم اُن تمام کا ہی وہی حکم اسکا بھی ہی **قوله** برخلاف مجسمہ اور مشبہین کے
کہ بیٹھنا یا قرار پکڑنا اُسکا مثل صفت مخلوق کے ثابت کرتے ہین الخ ظاہرا
عوام کی بدنامی سے بچاؤ کا ایک عجب طور نکالے جو مجسمین و مشبہین کی تکفیر
کی حقیقت مین تم اور وے دونون برابر ہین کیونکہ تم اور وے قرار پکڑنے اور
بیٹھنے کے ظاہر معنون کو خدا صاحب کے لئے ثابت کرتے ہین اور قرار پکڑنا
اور بیٹھنا مانند کھانا مانگنے اور بیمار ہونے کے خاص مخلوق کی صفات اور
جسم کے لوازم سے ہین مخلوق کی صفات خالق کو ثابت کرنیوالون کو ہی مجسمین
و مشبہین کہتے ہین پھر مخلوق کی صفت مانند مخلوق کی صفات کے ثابت کرتے
ہین کہنے کا کیا معنا اور تم الگ ہو کر انھین پر بلا سے تکفیر ڈالنے کو کیا سبب سوا
اسکے وے کس جاے پر کہے ہین کہ اسکا قرار پکڑنا اور بیٹھنا ہمارے قرار پکڑنے
اور بیٹھنے کے مانند ہی برخلاف سننے و دیکھنے کے کہ وے خاص بندون کی صفات

سے نہین خدا صاحب کے لیئے ثابت ہین حدیثون مین ان کے ظاہر حقیقی معنے کی تاکید بھی آئی ہی چنانچہ باب اول مین گذرا پس یہان کہنا سزاوار ہی کہ خدا کا سُننا دیکھنا بندون کے سننے دیکھنے کے مانند نہین بلکہ اُن کے سننے دیکھنے اور اِس کے سننے دیکھنے مین سوا شرکت اسمی کے اور کچھ مناسبت نہین **قولہ** پس سلف سے استوا کے معنے مین الخ ان مختلف الفاظ کا مقصود ایک ہونے پر شرعی کوئی سند یا بزرگون کا قول نہین ہی فقط تمہاری عقل کی تراش ہی وہ بھی غلط فہمی سے کیونکہ تم ان مفہومات مین تساوی کی نسبت ثابت کئے ہین حالانکہ بعضون مین عموم و خصوص مطلق اور بعضون مین عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ثابت ہی کیونکہ نیچے سے اوپر ہونا اعم مطلق ہی چڑھنے سے ہر ہر چڑھنے کو اوپر ہونا ضرور ہی نہ ہر اوپر ہونے کو چڑھنا لازم کیونکہ اُڑ کر اوپر ہو سکتا ہی اور قرار پکڑنے اور اوپر ہونے مین عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہی کہ کبھا جائے ہی کہ قرار پکڑنا ثابت ہوتا ہی اوپر ہونے کا نام نہین جیسے بنی آدم زمین پر قرار پکڑے ہین حالانکہ کسی پستی سے زمین پر آئے نہین اور گاڑی پل کے اوپر ہوئی کہنا درست ہی اگرچہ اُسپر ایک لحظہ بھی قرار نہ پکڑے با این اس غلط فہمی کو اختلاف قراءت سے ملا کر خلاف مقصود شارع پہنچا ہی کہنا اِنْ يَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ کے مصداق بنتا ہی **قولہ** بعضے اہل کلام نے بھی الخ اہل کلام کے علماء تم سے بہتر بکہ

مجسمی معتزلی قدری جبری وغیرہ بہتر فرقوں کے باطل مذہب کو رد کر کے سلف کے
عقیدے کو تھامنے والے ہیں تم اپنے مرشدوں اور ہم طریقوں کو چھوڑ دیکر بے
سمجھی سے مجسمی بنگئے سیر کا وے علماء اعلام محدثین ذوی الاحترام معتزلی مر
فرقہ کی پیروی کیونکر کرینگے لیکن تم اَلْمَرْاُ يَقِيْسُ عَلٰى نَفْسِهٖ کو کام فرماتے
کیونکہ معتزلہ استوا وغیرہ کی تاویل کرتے ہیں اور اللہ کی صفات ہونے
کے سخت منکر ہیں یہان تک کہ فقط انکو اللہ کے صفات مانکر انکے معنے اللہ
پر ہونپ دینے والے اہل سنت کو مشبہین کر کے نام رکھے ہیں اور اہل کلام
مجاہد وغیرہ سلف کے اہل تاویل کی پیروی کر کے ظاہر معنے خدا کی شان کے
لایق نہ ہونے سے احتمالی معنے بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ معنے
ہو سکتے ہیں نہ یہ کہ اس سے اور کچھ مراد ہو سو اس مراد کے بے منکر
ہیں مانند معتزلہ کے چنانچہ شرح مسلم کی دوسری جلد ۳۷۰ صفحہ مین "
يَطْوِي اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ السَّمٰوَاتِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ
هُنَّ کی حدیث کے تحت مین قاضی عیاض سے ہے کہ اس حدیث کی
تاویل بیان کر کے کہتے ہین وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِ نَبِيِّهٖ فِيْمَا وَرَدَ
فِيْ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ مِنْ مُشْكِلٍ وَنَحْنُ نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ
وَصِفَاتِهٖ وَلَا نُشَبِّهُ شَيْئًا بِهٖ وَلَا نُشَبِّهُهٗ بِشَيْءٍ لَيْسَ
كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ وَمَا قَالَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ

صلی اللہ علیہ وسلم وثبت عنہ فھو حق وصدق

فما ادرکنا علمہ فبفضل اللہ وما خفی علینا

امنا بہ ووکلنا علمہ الیہ سبحانہ وتعالی وحملنا

لفظہ ما احتمل فی لسان العرب الذی خوطبنا

بہ ولم نقطع علی معناہ بعد تنزیہہ سبحانہ عن

ظاہر الذی لا یلیق بہ سبحانہ وتعالی وباللہ التوفیق

قاضی عیاض کہتے ہیں کہ اللہ جانتا ہے اپنے نبی کی مراد کو ان حدیثوں کی
مشکلات میں اور ہم ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور اسکی صفات پر اور نہ
کہینگے ہم کہ کوئی چیز اسکے مانند ہے یا وہ کسی چیز کے مانند ہے نہیں ہے کوئی چیز
اسکی سی بھی اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے اور جو کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے اور ثابت ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پس وہ حق اور
راست ہے سو جسکے علم کو پائے ہم سو اللہ کے فضل سے ہے اور جو کچھ پوشیدہ ہے
ہمپر ایمان لائے ہم اسپر اور سونپ دئے اسکے جاننے کو اللہ تعالی کی
طرف اور بیان کئے ہم اسکے لفظ کے معنے جو احتمال رکھتے ہیں عرب کی زبان
میں کہ جس سے ہم خطاب کئے گئے اور نہ یقین کئے ہم اسکی مراد پر بعد
تنزیہ کرنے کے اس پروردگار کی اسکے ظاہر معنے سے جو لائق نہیں ہے اسکے
پاک ہے اللہ اور بلند ہے ذات اسکی اور اللہ ہی سے ہے توفیق پس جس طرح

قاضی عیاض ان احادیث کے احتمالی معنے بیان کرنے کے باوجود انکی کیا مراد ہے
سوا اللہ ہی کو معلوم ہے کرکے اللہ پر سونپ دئے ویسا ہی تفسیر حسینی والے بھی استوا
کی تاویل غلبہ وغیرہ سے کرکے کہتے ہین کہ حقیقت وہ ہے کہ استوا عرش پر اللہ کی
ایک صفت ہے بغیر کیف کے اور بغیر بیان کے اور یہہ قرآن کے متشابہات کے قسم
سے ہے ہم اسپر ایمان لاوینگے اور اُسکی تاویل کو حق پر چھوڑ دیوینگے پس
علماء اہل کلام کی تاویل از روے اقرار کے ہے یعنے استوا وغیرہ کو صفات اللہ
کہنے سے علماء کلام کو کچھ انکار نہین اور معتزلہ کی تاویل از روے انکار کے ہے یعنے
استوا وغیرہ کو فقط صفات اللہ مین گننے کو تشبیہ کہتے ہین پھر اہل کلام کو
معتزلہ کی پیروی کئے کہنا کمال درجہ کی بد اعتقادی ہے **قولہ** یعنے متکلمین نے
بھی الخ جنھون انکار کیا ہے تمھارے قرار پکڑنے کے معنے کو مجسمی کا مذہب
اور اوپر ہونے کے معنے کو باطل کہا ہے جیسا قسطلانی سے قریب مذکور ہوا
قولہ برخلاف اوپر ہونے الخ اور تمھارے عندئے مین خدا صاحب
ہمیشہ اوپر ہے سو اسکو آسمان و زمین پیدا کرنے کے چھہ دن کے بعد اوپر ہوا
کہنا ویسا ہی ہے جیسا ہمیشہ غالب ہے سو اسکو چھہ دن کے بعد غالب ہوا کرکے
کہین اس مین اور اُس مین کچھ فرق نہین **قولہ** جیسے امام بیہقی الخ امام بیہقی
پر تہمت ہے کہ اوپر ہوا کے معنے کو صفت فعلی ہرگز نہ کہے فقط استوا کو صفت
فعلی کہے ہین اور مجاہد کی تفسیر علا کو قبول کئے سو اہل سنت ہرگز اسکو صفت فعلی

نہین کہے بلکہ صفت ذاتی کہے ہین اور اُس سے ذات کی بلندی مراد لئے ہین
جیسا کہ قسطلانی سے مذکور ہوا ہی پس تم اہل سنت کے خلاف مین علا کا معنا
اوپر ہوا کے بھی کر لیئے اور اُنکے خلاف مین اُسکو صفت فعلی بھی کہنے کے سوائے
امام بیہقی پر تہمت کر دے کہ اوپر ہوا کے معنے کو صفت فعلی کہے ہین کب تک
کذب وافترا سے مذہب باطل کو رواج دیوینگے آخر نتیجہ برا ہی **قولہ** پس ظہور
اِس فعل استوا کا الخ وجہ خاص آیت مین کچھ مذکور نہین اگر تم کسی وجہ خاص کو
اوپر ہونے کے معنے کے ساتھ اضافہ کر لیتے ہین تو اُس وجہ خاص کو غالب ہونیکے
معنے پر بڑھا دو کیا قباحت اُس مین باقی رہتی ہی دیکھو **قولہ** خود حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم الخ استوا کیا سوال مین کون تم سے اختلاف کیا جو تم اس حدیث کو سند
لائے اور تم گفتگو شروع سے استوا کے معنے مین کر رہے ہین سو حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے مبارک قول مین معنے کا بیان کہان ہی سو پس معلوم ہوا کہ کسی
طور سے آیت استوا زید کے دعوے پر ہرگز دلالت نہین کرتی ہی کئی وجہون
سے **پہلی** یہہ کہ آیت متشابہ ہی متشابہ سے کوئی معنا ثابت نہین ہوتا ہے
دوسری یہہ کہ تمھارے عندیے کے مطابق محکم ٹھہرا دین تو بھی ثابت نہین
ہوتا کیونکہ اوپر ہوا استوا کا لغوی معنا نہین اور مجاہد کی تاویل علا سے اوپر
ہونے کا ترجمہ نہ مترجم لئے نہ اہل سنت بلکہ اہل سنت اوپر ہونے کے معنے کو
باطل کر دیے ہین **تیسری** یہہ کہ انھین کے قول سے جو اُسکو صفت فعلی کہے

ہین کیونکہ کونسا بھی معنا ہو صفت فعلی ہمیشگی پر دلالت نہین کرتی بس کسی طور سے زید کا دعوی آیت سے ثابت نہین ہوتا سو ایسے غیر ثابت کے خلاف کو کفر کہنا عین کفر ہے **قولہ** اس مقصود پر اقوال ائمہ سلف کے صاف دلالت کرتے ہین الخ اس قول کے ساتھ کا لین مین اور بہت سے اقوال ائمہ حدیث وغیرہ کے ہین سو یہ سب اقوال تمھارے مقصود پر دلالت نہین کرتے بلکہ تمھارے مقصود کو یعنے استوا کے ظاہر معنے لینے کو باطل گردانتے ہین کیونکہ صاحب کا لین کو جسکی بھیک سے اپنی کتاب کو پانچ جگہہ یعنے ایک جگہہ کے اقوال سے ایک ایک قول کو لیکر پانچ جگہہ اپنی کتاب کو زینت دے سو اسنے ان سبھی اقوال سے ایک ہی معنا یعنے مذہب تفویض سمجھ کر اسکے مقابلہ والے تاویلی مذہب کو بھی ذکر کردیا چنانچہ اس معنے پر اسکا محشی بھی تصریح کردیا ہے سو باقی اقوال یہ ہین وہ روی

البیھقی عن ابی حنیفۃ ان اللہ فی السماء دون الارض وعنہ قال من انکر اللہ فی السماء فقد کفر وقال الشافعی ان اللہ علی عرشہ فی سمائہ یقرب من خلقہ کیف شاء وینزل کیف شاء ومثل ذلک قال احمد وقال اسحاق انہ اجمع اھل العلم انہ فوق العرش استوی ویعلم کل شیئ وھو قول المزنی و البخاری وابی داود والترمذی وابن ماجۃ وابی

يعلى والبيهقي وغيرهم من ائمة الحديث وقال
ابراهيم من الحلية طريقنا طريق السلف المتبعين
لكتب الله والاجماع ومما اعتقدوه ان الله لم يزل
كاملاً بجميع صفاته الى ان قال وان الاحاديث التى
تثبت فى العرش والاستواء عليه يقولون بها و
يثبتونها من غير تكييف ولا تمثيل وانه بائن من خلقه
وقال امام الحرمين والذى نرتضيه ونعتمده اتباع
السلف الى الانكفاف عن التاويل واجراء الظواهر على
مواردها وتفويض معانيها الى الله وقيل استوى بمعنى
استولى انتهى ما فى الكمالين اقول الكرامية يثبتون
جهة العلو من غير استقرار والجسمية وهم
المجسمة يصرحون بالاستقرار على العرش لظاهر
الاية ولا حجة فيها لان الاستواء له معان
كالاستيلاء وكالتمام والكمال وكا
الاستقرار فلا استدلال مع تعدد الاحتمال فا
لتفويض الى الله والاعتقاد بحقيقة مراد الله من غير
ان يعرف مراده كمال العبودية فى العباد ولهذا

اَخْتَارَہُ السَّلَفُ الصَّالِحُوْنَ لِکَانِتِہٖ مَنْصُوْرٌ عَلِیٌ

ترجمہ روایت کی بیہقی نے ابی حنیفہ سے تحقیق کہ اللہ آسمان مین ہی نہ

زمین مین اور اُسی سے ہی کہ جسنے انکار کیا کہ اللہ آسمان مین ہی پس تحقیق کفر کیا

اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیق کہ اللہ اپنے عرش پر ہی اپنے آسمان مین

نزدیک ہوتا ہی خلق سے جیسا کہ چاہا اور اُترتا ہی جیسا کہ چاہا اور ایسا ہی کہا ہی احمد

اور کہا اسحاق تحقیق کہ اتفاق کئے علماء اسبات پر کہ تحقیق کہ وہ پروردگار

عرش کے اوپر استوا کیا ہی اور جانتا ہی ہر چیز کو اور یہہ قول مزنی اور بخاری اور

ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابو یعلی اور بیہقی وغیرہ ایمہ حدیث کا ہی

اور کہا ابراہیم نے حلیہ سے کہ طریقہ ہمارا طریقہ سلف کا ہی جو پیرو کتاب

اللہ اور اجماع کے ہین اور اُنکے اعتقادی باتون سے یہہ ہی کہ تحقیق کہ اللہ

ہمیشہ کامل ہی اپنی تمامی صفتون مین یہان تک کہا کہ تحقیق کہ وہ احادیث

جو ثابت ہین عرش اور استوا علی العرش مین قایل ہین اُن کے اور ثابت

کرتے ہین وے اُن کو بغیر تکیف کے اور تحقیق کہ اللہ تعالی جدا ہی اپنے

خلق سے اور کہا امام الحرمین نے کہ وہ چیز کہ جسکو قبول کرتے ہین ہم اور بھروسا

کرتے ہین ہم اُسپر پیروی سلف کی ہی طرف باز رہنے کے تاویل سے اور جاری کرنے

ظواہر کو اُنکی جگہون پر اور سونپ دینے اُنکے معنون کو اللہ کی طرف اور کہا بعضون

نے استوی کے معنی مین غالب ہوا لگے ہی پورا ہوا مطلب کما لین کا محشی اُسکے

منصور علی کہتے ہین کہ کرامیہ ثابت کرتے ہین اوپر کی جہت کو بغیر قرار پکڑنے
کے عرش پر اور مجسمہ تصریح کرتے ہین کہ اللہ عرش پر قرار پکڑا ہی ظاہر آیت کو
سند لیکر حالانکہ کچھ سند نہین ہی اُس آیت مین کیونکہ استولے کی معنے ہین مانند
غالب ہونے کے اور تمام اور کامل ہونے کے اور مانند قرار پکڑنے کے سوکئی
معنون کا احتمال ہوتے ہوئے سند لینا صحیح نہین پس سونپ دیا اللہ
کی طرف اور اعتقاد رکھنا کہ اللہ کی مراد حق ہی بغیر جاننے کے اُسکی مراد کو
کمال درجہ بندگی کا ہی بندگون مین اسی لئے اختیار کئے سلف صالحین
نے اُسکو پس کالین اور اُسکے محشی کے قول سے معلوم ہوا کہ سلف صالحین نے
ان مختلف عبارتون سے تفویض مراد رکھی ہی نہ ظاہر معنونکی پیروی پھر
اِن اقوال کو بھی ظاہر معنے لینے کی سند گردانا اور اُن مین استوا کے معنے
اوپر ہونے کے کرلینا یہہ تمھارا جہل ہی **قولہ** لیکن ام سلمہ کی ایک روایت
مین الخ اس روایت کی کامل عبارت لاتے تو یہہ کفر ظاہر معنونکی پیروی کرنے
والے کی طرف پلٹتا ہی یا تمھارے عندیے کے مطابق تمھارے مخالف کی
طرف سو اسکی کامل عبارت یہہ ہی عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ اَنَّھَا قَالَتْ
اَلْاِسْتِوَاءُ غَیْرُ مَجْھُوْلٍ وَالْکَیْفُ غَیْرُ مَعْقُوْلٍ وَالْاِقْرَارُ
بِہٖ اِیْمَانٌ وَالْجُحُوْدُ بِہٖ کُفْرٌ یعنے کہا بی بی نے کہ استوا
مجھول نہین ہی اور کیف خلاف عقل ہی اور اقرار اُسکا ایمان ہی اور انکار

اُسکا کفر ہے پس بی بی کے قول مین کیف سے مراد تمھارے عندیے کے مطابق
عرش سے لگا ہوا یا الگ یا لیٹا ہوا یا کھڑا ہوا وغیرہ ہی ہے تو عقل مین نہین
آنے کا کیا معنا نامعقول ہونے کو کیا سبب کیونکہ عرش پہ ہے یا قرار پکڑا
ہے یا بیٹھا ہے کہنے کی بات عقل کے خلاف نہین۔ تمھاری عقل سلیم مین آگئی
اور لگا ہے یا جدا وغیرہ کہنے کی بات عقل کے خلاف ہے تمھاری عقل مین
آتی نہین یہ کیونکر ہوسکے پس معلوم ہوا کہ کیف سے مراد بقول قسطلانی
حادث کی صفت ہے یعنے اس آیت کے ظاہر معنے سے جو کچھ کہ حادث
اور مخلوق کی صفت قرار پکڑنے بیٹھنے اور جہت و مکان کی سمجھ مین آتی ہے
سو وہ عقل کے خلاف ہے اور اقرار کرنا اثبات کا کہ استوا ایک صفت
ہے اللہ کی اگرچہ معنا معلوم نہ ہوا ایمان ہے اور انکار اثبات کا کہ استوا
اللہ کی صفت نہین سو کفر ہے اگر میری تفہیم کا تمکو اعتماد نہو تو جلال الدین
سیوطی رحمۃ اللہ نے اپنی اتقان مین اس قول کو اہل تفویض کے اقوال
مین گنا ہے اور اُسکے یہی معنے سمجھے ہین کہ اسپر ایمان لاکر اور اُسکے معنے
کو جو اُس سے مراد ہے اللہ پر سونپ دین پس بی بی کے قول سے
جسنے استوا کو اللہ کی صفت نہ کہیگا مانند جہمی اور معتزلی کے یا نامعقول بات
جو ظاہر معنے ہین یعنے اوپر ہونے یا قرار پکڑنے وغیرہ کا معتقد
ہوگا سو وہی کافر ہے نہ بی بی کے ارشاد کے موافق استوا کی

صفت ہی کا قایل **قولہ** آیۃ ءَاَمِنتُم مَّن فِی السَّمَآءِ الخ یہ آیت
متشابہ ہے اہل سنت کے پاس اُسکا حکم بہی دوسرے متشابہات کا حکم ہے یعنے تفویض
یا تاویل اگر تمہارے عندیے کے مطابق محکم ٹھہراوین تو صاف تمہارا دعوا رد ہوتا
ہے کیونکہ ساتوین آسمان اور عرش کو (۴۳۰۰۰) سال کی مسافت ہے چنانچہ معالم
مین ہے کہ قَالَ مُحَمَّدُ ابْنُ اِسْحَاقَ لَوْ سَارَ بَنُوْ اٰدَمَ مِنَ الدُّنْیَا
اِلٰی مَوْضِعِ الْعَرْشِ سَارُوْا خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ کہا محمد
بن اسحاق کہ اگر سیر کرے بنی آدم دنیا سے عرش کی جگہہ تک تو سیر کرین
دے پچاس ہزار سال تو سات آسمان کی مسافت اور دن کے سات ہزار
سال مطابق حدیث کے گھٹا یا جاوین تو تنتالیس ہزار سال باقی رہے پس
آسمان مین ہے کیسے اس آیت سے ثابت ہونے سے خاص عرش پر ہونے
کا دعوا باطل ہوا **قولہ** تفسیر ابن عباس الخ ابن عباس کوئی تفسیر بنا نے نہین
کیونکہ تابعین کے زمانہ تک کتب کے تصنیف کا اتفاق نہوا چنانچہ شرح مشکوٰۃ مین ہی
پھر اس تفسیر کے اقوال کو حضرت ابن عباسؓ کے اقوال سمجھنا سراسر بیجا ہے خود
تم بقول کشف الظنون اُسکی ممروجیت اور نا معتبر ہونے کے بر سر مجلس قایل ہو چکے
پھر اُسکی سند لینی قوت انفعال کی کاستگی ہے حالانکہ صحیح روایت ابن عباس
کی معالم التنزیل مین مروی ہے سو اُس مین علی العرش کا لفظ نہین پھر اس
غیر معتبر تفسیر کو صحیح روایت کے مقابلہ مین ماننا کیونکر درست ہوسوئے اسکے

بعضے محدثین نے مجاہد اور ربیع بن انس وغیرہ تابعین کی تقلید سے متشابہات کی قریب الفہم تاویل کی ہی سو تم انکو معتزلہ اور جہمیہ کے تابعداروں مین گننے سے تم اس غیر معتبر تفسیر اور بعضے متاخرین کی پیروی سے اس آیت کی تاویل بعید کرتے ہین سو بڑے معتزلی و جہمی بنگئے قولہ حدیث اِنَّ اللّٰہَ فَوقَ عَرْشِہٖ الخ ان اللہ فوق عرشہ یعنے اللہ عرش کے اوپر ہی کر کے آیا سو اُسکی لفظ کی روایت صحیح نہین خود ابو داؤد کے قول سے کیونکہ یہہ حدیث عبد الاعلی بن حماد اور محمد بن بشار اور احمد بن سعید کے طرق متعددہ سے وارد ہی سو محمد بن بشار ہی کی روایت مین یہہ عبارت منقول ہی حالانکہ ابو داؤد نے احمد بن سعید کے اسناد کی ہی حدیث کو صحیح کہے ہین چنانچہ عبارت اسکی یہہ ہی اَلْحَدِیْثُ بِاِسْنَادِ اَحْمَدَ بْنِ سَعِیْدٍ ھُوَ الصَّحِیْحُ یعنے یہہ حدیث احمد بن سعید کے اسناد کی ہی صحیح ہی پھر غیر صحیح حدیث کہ جس مین اِنَّ اللّٰہَ فَوقَ عَرْشِہٖ کا لفظ ہی سو اُسکی کیا سند قولہ حدیث فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے الخ اس حدیث کے بعضے راویون مین سقم ہی چنانچہ تقریب مین اُسکی تفصیل مذکور ہی اُسکے مجمع البحار والے فرماتے ہین کہ اس حدیث کے سامعین مسلمان تھے سو چاہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ کہ پھیر دیوے انکو زمینی بتون سے طرف آسمانی بتون کے تا فکر کرین وے آسمانی

بادشاہت اور زمینی بادشاہت مین پھر ترقی کرین وے اپنے خالق کی پہچانت
کی طرف اور تنگ کرین بت پرستی سے سو لگے ترقی کرنے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ابر سے پھر آسمانون سے دریا سے پہاڑی بُرجون سے عرش سے عرش
والے تک پس فوقیت اسکی بزرگی کی ہے نہ مکان کی پس اس بیان سے
معلوم ہوا کہ اس حدیث سے خدا صاحب کا ذات سے عرش کے اوپر ہونا
کسی وجہ سے ثابت نہین سو تمکو اِس حدیث کی کیا سند **قولہ** حدیث
فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ العرش پر ہے سو چیز کو اپنے نزدیک
ہی کہنے سے پروردگار کا وہان ہونا لازم نہین آتا د الا جنت کی حور کو اپنی
پاس کی بی بی کہنے سے وہ جنت مین ہونا پڑیگا جیسا کہ فرمایا اللہ صاحب
نے لَوْ اَرَدْنَا اَنْ نَتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا یعنے
اگر بناتے ہم بی بی تو بنا لیتے ہمارے پاس سے یعنے بڑی آنکھ والی
حور سے جیسا معالم مین ہے **قولہ** زوجنی اللہ الخ اللہ جوڑا کرواد یا
آسمانون پر یا عرش پر کہنے سے خدا کا عرش پر ہونا لازم نہین جیسا وَنَادَيْنَاهُ
مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ پکارے ہم موسی کو طور کی سیدھی
جانب سے کرکے کہنے سے خدا صاحب طور کی سیدھی جانب مین ہونا
لازم نہین آتا دیگر تم جو حاشیہ پر اضافت بیانیہ کا حال لکھے ہین سو کس
اخفش کی مصاحبت سے تعلیم پائے ہین ہنوز اضافت بیانیہ کسکو

کہتے ہین معلوم نہین قرآن وحدیث سے اعتقادی مسئلے نکالنے کا شوق حالانکہ
قیاس اعتقادی باب مین ہرگز درست نہین جان رکھو کہ اضافت بیانیہ وہ ہے کہ مضاف
مکرر مضاف الیہ کا ہو جیسا خاتم فضۃ اس جگہہ مابین مضاف اور مضاف الیہ کے من
مقدر ہے اور کہنا صحیح ہے الخاتم الذی ہو فضۃ تَعَلَّمْ یَا فَتیٰ فَالْجَھْلُ عَارٌ
وَھَلْ یَرْضیٰ بِھَا اِلَّا الْحِمَارُ **قولہ** شعر صحابی رضی اللہ عنہ اہ
یہہ روایت مجہول ہے اُسکی سند خصوصًا اعتقادی امر مین درست نہین اسیطرح
کعب الاحبار کی حدیث بھی مجہول ہے اگر فرضًا صحیح ہون تو بھی احد ہین اُن سے
اعتقادی امر ثابت نہین ہوسکتا ہے چنانچہ اصول کی کتاب سے آگے نقل کرچکا
ہون **قولہ** حدیث بینا اہل الجنۃ الخ یہہ روایت ضعیف ہے اُسکی سند اوپر کی
جہت ثابت کرنے مین کیونکر درست ہوگی **قولہ** حدیث ھَبَطَ الرَّبُّ
مِنْ عَرْشِہٖ الخ یہہ تمھاری بڑی تہمت ہے مجد الدین فیروزابادی پر کیونکہ ابن
ابی دنیا کے دو روایتین سفر السعادۃ مین مذکور ہین پہلی روایت کی ذکر مین مجد
الدین فرماتے ہین کہ باسناد ثابت یعنے سندون سے ثابت اور صحیح ہے
اس روایت مین اُترنے اور اوپر جانے کا کچھ ذکر نہین اور بعد بیان طویل کے
دوسری روایت کو کہ جس مین اُترنے اور اوپر ہونے کا ذکر ہے لائے ہین
سو اُسکی صحت کی ہرگز گواہی نہ دیئے باوجود اس اُترنے اور اوپر ہونے کی حدیث
سند صحیح کے ساتھہ مجد الدین رح ذکر کئے ہین کر کے اس حدیث کو اپنے باطل

عقیدہ پر سند لائے سو تمھاری خوش فہمی ہے ابو یعلی موصلی کو اس حدیث کی تصحیح مین شامل کر لینا تھا تا تم کو اور زیادہ ہوس حاصل ہے کہ اترنے اور اوپر چڑھنے کی بات صحیح حدیث سے ثابت نہین ولو بالفرض ثابت ہو تو بھی استوی وغیرہ کے مانند متشابہ ہے قولہ حدیث یا محمد انی دنوت دنوا من اللہ الخ اس حدیث مین خدا عرش پر ہونے کا بیان نہین فقط جبرئیل علیہ السلام کی نزدیکی کا حال ہے سو اسکی مراد خدا صاحب کو معلوم ہے اور محدثین اس سے تمھارا مذہب ثابت نہین کئے تم کو اتنی طاقت ہو گئی کہ اس حدیث سے خدا صاحب کو عرش پر ثابت کرین حالانکہ بوستان کی بیت کو سمجھ نہین سکتے کیونکہ شب معراج مین سدرۃ المنتہی مین جو جبرئیل ع کا حد ہے یہ بیت کہے گئی ہے اگر وہی مطلب اس حدیث کا ہے تو جبرئیل علیہ السلام پیغمبر علیہ السلام سے کہنے کو کیا سبب اور حضرت صلی اللہ علیہ السلام اس کا حال جبرئیل سے دریافت کرنے کا کیا مطلب کیونکہ اس نزدیکی کو جبرئیل کی خود پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے مبارک آنکھون سے دیکھا ہے اور اگر حدیث کا مطلب دیگر ہو تو بیت کی ذکر کا کیا موقع برین عقل و دانش بباید گریست قولہ حدیث اخرج البیہقی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ الخ امام سخاوی نے تمیز الطیب مین اس حدیث کو ذکر کرکے فرماتے ہین کہ اسانیدہ ضعیفۃ یعنے اسناد اسکے

ضعیف مین پھر کیا سند اسکی باقی رہی **قولہ** حدیث ان اللہ لا ینام الخ
اس حدیث مین بھی خدا صاحب عرش پر ہونے کا بیان نہین ملائکہ اسکی طرف
عمل لیے چڑھتے ہین کہنے سے یہہ بات ثابت نہین ہوتی کہ پروردگار اس
حد مین ہووے یا اس حد کی جہت اسکے لئے ثابت ہووے جیسا نمازی اللہ
کی طرف متوجہ ہو کر کعبہ کی جہت پر نماز پڑھا کہنے سے ثابت نہین ہوتا کہ اللہ
ہمارے روبرو کعبہ کی جہت مین یا کعبہ مین ہی اللہ صاحب نے ہر کام کے لئے
ایک حد مقرر کیا ہی نماز کے لیے کعبہ کی جہت دعا کے لئے آسمان اس سے خدا
صاحب کعبہ کی جہت مین یا آسمان مین ہونا لازم نہین چنانچہ شرح مسلم کے ہم صفحے
مین ہو ویسا ہی یہان بھی اور اہل حدیث ایسے احادیث سے جہت ثابت نہین
کرتے چنانچہ ہم ہ صفحہ قسطلانی میں ہی کہ امام بیہقی فرماتے ہین کہ مین اپنے شیخ ابو الطیب سہل
بن محمد صعلوکی سے سنا ہون کہ فرماتے تھے لَا تُضَامُّوْنَ کی تفسیر مین *

مَعْنَاهُ لَا تَجْتَمِعُوْنَ لِرُؤْيَتِهٖ فِيْ جِهَةٍ وَلَا يَضُمُّ
بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَاِنَّكُمْ تَرَوْنَهٗ فِيْ جِهَاتِكُمْ
كُلِّهَا وَهُوَ مُتَعَالٍ عَنِ الْجِهَةِ یعنے معنا اس کا یہہ کہ نہ جمع
ہونگے تم اسکے دیکھنے کو کسی جہت مین اور نہ لگیگا بعض تمہارا بعض سے کیونکہ
دیکھوگے تم اسکو اپنے سب جہات مین اور وہ برتری جہت سے یہان سے معلوم
ہوا کہ تمہارا مذہب اہلحدیث کے بھی خلاف ہی **قولہ** حدیث انا امین

من فی السماء اہ اور حدیث ربنا اللہ آہ ان دونون کا حکم وہی ہی جو
أأمنتم من فی السماء مین گذرا **قولہ** حدیث قال أین اللہ
قالت فی السماء آہ امام عبدالوہاب شعرانی کی کشف الغمہ جو علم حدیث
مین بڑی معتمد کتاب ہی سو اُس مین روایت اس حدیث کی یون ہی کہ
سألہا من ربك یعنے پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس باندی
سے کہ تیرا رب کون ہی وہ بولی اللہ ہی اور مسلم کی روایت کی حدیث
کو اُسکے شارح امام نووی نے متشابہ مین گنا ہی اگر تم اُس امام کی بات کے
خلاف مین اس حدیث کو محکم جانین تو تم سمجہے سو مطلب یہ کہ حضرت علیہ السلام کو
اُسکا اعتقاد دریافت کرنا منظور تہا کہ زمین مین سو جہوٹے معبودون
کو بتلاتی ہی یا آسمان مین ہی سو سچے معبود کو بڑا اعتراض آتا ہی کہ جسکو نہ تم
دفع کر سکتے ہو نہ تمہارے اگلے محسین کیونکہ یہہ تاویل ہی اہل تاویل کی اور وے
یہی معنے اُسکے لیتے ہین اور ظاہر معنے ثابت نہین کرتے چنانچہ شرح مسلم
کے ۲۰ صفحہ مین موجود ہی اور تم جب ظاہر معنے لیتے ہین تو حضرت علیہ الصلوۃ
والسلام کی دریافت یہ کہ خدا پرست ہی یا بت پرست اور اُس باندی کے
جواب یہ کہ مین خدا پرست ہون کونسا لفظ حدیث مین ہی کہ دلالت کرے
اگر تم گریز کرکے حضرت صلعم کی دریافت سے ہمین کچہ کام نہین ہمارے
مذہب کے رواج کو ظاہر معنے ثابت ہون تو بس ہی کہین تو حدیث کے آگے

اوپر پیچھے کا مطلب اس حدیث سے کچھہ ربط نہین رکھتا ہے پس لا علاج اسکی تاویل کرنی
ضرور ہوا اور جب تاویل ہوئی تو جو اللہ کہان ہے پوچھنا قول پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے
ثابت ہے کہ کے تم نکالے ہو یہہ نتیجہ ہرگز ثابت نہوگا کیونکہ تاویل اور ظاہر معنے دونون
ایک جا جمع ہو نہین سکتے فافہم ولا تعسف **قولہ** سبعۃ آہ۔ پیج ہے کہ عرب کے کفار
کا عقیدہ یہی تھا کہ اللہ آسمان مین ہے چنانچہ معتبر تفسیرون مین ہے خود قول مذکور بھی
اُسپر گواہ ہے نہ مسلمانون کا کہ عالم مین اللہ ہے کرکے عقیدہ رکھنا کفر ہے **قولہ**
حدیث حتی آہ **قولہ** حدیث ثم قال آہ ان دونون حدیثون سے تمھارا مذہب
باطل ہوتا ہے ہم پر تمھاری کچھہ سند نہین کیونکہ ہم جیسا استوا کو اللہ کی صفت
مانکر اُسکے معنے اللہ پر سونپ دیتے ہین ویسا ہی آسمان مین ہونیکو ایک صفت
مانکر معنے اُسکے اللہ پر سونپ دیتے ہین برخلاف تمھارے کہ استوا کے ظاہر
معنے لیتے اور آسمان مین ہونیکو عرش پر ہونے سے تاویل کرکے آسمان مین ہونیکی
صفت کے منکر ہوکے جہمی اور معتزلی بنتے ہین **قولہ** آیۂ قرآن آہ۔ یہہ آیت متشابہ ہے اور
حدیث صحیح نہین چنانچہ مذکور ہوا **قولہ** یہہ بات صاف الخ اسی طرح زمین مین
ہے کہنے کی آیت کو زمین پر ہے کرکے اُس سے مراد عرش پر ہے کرکے لیوین تو
کونسی قباحت عقلی یا شرعی لازم آتی ہے معلوم نہین حالانکہ تم بندون کے اوپر ہے
کرکے آیت مین آیا سو اُس سے بھی مراد عرش کے اوپر ہے کرکے لیتے ہین اور
بندے یعنے بنی آدم زمین مین ہین اور کیونکہ درمیان زمین و آسمان

کے فقط پانچسو سال کا فاصلہ ہے اور ساتوین آسمان سے عرش تک تریتالیس ہزار
سال کی مسافت **قولہ** یہ بات صاف الخ بادشاہ اور دار الامارہ اور تخت
کی مثال سے خدا صاحب پاک ہے اور کچھ مناسبت نہین آسمان و عرش سے کیونکہ
تخت بادشاہ کا اُسکے دار الامارہ سے بہت چھوٹا ہے تخت اور دار الامارہ مین کچھ
فاصلہ بھی نہین اسلئے کہنا درست ہے کہ بادشاہ دار الامارہ مین ہے یا دار الامارہ مین
تخت پر ہے برخلاف عرش کے کہ وہ آسمان سے کروڑہا درجے بڑا اور اُسکو گھیرے ہوئے
ہزارہا سال کے فاصلہ پر ہے پس آسمان مین ہے لیکر عرش پر ہے کرکے سمجھنا ایسا ہے
جیسا کہ گاڑی مین ہے لیکر پہاڑی پر ہے کرکے تصور کرین **قولہ** امام بیہقی نے بھی آہ
فی سے مراد علی لینے کی آیت سے سند لے لی سو مسلم لیکن علی السماء سے علی العرش
فوق السماء لینے کی کیا سند ہے کیونکہ اثبات عقیدے کے لئے ایک ہی کی سند آیت
غیر متشابہ سے یا حدیث متواتر یا مشہور یا اجماع سے ہونا ضرور ہے فقط کسی بزرگ
کے قول سے عقیدہ تو کیا عمل بھی ثابت ہو نہین سکتا جیسا پاؤن کا مسح اگرچہ ابن
عباس رض سے مروی ہے ہرگز اہل سنت پر وہ روایت حجت ہو نہین سکتی اسیطرح
یہہ قول بھی برخلاف ہمارے کہ ہم نفی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہہ عقیدہ ثابت
نہین ہو ہمارے لئے سند کی بالکل حاجت نہین با این آیات قرآنی اور احادیث
نبوی اور اقوال سلف اور ائمہ اربعہ متشابہات کے ظاہر معنے نہ لینے پر موید ہین
چنانچہ اوپر گذرا سوا اُسکے امام بیہقی امام شعلوکی سے نفی جہت نقل کئے ہین

وہ جہت کے بھی قایل نہین عرش پر ہونیکے کب قائل ہونگے اور صاحب کمالین،،
انکو اہل تفویض مین گنا ہے سو اُس قول کو تم بھی لائے ہین اسیطرح ابی بکر ضبعی
مذہب اہل سنت پر ہین جو سلف اور امام شافعی اور امام احمد حنبل کا مذہب ہے چنانچہ تم
نے فتح الباری سے اس قول کو لائے ہین اسیطرح جتنے اقوال کہ تم طبقات امام ذہبی
سے لائے ہین مجملاً تفویض اور ظاہر معنے نہ لینے پر دلالت کرتے ہین اور صاف
ظاہر معنے نہ لینے پر دلالت کرنیوالے قول کو امام ذہبی کے طبقات کے تم ذکر
نہ کئے تا علانیہ تمہارا مذہب باطل نہو چنانچہ ابن عساکر سے کہ جسکی بڑی تعریف خود
امام ذہبی اُس طبقات مین کئے ہین کہ اَلْاِمَامُ الْحَافِظُ الْکَبِیْرُ
مُحَدِّثُ الشَّامِ فَخْرُ الْاَئِمَّۃِ ثِقَۃُ الدِّیْنِ یعنے وہ امام بڑا
حافظ حدیث شام کا محدث ائمہ کا فخر دین کا معتمد ہے کہکر آخر مین فرماتے ہین
مَعَ ذٰلِکَ کَانَ فَقِیْہًا اَدِیْبًا سُنِّیًّا با وجود اسکے فقیہ اور ادیب
اور سنی تھا سو اس سے عبدری کے حق مین یہہ قول نقل کرتے ہین کہ کَانَ
یُسِیْءُ الْاِعْتِقَادَ یَعْتَقِدُ مِنْ اَحَادِیْثِ الصِّفَاتِ ظَاهِرَهَا
یعنے عبدری بہت بد اعتقاد تہا جو صفات اللہ کی حدیثون کے ظاہر معنون کا
اعتقاد رکھتا تھا پس معلوم ہوا کہ اہل سنت کے پاس متشابہ کے ظاہر معنون کا عقیدہ
بد ہے اور سب اقوال طبقات کے اسی پر دلالت کرتے ہین اگر یہہ اقوال ظاہر
معنے لینے پر دلالت کرتے تو عقیدے مین اُنہون کا خلاف کرنیوالے امام

ابن عساکر رحمۃ اللہ کی ایسی تعریف بے شمار ہرگز امام ذہبی کرتے اور انکو اہل سنت کے
پیشوایون سے بالکل نہ گنتے ایضا طبقات کے سب اقوال او رابو بکر ضبعی کا قول
ایک مطلب کے ہین یا جدے جدے مضمون کے ہین کرکے سوال کہ این تو اصل اعتقاد
مین اختلاف درست نہ ہونے سے اور اختلاف کی صورت مین بعضا قول
تمھارہی مدو پر اور بعضا تمھارا مبطل ہونے کے خوف سے بالضرور کہینگے کہ ایک
ہی مضمون کے ہین تو ابو بکر ضبعی کا قول جو مذہب اہل سنت اور امام شافعی اور
امام احمد حنبل کا ہی سو استوا بلا کیف ہی اور استوا بلا کیف کی تفصیل امام محی السنہ
کے قول سے کہ جسکو تم بھی سند کئے ہین ظاہر ہی یعنے استوا کو اللہ کی صفت
ماننا گر اسکے جاننے کو اللہ کی طرف سونپ دینا پس جب ہم اس صفت کا کچھ
بھی مطلب نہ جانین تو ظاہر معنے لینے کی بات باطل ٹھہری پس طبقات کے اقوال
اور ابو بکر ضبعی کا قول اور امام محی السنہ وغیرہ کی کتب سے لائے سو اسناد
ہرگز تمھاری حجت نہین ہین نہین سے تمھارا مذہب باطل ہوتا ہی فقط عوام
کے فریب دینے کو وے اقوال اپنے رسالے مین لائے ہین فتدبر
اور تم جس بزرگ کی کتاب سے اقوال لاتے ہین انہین بزرگ کے فہم
اور مذہب کا حوالہ اسلئے مولف تنبیہ دیتا ہی کہ تم اور دوسرے مسلمان اسکو انصاف
مان لیوین والا ہر ایک قول سے تفویض معنے کیون ثابت ہوتے ہین سو
بحولہ وقوتہ بیان کرنے حاضر ہی قول امام ابو حنیفہ الخ اس قول سے صاحب

کا ہین اور اسکا محشی منصور علی نے مطلب تفویض سمجھا ہی چنانچہ اوپر گذرا اور اگر ظاہر معنے لیوین تو امام کے فتوے سے خود کافر ہوتے ہین کیونکہ تم آسمان مین ہونے کے منکر ہین عرش پر ہونیکے قائل ہو جس قول کی خود تاویل کرتے ہین سو ایسے اقوال کو سند گردانا نہایت جرأت ہی **قولہ** در فقہ اکبر نوشتہ الخ یہہ بات ہرگز فقہ اکبر میں نہین امام رحمۃ اللہ علیہ پر تہمت ہی بلکہ ابو مطیع جسکو موضوع حدیثین بنانے والا ہی کرکے محدثین قرار دیتے ہین اُسنے امام کے قول مین تغیر و تبدل کرکے روایت کر دیا ہی ہرگز قابل اعتبار نہین اور صحیح روایت امام ابو حنیفہ سے امام ابن عبد السلام جو بڑے عالم اور بڑے معتمد تھے اپنی کتاب حل الرموز مین بیان کئے ہین سو یہہ ہی قَالَ الْإِمَامُ أَبُو حَنِيفَةَ مَنْ قَالَ لَا أَعْرِفُ اللّٰهَ فِي السَّمَاءِ هُوَ أَمْ فِي الْأَرْضِ فَقَدْ كَفَرَ لِأَنَّ هٰذَا الْقَوْلَ يُوْهِمُ أَنَّ لِلْحَقِّ مَكَانًا وَمَنْ تَوَهَّمَ أَنَّ لِلْحَقِّ مَكَانًا فَهُوَ مُشَبِّهٌ یعنے تحقیق کہا ابو حنیفہ نے کہ جو شخص کہا کہ نہین جانتا ہون مین اللہ کو کہ آسمان مین ہی وہ یا زمین مین سو تحقیق کافر ہوا کیونکہ یہہ قول اللہ کے لئے مکان ہونیکے وہم مین ڈالتا ہی اور جسنے اللہ تعالی کو مکان ہونیکا وہم کیا سو مشبہی ہی ایسا ہی ہی ملا علی قاری محدث مکی نے منح الازہر شرح فقہ اکبر مین **قولہ** اس قول سے الخ۔ ایسے جھوٹے

روایتوں کا کہ اس روایت لینے والوں پر بخلاف اہل سنت کے علما کو اپنے
پر قیاس کرے **قولہ** اور اس سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ اہل کلام الخ ایک شخص
کی افترا سے علماء کلام و اہل سنت پر تحریف کا حرف دھرنا شان رافضیہ ہے

هَاتِ بُرْهَانَكَ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ **قولہ** قطع

نظر اسکے آہ یہہ سراپا تہمت ہے بلکہ امام نے دوسرے ایمہ کے مانند استوا کا اقرار اور
ظاہر معنے کا انکار کیا ہے اس سے صاف تفویض ثابت ہوتی ہے چنانچہ اس قول
کو ملا علی قاری نے اہل تفویض کے اقوال میں گندا ہے سو عبارت اسکی یہہ

ہے قَالَ الْاِمَامُ الْاَعْظَمُ فِيْ كِتَابِ الْوَصِيَّةِ نُقِرُّ
بِاَنَّ اللّٰهَ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى مِنْ غَيْرِ اَنْ يَكُوْنَ
لَهٗ حَاجَةٌ اِلَيْهِ وَاسْتِقْرَارٌ عَلَيْهِ وَهُوَ الْحَافِظُ لِلْعَرْشِ
وَغَيْرِ الْعَرْشِ فَلَوْ كَانَ مُحْتَاجًا لَمَا قَدَرَ عَلٰى
اِيْجَادِ الْعَالَمِ وَتَدْبِيْرِهٖ كَالْمَخْلُوْقِ وَلَوْ صَارَ
مُحْتَاجًا اِلَى الْجُلُوْسِ وَالْقَرَارِ فَقَبْلَ خَلْقِ الْعَرْشِ
اَيْنَ كَانَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَهُوَ مُنَزَّهٌ عَنْ ذٰلِكَ

عُلُوًّا كَبِيْرًا یعنے فرمایا امام نے کہ قرار کرینگے ہم کہ استوا کیا ہے
اللہ نے عرش پر بغیر حاجت کے طرف اس عرش کے اور بغیر قرار پکڑنے
کے اوپر اور وہی ہے نگہبان عرش و غیر عرش کا پس اگر ہوتا محتاج تو نہ سکت رکھتا

مانند مخلوق کے عالم کے ایجاد اور تدبیر پر اور اگر ہوا محتاج طرف بیٹھنے اور آ اور کرنے
تو پس آگے پیدا کرنے عرش کے کہان تھا اللہ تعالی پس وہ پاک ہے اُس سے
ازروی بلندی اور بزرگی کے بس امام کے قول سے صاف مطلق استوا کا
اقرار اور ظاہر معنے قرار پکڑنے اور بیٹھنے کا انکار اور عرش کی مکانیت کی نفی
ثابت ہو چکی بااین ہمہ مضمون یعنے عرش پر ہونے کا مضمون وصیت مین
ہے کہنا سینہ زوری ہے **قولہ** قول امام شافعی الخ یہان آپس مین ضد
رکھنے والے چار صفتون کو جمع کیے ہین تا چارون پر ایمان لاکر انکی مراد کو
اللہ پر سونپ دیوین چنانچہ صاحب کالین کہ جسکی کتاب سے یہہ عبارت
تم لائے ہین اور اُسکا محشی منصور علی نے اس قول کا بھی مطلب کیا سمجھا
ہے سو قریب گذرا اور اگر ظاہر معنے لیوین تو خود تمھارا مذہب باطل ہوتا ہے **قولہ**
قول امام احمد الخ غنیۃ الطالبین مین بدعتی لوگ اپنے مطلب کے بہت
سے اقوال لگا دئے چنانچہ اس باب مین ایک رسالہ مسمی بہ تنقید الکلام
بنا ہے اُسکے مخلوط ہونے پر یہی دلیل بس ہے کہ اشعریہ کو جو شافعیہ ہین
گمراہ معتزلہ مین اور امام بوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو مرجیہ مین گنا ہے اور
ابجد کے حروف کو قدیم کہا ہے پس اُسکا کچھ اعتبار نہین **قولہ** قول امام مالک
الخ طبقات کے اقوال اور ابی بکر ضبعی کے قول کا جواب آگے گذر چکا
قولہ قول حمیدی الخ اس قول مین غلطی کر آیا سو اس سے تم کو خبر نہین

اگر ہوتی تو غلط نامہ مین نکالدئے ہوتے اور کس کتاب سے لائے ہین سو
پتا نہین پس جواب دینکی حاجت نہین با این یہہ قول جیسا جہمی کو رد کرتا ہی
ویسا ہی تمھارا بھی۔ کیونکہ اُس مین صاف کہتا ہی ولا نفسرہ الخ یعنے
معنے اُس کے بیان نکرینگے ہم اور توقف کرینگے ہم جس پر قران و حدیث
توقف کئے اور اللہ عرش پر استوا کیا کرکے قائل ہوینگے ہم پس تم
فقط استوا کے قائل نہ ہو کر اُسکے معنے بھی بیان کرتے مین اور اپنے
مذہب کی بنا اُسکے معنے بیان کرنے پر رکھے ہین سو سراسر قول حمیدی
کا خلاف ہی اور تفسیر کے معنے کھولنے کے کئے ہین سو فارسی
اُسکی کشودن اور عربی اُسکی الفتح ہی چنانکہ تفسیر کے معنے صراح مین
سخن بیان کردن کرکے لکھا ہی۔ قولہ امام محی السنہ الخ اُسکا
بیان بخوبی باب اول مین گذر چکا ہی سو اعادہ کی حاجت نہین قولہ
احمد بن زکریا الخ ظاہر معنے لیوین تو تمھارا مذہب باطل ہی سوا اُس کے
اُس مین دو تین آپس مین ضد رکھنے والے مضمون کو جمع کرنے سے
معلوم ہوتا ہی کہ سب پر ایمان لاکر اُن کے معنے اللہ جل جلالہ پر سونپ
دیوین اور یہہ بھی طبقات کا قول ہی آگے بھی انکا ذکر ہوا ہی قولہ
خود ترمذی نے تفسیر اس حدیث کی الخ۔ تم کو مصنف کا ارادہ دیکھنے
کرنیکی کچھ حاجت نہین قائل کسی باشد اپنا مطلب نکال لیوین تو بس ہی

حالانکہ بعض اہل علم نے اسکی تفسیر یون بیان کیا ہو کہنے سے ترمذی کا کیا ارادہ ہی سو مجمع البحار والا کہتا ہی کہ جس سے تمھارے مذہب کی بافنا ہوتی ہی سو یہ ہی وَقَوْلُ التِّرْمِذِيِّ اَنَّهٗ فَسَّرَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ الخ اِشَارَةٌ اِلٰى وُجُوْبِ تَاوِيْلِ هُبُوْطِ عَلَى اللّٰهِ وَتَفْوِيْضِ اِسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ یعنے قول ترمذی کا جو تفسیر کیا بعض اہل علم کر کہ یہ اشارہ ہی طرف اسکے کہ واجب ہی ہبوط علی اللہ کی تاویل اور استوای علی العرش کی تفویض پس اس اشارہ ترمذی سے تمھارا قول جو غرض اس قول سے ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی حقتعالی عرش کے اوپر ہونا ثابت ہوا کرکے ہی سو بھی باطل ہوا۔ **قولہ** قول شیخ ابن القیم الخ یہ سلف کا قول نہین اور سلف کا مذہب بھی یہی ہی کرکے خود ابن القیم حنبلی کہے ہین فقط متشابہات سے قیاس کرکے خدا صاحب کو بالذات عالم اور آسمانون پر ثابت کرتے ہین حالانکہ قیاس سے عقیدہ ثابت ہوتا نہین سو تمھارے اوپر مذکور ہی کہا ملا علی قاری نے مسیح الازہر مین اَمَّا عُلُوُّهٗ تَعَالٰى عَلٰى خَلْقِهِ الْمُسْتَفَادُ مِنْ نَحْوِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ فَعُلُوُّ مَكَانَةٍ وَمَرْتَبَةٍ لَا عُلُوُّ مَكَانٍ كَمَا هُوَ مُقَرَّرٌ عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ بَلْ وَسَائِرِ

طوائف الاسلام من المعتزلۃ والخوارج الا فرقۃ من
المجسمۃ وجھلۃ من الحنابلۃ القائلین بالجھۃ
تعالیٰ اللہ عن ذلک علوا کبیرا یعنے بلندی اس
پروردگار کی جو ھو القاھر فوق عبادہ کی آیت کے مثال سے ثابت ہوتی
ہے سو مرتبہ کی بلندی ہے نہ جائے کی جیسا کہ مقرر ہے اہل سنت وجماعت
کے پاس بلکہ اسلام کے تمامی فرقوں کے پاس سوائے ایک فرقہ
مجسمہ اور چند جاہل حنبلیوں کے جو قائل ہیں جہت کے بہت بلند ہے اللہ
اس سے ایسا کہا ہے ملا علی قاری حنفی نے وقد ثبت عن امام
الحرمین فی نفی صفۃ العلو قولہ کان
اللہ ولا عرش وھو الآن علی ما کان و
مما ینقض القول بالعلو المکانی وضع الجبھۃ
علی الارض مع انہ لیس فی الارض اتفاقا
یعنے تحقیق کہ ثابت ہوا امام الحرمین سے مکان کی بلندی کی نفی میں قول اسکا
کہ تھا اللہ درحالیکہ عرش نہیں تھا اور وہ اب بھی اسی صفت پر ہے کہ جس صفت
پر تھا اور مکان کی بلندی کے قول کو توڑنے والے چیزوں سے ہے رکھنا
پیشانی کا زمین پر باوجود اسبات کے کہ تحقیق کہ وہ نہیں ہے زمین میں اتفاقًا اسکے
سوا ابن العیکم قول میں منبئۃ کو مبنیۃ لکھ کر معنا اسکا

قرار پائے ہین کر کے گئے ہین سو نہ صیغہ کا علم ہے نہ معنے کا فہم کیونکہ شیر یعنین
اللہ آسمان مین ہونے پر قرار پانے کا کچھ حصا نہین بلکہ صحیح ترجمہ اسکا
یہہ ہے کہ سب شیر یعنین آگاہی دیتے ہین اسبات پر کہ اللہ آسمان مین
ہے اس جو صلہ پر مجدد مذہب مجسمہ بن بیٹھے ہین ابن القیم سب شیر یعنین آگاہی
دیتے ہین کہے ہین سو البتہ ہر شریعت مین متشابہات ہین ان سے
یہہ بات ثابت ہوتی ہے آنکو یہی حکم ہے جو ہم کو ہے اسکا خلاف کرنے سے ملحد
بنتے ہین جیسے نصاری **قولہ** قول صاحب کمالین الخ اس قول سے صاف
تفویض مطلب ثابت ہوتا ہے چنانچہ صاحب کمالین اور اسکے محشی نے ایسا ہی سمجھا ہے
سو اوپر مذکور ہے سو اسکے فوق العرش استوی کے معنے اوپر ہے کر کے گئے
ہین سو تمھاری دست درازی جدید ہے صیغہ ماضی کا کچھ پتا نہین جہم بن صفوان
فقط چھلنے کو دوست رکھا تم تو صاف ترجمہ سے چھلڈ لائے ہین ٥
بر بلیدان سخن بسوی خود ست ؎ تف بسوی فلک بروی خود ست **قولہ**
اس قول سے الخ ہرگز اوپر ہونے کے معنے کتاب سنت و اجماع ائمہ سلف
سے ثابت نہین **قولہ** قول ابن خزیمہ کا الخ یہہ قول جہمی کے رد مین ہے
جو استوا کے صفت ہونے کا منکر ہے پس تم اس قول مین بھی استوی کے
ترجمے کو عمداً چھلڈ اسے ہین سو تمھارا خون اور مال اس فتوے سے حلال

سوا اُسکے یہہ قول طبقات کا ہے سو جواب اوپر مذکور ہے **قولہ** قول سید الاولین الخ غنیۃ الطالبین معتبر نہ ہونے کا سبب اوپر مذکور ہے پس نامعتبر کا اعتبار کیا ہے **قولہ** قول امام ربانی الخ عرش آسمان و زمین کو گھیرا ہے سو تعبیر بخوبی اوپر مذکور ہوئی ہے پس جو چیز اس دائرے سے باہر ہو سو جہت فوق مین ہونا لازم نہین اور مافوق عرش ایک مکان خالی ہے اُسکو مخلوق کی رسائی نہ ہونے سے لامکان کہتے ہین سو تمہارا زعم باطل ہے نہ کسی شیخ کی اصطلاح کہ مافوق عرش تمہارے عندیئے کے مطابق ایک خالی میدان ہے سو اُس مین خداصاحب بود و باش کرتا ہے تعالی اللہ عن ذلک علواً کبیراً ۔ ہرگز یہہ مطلب شیخ کا نہین بلکہ مطلب شیخ کا یہی ہے کہ اہل سنت کے مطابق اُس پروردگار کو مکان سے تنزیہ کرین اسی سبب سے اُسکو لامکانی کہتے ہین اور اگر تمہارے عندیے کے مطابق خداصاحب کو فوق عرش حصر کرتے تو دوسرے مکتوب مین قرب و معیت و احاطہ ذاتی کے قائل نہ ہوتے چنانچہ فرماتے ہین کہ احاطہ و قرب علمی گفتن از تاویلات متشابہات و ما قائل بتاویل آن نیستیم **قولہ** قول ہادی زمانہ الخ اس قول سے تمہارا دعوا ثابت نہین ہوتا بلکہ باطل ہوتا ہے کیونکہ عرش کی اوپر کی جانب نظر کرنے سے خداصاحب وہان ہونا ثابت نہین ہوتا ہے جیسا کعبہ کی طرف نماز پڑھنے سے خداصاحب وہان ہونا لازم نہین اور شیخ یہہ بھی فرماتے ہین کہ اشارہ ذات بحت کی طرف کرے کہ جس پر تصریح کی گئی ہے کلام مجید

کی آیت یعنے الرحمٰن علی العرش استوےٰ سے پس اس آیت سے
مانند ذوالنون مصری کہ تبع تابعین ہے اور مانند فخرالدین رازی کے صرف
ذات خدا کے وجود کی تصریح شیخ کے پاس ثابت ہے یعنے ذوالنون مصری
سے کسی نے اس آیت کے معنے پوچھا تو کہے کہ ثابت کیا اللہ نے اپنی ذات
کو اور نفی کی اپنے مکان کی الخ پورا قول چنانچہ باب اول میں گذرا ہے اسیطرح
فخرالدین رازی بھی اس سے اثبات ذات کا مطلب سمجھے ہیں نہ اور کچھ پس اس
سے خدا صاحب عرش پر ہی رہنے کی بات ثابت کرتے ہیں تو سارا ظاہر بینے والوں
کو گمراہ کرنے کا رستہ ہے پس تمھارے دعوے کی سند نہ آیات قرانی ہیں
اور نہ حدیث نبوی نہ اقوال سلف صالحین نہ تصریحات خلف راشدین باوجود اسکے
پھر تم تعصب و عناد سے یا شخص مجسمین کی تقلید سے یا جہل مضاعف کے ہو کو
میں پھنس کر کتاب و سنت اور اکابر سلف اور معتبر خلف کے خلاف میں خدا
صاحب کو بالذات عرش پر ثابت کریں یا اسکے لیئے اوپر کی جہت کے قائل ہو وین
تو آخر پچھتاؤ گے قبر میں آپ ہی معلوم ہوگا ہمارا کام سمجھانا ہے یارو تم آگے
چاہو مانو یا نہ مانو **قولہ** بیان ید و وجہ وغیرہ کا الخ جاننا چاہیئے کہ ید و وجہ کہ
جن کا ترجمہ ہاتھ اور منھ ہے جسم کے ٹکڑے ہیں خدا صاحب جسم اور لوازم
سے اسکے منزہ ہے اور جہاں کہیں یہ الفاظ خدا کے واسطے خدا اور رسول کے کلام میں آوین
تو سلف اور اہل سنت ظاہر معنے انکے جو ذات کے ٹکڑے ہیں ہرگز نہیں

لیتے بلکہ انکو سننے دیکھنے کے مانند صفات مانکر انکے معنے اللہ پر سونپ دیتے
ہین اور بعضے حسب مقام انکی تاویل بھی کرتے ہین بہر طور کل سلف اور
خلف کے حقانی مفسرین و محدثین وغیرہ سے کسی نے ظاہر معنے انکے نہین لئے
سوائے مجسمہ ضالہ کے چنانچہ یہہ بیان مفصل باب اول مین مذکور ہی اعادہ کی حاجت
نہین اس لئے فقط تم لائے ہین سو اسناد مین کیا کمی اور زیادتی کئے ہو
بحوالہ بیان کرتا چلا جاتا ہون **قولہ** مثل سمع و بصر الخ سننے دیکھنے کے مانند
ید وجہ صفات ذاتی ہونے مین محی السنہ کے قول کے مطابق کچھ شبہ نہین
لیکن سننے اور دیکھنے کے معنے مانند علم و قدرت کے معلوم ہین اور ید وجہ
کے معنے خدا صاحب کی ذات کی حقیقت کے مانند نامعلوم اسی لئے امام
اعظم رحمہ نے اپنی فقہ اکبر مین علم و قدرت کے ساتھ سننے دیکھنے کو ذکر کئے
مین نہ ید وجہ کو بلکہ ید وجہ وغیرہ صفات متشابہات کو جسم جوہر کی نفی
کئے بعد علیحدہ ذکر کئے ہین سو معلوم ہوا کہ ید وجہ کے ظاہر معنے جو ذات
کے ٹکڑے ہین ہرگز امام وغیرہ اہل سنت کے پاس مقصود نہین وگرنہ صفات
مین نہ گنتے کیونکہ ذات جدی ہی اور صفت جدی چنانچہ یہہ بیان باب اول
مین مذکور ہی پس تم ظاہر معنے انکے لیتے ہین سو محدی اور بد اعتقادی
ہی اور تم لائے ہین سو آیات متشابہات ہین ظاہر معنے انکے ہرگز سلف
اور اہل سنت کے پاس مقصود نہین وگرنہ صاف محکم آیتون کے خلاف

مین ہین کیونکہ ان آیتون سے معلوم ہوتا ہی کہ آدم علیہ السلام کا پیدا کرنا وغیرہ وساطت سے ہاتھ کے ہوا ہی اور محکم آیتون سے معلوم ہوتا ہی کہ اُسکے کام کو اسباب وآلات کی کچھ حاجت نہین فقط اُسکے ارادہ ہی سے ہوجاتا ہی چنانچہ

سورہ یٰسین مین ہی اِنَّمَا اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ یعنے اُسکا کام یہی ہی کہ جب چاہے کسی چیز کو سو کہے اُسکو ہو سو ہوجاوے اور اس مضمون کی آیات قرآن مجید مین بہت جگہون مین ہین اور اُنکے محکم ہونے مین سلف وخلف کو ہرگز اختلاف نہین پس اُنکے خلاف مین متشابہات کے ظاہر معنے لینا زندقہ نہین تو پھر کیا ہی اور ید اللہ مغلولۃ کی آیت وغیرہ بھی اسی قسم سے ہین خاص اُسکا ذکر بھی باب اول مین ہوا ہی ابن عباس وعکرمہ صحابہ وغیرہ قول یہود ید اللہ مغلولۃ سے یہی سمجھے کہ یہود ملعون اللہ کو بخیل کہے ہین اور نہ کہے کہ یہود اُس کے ظاہر معنے کے معتقد تھے سو اُسکو خدا صاحب مسلم رکھا ہی اور جلالین حسینی بیضاوی مدارک مین بھی فقط بخیلی مراد ہی کرکے کہتے ہین چنانچہ بیضاوی مین ہی وَغُلُّ الْیَدِ وَبَسْطُهَا مَجَازٌ عَنِ الْبُخْلِ وَالْجُوْدِ وَلَا قَصْدَ فِیْهِ اِلٰی اِثْبَاتِ یَدٍ وَغُلٍّ وَبَسْطٍ وَلِذٰلِكَ یُسْتَعْمَلُ حَیْثُ لَا یُتَصَوَّرُ ذٰلِكَ كَقَوْلِهٖ جَادَ الْحِمٰی بَسْطُ الْیَدَیْنِ بِوَابِلٍ شَكَرَتْ نَدَاهُ تِلَاعُهٗ وَوِهَادُهٗ یعنے بندھنا ہاتھ کا اور کھولنا اُسکا مجاز

ہے بخیلی اور بخشش سے اور نہین ہے ارادہ اُسمین کہ ثابت کرے ہاتھ کو اور بند ھ
کرنے اور کھولنے کو اسی لئے برتا جاتا ہے وہ ہاتھ جہان وہ متصور نہین جیسا احسان
کیا کھیت پر کھولدیا بارش کے دونون ہاتھ کا یعنے بخشش بارش کی احسان
کی کھیت پر پس یہان بارش کو دو ہاتھ ہٹو کچھ ضرور نہین اسی طرح دا کی
مین بہت سے باتون کے بعد کہتا ہے وَلَا يَقْصُدُ بِهِ الْمُتَكَلِّمُ بِهِ
إِثْبَاتَ يَدٍ وَلَا غُلٍّ وَلَا بَسْطٍ حَتَّى إِنَّهُ يَسْتَعْمِلُهُ فِي
مَلِكٍ يُعْطِي وَيَمْنَعُ مِنْ غَيْرِ اسْتِعْمَالِ الْيَدِ وَلَوْ أَعْطَى
الْأَقْطَعُ إِلَى الْمَنْكِبِ عَطَاءً جَزْلًا لَقَالُوا مَا أَبْسَطَ يَدَهُ بِالنَّوَالِ
وَقَدِ اسْتُعْمِلَ حَيْثُ لَا يَصِحُّ الْيَدُ يُقَالُ بَسَطَ الْيَأْسُ
كَفَّيْهِ عَلَى صَدْرِي فَجُعِلَ لِلْيَأْسِ الَّذِي
هُوَ مِنَ الْمَعَانِي كَفَّانِ وَمَنْ لَمْ يَنْظُرْ فِي عِلْمِ
الْبَيَانِ يَتَحَيَّرُ فِي تَأْوِيلِ أَمْثَالِ هَذِهِ الْآيَةِ یعنے نہین
قصد کرتا ہے متکلم اُس سے ہاتھ کے ثابت کرنے کا اور نہ باندھنے کا اور
نہ کھولنے کا یہان تک کہ استعمال کرتا ہے متکلم اوس ہاتھ کو حق مین ایسے
بادشاہ کے جو دیتا ہے اور منع کرتا ہے اشارہ سے بغیر استعمال کرنے ہاتھ
کے اور اگر بہت دیا کرے وہ شخص کہ جس کا ہاتھ کٹا ہے کندھے تک تو
ہر آئینہ کہینگے لوگ سخاوت مین اُسکا ہاتھ کیا خوب کھلا ہے اور استعمال

ہوا ہی سو کسا ایسی جا سے پرکہ ہاتھ کا اطلاق ہرگز صحیح نہین جیسا کہ کہا
جاتا ہی بکڑ لدی ناامیدی نے سنے بیٹے دونون ہاتھ میرے سینے پر پس گروانے
گئے دونو ہاتھ ناامیدی کے لئے جو وہ معزون سے ہی اور جسکو علم بیان مین
نظر نہین سو ایسے آیتو کی مراد بیان کرنے مین حیران رہتا ہی پس تم نہ صحابہؓ
و تابعین کی اقتدا کئے نہ ان معتبر مفسرینؒ کے اقوال پر اکتفا سو کس سے
تم نے اس آیت کی تحقیق کی ہی کہ ظاہر معنے اُس کے منظور ہین اور ثابت کرنا
ہاتھ کا مقصود ہی باوجو اس جہالت کے مجاہد اور ابن عباس اور کلبی وغیرہ
کے تابعدارون کو جو قوت و قدرت سے یا نعمت سے یا صلہ اور زایدہ
ہی کرکے تاویل کرتے ہین سو اُن کی بات کو یہود کے بے ادب مقولہ
سے بھی بدتر ہی کرکے کہتے ہین سو اسکی مثال ایسی ہی کہ اُلٹے چور کوتوال
کو ڈانٹے۔ **قولہ والارض جمیعا** الخ یہ آیت اور نیچے
مذکور ہی سو حدیث اور اسی طرح کے اور احادیث جو صحیح مسلم وغیرہ
مین مذکور ہین سو متشابہ ہین ہرگز ان کے ظاہر معنے مقصود نہین چنانچہ

صحیح مسلم کی شرح مین تحت حدیث **اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ**
تحقیق کہ اللہ پکڑیگا آسمانون کو
یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عَلٰی اِصْبَعٍ وَالْاَرَضِیْنَ عَلٰی اِصْبَعٍ
قیامت مین ایک انگلی پر اور زمینو کو ایک انگلی پر
وَالْجِبَالَ وَالشَّجَرَ عَلٰی اِصْبَعٍ وَالْمَاءَ وَالثَّرٰی
اور پہاڑون اور جھاڑون کو ایک انگلی پر اور پانی اور مٹی کو
عَلٰی اِصْبَعٍ وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلٰی اِصْبَعٍ ثُمَّ
ایک انگلی پر اور تمامی خلق کو ایک انگلی پر پھر

يَهُزُّهُنَّ فَيَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
ہلاویگا انکو پس کہیگا مین بادشاہ ہون مین بادشاہ ہون پس ہنسا نبی صلی اللہ علیہ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَجُّبًا مِمَّا قَالَ الْحَبْرُ تَصْدِيقًا لَهُ هٰذَا مِنْ
وسلم تعجب سے اسلئے کہ کہا یہودی عالم و اسطے سچلانے کے اسکو یہ حدیث صفات
أَحَادِيثِ الصِّفَاتِ وَقَدْ سَبَقَ فِيهَا الْمَذْهَبَانِ
متشابہات کے حدیثون سے ہے اور تحقیق گذر چکے ان مین دو مذہب ایک
التَّأْوِيلُ وَالْإِمْسَاكُ عَنْهُ مَعَ الْإِيمَانِ بِهَا مَعَ
تاویل کا دوسرا باز رہنا تاویل سے ساتھ ایمان لانے کے ان پر باوجود
اعْتِقَادِ أَنَّ الظَّاهِرَ مِنْهَا غَيْرُ مُرَادٍ اسی طرح صحیح بخاری کی
اعتقاد کرنے اسبات کے کہ تحقیق ظاہر معنے انکے ان سے غیر مراد ہین
شرح ارشاد الساری مین ہے وَإِذَا تَقَرَّرَ صِحَّةُ ذٰلِكَ فَهُوَ
مِنَ الْمُتَشَابِهِ كَغَيْرِهِ كَالْوَجْهِ وَالْيَدَيْنِ وَالْقَدَمِ
وَالرِّجْلِ وَالْجَنْبِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى أَنْ تَقُولَ نَفْسٌ يَا
حَسْرَتَى عَلَى مَا فَرَّطْتُ فِي جَنْبِ اللّٰهِ وَاخْتَلَفَ أَئِمَّتُنَا
فِي ذٰلِكَ هَلْ نُأَوِّلُ الْمُشْكَلَ أَمْ نُفَوِّضُ مَعْنَاهُ الْمُرَادَ
إِلَيْهِ تَعَالَى مَعَ اتِّفَاقِهِمْ عَلَى أَنَّ جَهْلَنَا بِتَفْصِيلِهِ
لَا يَقْدَحُ فِي اعْتِقَادِنَا الْمُرَادَ مِنْهُ وَالتَّفْوِيضُ مَذْهَبُ
السَّلَفِ وَهُوَ أَسْلَمُ وَالتَّأْوِيلُ مَذْهَبُ الْخَلَفِ وَ
هُوَ أَعْلَمُ أَيْ أَحْوَجُ إِلَى مَزِيدِ عِلْمٍ جب کہ ثابت ہوئی
صحت اس حدیث کی پس وہ متشابہ کی قسم سے ہے مانند غیر اسکے جیسے
منھ اور دو ہاتھ اور قدم اور پاؤن اور پہلی کے قول مین اللہ تعالی کے
جو ان تقول نفس یا حسرتی علی ما فرطت فی جنب اللہ ہے اور اختلاف

کئے ہمارے اماموں اُس میں کہ کیا تاویل کریں ہم متشابہ کی یا سونہیں ہم
اُسکی معنی کو جو مراد ہے اُس سے طرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ اتفاق کرنے اُنکے سبہات
پر کہ تحقیق کہ کرنا دانی ہماری اُسکی تفصیل کی ہمیں ٹوٹ لاتی ہے ہمارا اعتقاد میں
جو مقصود ہے اُس سے اور تفویض مذہب سلف کا ہے اور وہ بہت بچاو کی بات ہے
اور تاویل خلف کا مذہب ہے اور وہ اعلم ہے یعنے علم کی زیادتی کی لئے زیادہ
حاجت کی بات ہے پس اُن محدثوں کی تصریح سے اسیطرح اور محدثین و مفسرین
کی تحریر سے ظاہر معنے اُنکے مراد نہیں پھر تم ظاہر معنے لیتے ہیں یعنے کیا خود رسالت
پناہ صلواۃ اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے یا راوی کے تصریح سے یا سلف کے قول
سے یا فقط لفظ کی دلالت سے تو اُن سب باتوں میں سے سوا کے دلالت لفظ
کے بجولا اور کچھ صورت بن نہ آویگی سو تم پر لازم ہے بنظر ظاہر معنے کے کہیں تم کو
قیامت میں ہم اور دوسرے مخلوقات خدا کی ذات پر یا خدا میں ہوونگے معاذ
اللہ اور احاطہ ذاتی بھی لازم آتا ہے حالانکہ تم آیندہ چل کر احاطہ کو احاطۂ علمی
سے تاویل کرتے ہیں سو وہی مثل صادق آتی ہے کہ برسات سے بھاگ کر
پرنالے کے نیچے آیا **قولہ** اور تفسیر معالم التنزیل میں ہے ید اللہ صفتہ الخ
یہہ قول الصیہ اور اُس میں کتنے غلطیں تم نے کیں سو باب اول میں مذکور
ہے سو بالضرور تم اُسکو دیکھنے کی امید رکھتا ہوں **قولہ** امام ابی حنیفہ الخ یہہ قول
معاف ہمارے لئے تم پر حجت ہے کیونکہ صفت کہنے سے ظاہر معنے جو ذات کے ٹکڑے

ہین ہرگز معقول نہ ٹھہرے با این دوسرے متشابہات کے مانند بلا کیف کا قید بھی لگادئے ہین سو صاف معلوم ہوا کہ اسکے معنے سوائے اللہ کے کوئی نہین جانتا ہے اسی سبب سے ملا علی قاری بعد اس قول کے اور بعد قول فخر الاسلام بزدوی کے کہ جس مین معلوم با صلہ متشابہ بوصفہ کا لفظ ہے تحریر کردئے ہین کہ فیجب اَنْ یجرِیَ علیٰ ظَاہِرِہٖ وَیُفوّضَ اَمْرُ عِلْمِہٖ اِلیٰ قَائِلِہٖ وَیُنزَّہَ الْبَارِیُ عَنِ الْجَارِحَۃِ وَمُشَابَہَۃِ صِفَاتِ الْمُحْدَثَۃِ پس واجب ہے کہ جاری کیا جاوے وہ اپنے ظاہر پر یعنے لفظ پر اور سونپا جاوے اسکے جاننے کا امر طرف اسکے قائل کے اور تنزیہ کی جاوے اللہ کی عضو سے اور شباہت سے نو پیدا کی صفات کے اور رد وجودیہ کے رسالے مین وہی ملا علی قاری ارشاد کئے ہین ف اَمَّا مَا وَرَدَ مِنَ الْاٰیَاتِ الْمُتَشَابِہَاتِ وَالْاَحَادِیْثِ الْمُشْکِلَاتِ حَیْثُ جَاءَ فِیْہِمَا ذِکْرُ الْیَدِ وَالْوَجْہِ وَالْعَیْنِ وَالْقَدَمِ وَاَمْثَالِہَا مِنَ الصِّفَاتِ فَفِیْہِ ثَلٰثُ مَذَاہِبَ بَعْدَ الْاِجْمَاعِ عَلَی التَّنْزِیْہِ مِنَ التَّشْبِیْہِ اَحَدُہَا تَفْوِیْضُ عِلْمِہَا اِلیٰ عَالِمِہَا وَعَلَیْہِ جُمْہُوْرُ السَّلَفِ وَکَثِیْرٌ مِّنَ الْخَلَفِ وَیُؤَیِّدُہٗ قَوْلُہٗ تَعَالیٰ وَالرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ اٰمَنَّا بِہٖ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا و

ثانيها تاويلها واليه مال اكثر الخلف وبعض
السلف وثالثها ان لا تاويل ولا توقف بل المذكورات
كلها صفات زائدة على الذات لا يعلم معناها
من جميع الجهات وهو مختار امامنا الاعظم واحمد
بن حنبل واتباعه كابن خزيمة وغيرهم من
اكابر الائمة من المحدثين ونسب الى عامة السلف

یعنے جو کہ آئے ہین متشابہ آیتین اور مشکل حدیثین اسطور سے کہ آیا ہے اُن دونون
مین مذکور ید اور وجہ اور عین اور قدم اور اُسکے سوا کی صفات کا سو اس مین تین
مذہب ہین بعد اتفاق کرنے کے تنزیہ پر تشبیہ سے پہلا مذہب سونپنا اُسکے جاننے
کو طرف اُسکے عالم کے اسی پر ہین اکثر سلف اور بہت سے خلف اور تائید کرتا ہے
اُس قول کو قول اللہ تعالی کا یعنے مضبوط علم والے کہتے ہین کہ ایمان لائے ہم اُن
پر سب کچھ ہمارے رب کی جانب سے ہے اور دوسرا مذہب تاویل ہے اور طرف
اُسکے جھکے اکثر خلف اور بعضے سلف اور تیسرا مذہب نہ تاویل ہے نہ توقف بلکہ
تمامی مذکور باتین صفات زائدہ ہین ذات پر نہین معلوم کیے جاتے ہین معنے
اُنکے سبھی جہات سے اور وہ مختار ہمارے امام اعظم اور احمد بن حنبل اور اُسکے
اتباع مانند ابن خزیمہ وغیرہ اکابر ائمہ محدثین کا ہے اور بعضون نے اُسکو تمامی
سلف کی طرف نسبت دئے ہین پس ان ائمہ کے اقوال کو جو ید وجہ وغیرہ کی

ذات سے جدے جانتے ہین اور اُنکو صفات غیر معلوم المعنے مانتے ہین ہین اپنی اسناد کرکے عوام مین ظاہر کرنا اور آپ اُنکو ذات کے ٹکرون سے گننا خالی از مکر نہین یقولون بافواههم ما لیس فی قلوبهم **قوله** امام ابو عیسی ترمذی الخ یہ تمہاری جبلی عادت ہوگئی ہے کہ مجمل اقوال ائمہ کے اپنے رسالے مین لا کر عوام بیچارون کو ٹھگاتے ہین اور بعض صاف بیان کئے گئے قولون کو اُن ائمہ کے ترک کرتے ہین تا بیچارے عوام اُن بزرگون کے نام سُنکر تمھارے باطل عقیدے پر مضبوط رہین اسی سبب سے امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ کے مجملاً تفویض پر دلالت کرنے والے قول کو لائے اور صاف مبیّن ہے سو اُس امام کے قول کو ذکر نہین کئے چنانچہ امام ممدوح نے سورہ مائدہ کی تفسیر مین ید اللہ مغلولۃ کے تحت مین فرمایا ہے قَالَ الْاَئِمَّۃُ یُؤْمَنُ بِہٖ کَمَا جَاءَ مِنْ غَیْرِ اَنْ یُّفَسَّرَ اَوْ یُتَوَهَّمَ هٰکَذَا قَالَ غَیْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْاَئِمَّۃِ مِنْهُمْ سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ وَمَالِکُ ابْنُ اَنَسٍ وَابْنُ الْمُبَارَکِ اَنَّهٗ تُرْوٰی هٰذِهِ الْاَشْیَاءُ وَیُؤْمَنُ بِهَا وَلَا یُقَالُ کَیْفَ یعنے کہے ائمہ نے ایمان لایا جاوے اُسپر جیسا کہ آیا بغیر معنے بیان کئے جانے کے اور بغیر وہم کئے جانے کے اسی طرح کہے بہت سے ائمہ انھین سے ہے سفیان ثوری اور مالک بن انس اور سفیان بن عیینہ اور ابن مبارک تحقیق کہ شان ہے

ہے کہ روایت کی جاوین سب چیزین اور ایمان لایا جاوے اُن پر اور نہ کہا جاوے
کہ کیسے ہین پس ان ائمہ تبع تابعین کے اقوال سے تمہارا مذہب باطل ہوا کیونکہ
تم فقط اُنکے ایمان پر اکتفا نہین کرتے بلکہ معنے بھی بیان کرتے ہین اور ظاہر
معنونکو مقصود جانتے ہین باوجود اسکے اِن اقوال کو اپنی سند ٹھہراتے ہین
کیا نہین سمجھتے کہ یہہ تم پر علما و طلبا کی ہنسی کا سبب ہوگا قولہ اقول
فخر الاسلام بزدوی و شمس الائمہ سرخسی آہ - اس قول کو ملا علی
قاری نے اہل تفویض کے اقوال مین گن دیئے ہین سو قریب مذکور ہوا
لیکن تم تمہارے مذہب باطل کے رواج دینے کو اس قول مین بہت تغیر
و تبدل کئے ہین سو اگرچہ عربی نہ جاننے والے نہ سمجھینگے لیکن خواہ نخواہ علما
و طلبا سمجھ جاوینگے اس لیئے اُسکا بیان ہوتا ہے کہ کہتے ہین امام بزدوی
کہ ثابت کرنا ہاتھ اور منہ کا حق ہے ہمارے پاس لیکن وہ مثبت یعنے ہاتھ
اور منہ معلوم ہے ساتھ اصل اپنے یعنے اصل صفت پن اُسکا معلوم ہے اور
متشابہ ہے بیان اُسکا نہین جائز ہے باطل کرنا اصل صفت پن کا بہ سبب
عاجز ہونے کے پانے سے صفات کے کہ کیسے ہین اسی وجہ سے معتزلہ گمراہ ہوئے
پس تحقیق کہ وے رد کر دیئے صفت ہونے کو بسبب جاننے اُنکے صفات کو
معقول طور پر سو ہو گئے وے معطلہ اسیطرح ذکر کیا اُسکو شمس الائمہ سرخسی
رحمہ اللہ نے پھر کہا اور اہل سنت و جماعت ثابت کئے ہین اس اصل صفت پن کو

جو معلوم ہے نص سے یعنے قطعی آیات اور یقینی دلالات سے اور توقف کئے اُس مین جو
وہ متشابہ ہے سو وہ کیفیت ہے یعنے بیان اُس کا۔ اور نہین جایز رکھے مشغول ہونے کو
طلب مین اُس بیان کے جیسا کہ وصف کیا اللہ نے ساتھ اُسکے مضبوط علم والونکو
کہ کہتے ہین وے ایمان لائے ہم اُسپر سب کچھ ہماری رب کی جانب سے ہے
نہین سوچتے ہین مگر عقلمند جاننا چاہیے کہ اصل سے مراد اس قول مین صفت
ہن ہے سو اُسکے کئی وجہ ہین پہلی یہ کہ امام اعظم رحمہ اللہ صفت کو باطل کرنا معتزلہ
کا مذہب ہے کرکے کہے ہین اور ظاہر ہے کہ صفت سے حاصل بالمصدر مراد ہے
یعنے صفت ہن کیونکہ معتزلہ ید وغیرہ کی صفت ہن کے منکر ہین نہ یہہ کہ نفس
ید وغیرہ کے منکر ہوکر اُسکی تلاوت ہی کرتے نہین پس امام بزدوی نے
صفت کو باطل کرنا کرکے کہنے کی جاے مین اصل کو باطل کرنا کہہ
کہنے سے معلوم ہوا کہ مقصود اُس سے صفت ہن کو اُسکے باطل کرنا ہے دوسری وجہ
یہہ کہ قول امام سرخسی کا بھی منقولہ ہے اور وہ بڑے اصولی ہین اور اصول
مین متشابہ اُسکو کہتے ہین کہ جس کی مراد پہچاننے کی امید کٹ گئی
ہو یعنے معنے اُسکے ہرگز معلوم نہوں۔ اور ید۔ وجہ۔ استوا وغیرہ کو
اصول میں متشابہ کہے ہین سو اپنے اصول کے خلاف مین ید وجہ کو معلوم
المعنیٰ ہین کرکے کیونکر کہینگے تیسری وجہ یہ کہ یہہ قول تم ملا علی قاری کی
شرح الاکبر سے لائے ہین حالانکہ تمھاری سمجھ اُنکی سمجھ کے خلاف پڑی ہو خلاف اُسکے

کا اصل سے مراد ظاہر معنے تمہارے عقیدے کے مطابق لیوین تو ان باتون
سے اسکو کچھ لگاؤ نہین سو اسکے وصف سے مراد جو قول مین انکے آئی ہے
بیان کرنا ہے پس اگر اصل سے ظاہر معنے لیوین تو بیان لیکے گیا وہان باقی رہتا ہے
پس اس قول سے معلوم ہوا کہ ید وجہ کی ذات اصل صفت ہے اور معنے انکے کیفیت
انکی ہے اسی سبب سے اہل سنت کے قول مین بیان کرنیکی لفظ کی جاتی ہین کیفیت
کے لفظ پر اکتفا کیے ہین اور تم جو کیفیت سے مراد کالا یا سفید بڑا یا چھوٹا وغیرہ کرکے
لیتے ہین سو باطل ہے کیونکہ لفظ کی دلالت ہرگز ان معنون پر نہین انکو سمجھے
کے کیا معنے خود سونپا گئے ہین والا ایسے بہت سے چیزین ہین کہ انکے معنے
کی کیفیت انکی کتاب و سنت سے ثابت نہین جیسے فرشتے کہ انکی گنتی اور حساب
اور قد و قامت ہر ہر فرد کی یہ سب کیفیات انکے ہرگز کتاب و سنت
سے ثابت نہین با اینہمہ انکو کسی نے متشابہات مین داخل نہین کیا پس ایسے بہت
سے نامعلوم کیفیت چیزون کو متشابہ سمجھکر خاص ان اشیا کو متشابہات مین گننے
کو کیا سبب قطع نظر اسکے یہ ائمہ انکو صفات مین گنتے ہین اور تم انکو ذات
کے ٹکڑے مانتے ہین مانند مجسمہ کے پس تم اسی قول سے عوام کو بہت بھگاتے
تھے سو اسی سے تمہارا مذہب باطل اور معتزلہ کے مذہب سے بدتر ہے کرکے
معلوم ہوچکا **قولہ** قول سید الاولیا الخ یہہ کتاب نامعتبر ہے سو مکرر ذکر کیا
ہے سو اسکے جواب کی حاجت نہی **قولہ** قول امام بیہقی الخ امام بیہقی

اہل تفویض سے ہین سو صاحب کمالین کے قول سے اوپر گذرا ہی اور خود اپنے
شیخ امام صعلوکی سے نفی جہت نقل کئے ہین سوالسکے یہ وجہ کو صفتون مین
لگنے ہین پھر ظاہر معنے جو ذات کے ٹکڑے ہین لینے کی بات باطل ٹھہری
قولہ قول ابو احمد الخصاف الخ اس قول مین کوئی بات ایسی نہیں کہ جسمین
اختلاف آپس کا ہی اور حقیقت کہنے سے حقیقت لغوی ہونا ضرور نہین جیسا لفظ
صلوٰۃ و زکوٰۃ اگرچہ یہ نماز اور مال امی کے چالیسوین حصے کے لئے منقول
مجاز ہی لیکن یے دونون حقیقت شرعی ہین اسی طرح یہ وجہ بھی اللہ
کی مراد کے حقیقت شرعی ہین نہ لغوی سو اس مین تمھارا کونسا مطلب بر آیا
بے فائدہ اپنے رسالے کو اقوال سے کیون بھرے **قولہ** قول محمد بن حسن الخ
یہہ قول صاف تفویض پر دلالت کرتا ہی اسلئے سیوطی رح نے اسکو اہل تفویض کے
اقوال مین گن دیا ہی لیکن تم اپنے مذہب باطل کے رواج دینے کو تفسیر کے معنے
کھولنے کے کئے ہین صحیح معنے اسکے معنے بیان کرنے کے ہین **قولہ** نعیم ابن
حماد الخ تشبیہ یعنے مخلوق کی صفت خدا صاحب مین ثابت کرنے کا کفر
مجسمین مین ہی صفات اللہ کے انکار کا کفر معتزلہ جہمیہ مین ہی اہل سنت
ان دونون سے بری ہین سو تم مجسمین اور معتزلہ وغیرہ اسکے مورد ہوئے
نہ اہل سنت **قولہ** قول شاہ ولی اللہ محدث دہلوی الخ یہہ قول مجملا تفویض
پر دلالت کرتا ہی صاف بیان کئے گیا سو قول یہی بزرگ کا باب اول مین

مذکور ہے دیکھو لو کہ اس مین جہت و مکان اور جسمیت وغیرہ نافی سلف کا مذہب ہے کر کے مذکور ہے قولہ آ

آیات مبینہ الخ کسی آیت یا حدیث صحیح یا اجماع صحابہ وغیرہ سے ہرگز تمھارا دعوا ثابت

نہوا بلکہ انھین سے تمھارا مذہب باطل ٹھہرا چنانچہ تفصیل اسکی گذر چکی قولہ قول

بعض کا الخ جب تم خالق تعالی کے لئے صورت اور ہاتھ پیر آنکھ منھ

پنڈلی وغیرہ ثابت کیئے تو یقیناً اس تعالی کو مانند مخلوق کے گردانے

پھر تم مجسمہ سے الگ ہو کر اہل سنت کی پناہ مین آتے ہین

سو کیا سبب قولہ پس مومن متبع سنت الخ اگر تم متبع سنت ہوتے تو موافق

حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان عالیشان کے جو واعملوا

بالمحکم وامنوا بالمتشابہ واتبعوا السواد الاعظم

ہے ہرگز متشابہات کی پیروی نہ کرتے اور سلف کی اتنی بڑی جماعت کے

خلاف مین فوق کو مقابل تحت اور ید وجہ کو ذات کے ٹکڑے ہین کرکے

ہرگز قایل نہوتے اور مخلوقات کی صفات چڑہنا اترنا اور ہونا قرار پکڑنا اور جہت

و مکان و جسم و جوہر کے معنے جو محتاجی کے علامات اور مخلوق کی صفات ہین

اللہ کو ثابت کرتے جاتے ہین پھر تقریر و تحریر سے تنزیہ بھی اسکی

ہورہی ہے انا او ایاکم لعلی ھدی او فی ضلال

مبین قولہ قول عمر کا الخ اس قول سے اہل سنت اور متکلمین کا مذہب مراد

ہو تو سمع و بصر کے منکر مین کرکے کہے ہین سو فقط عوام کے فریب کے لئے ہے کہ دیکھے

یہ لوگ خدا صاحب کو سنتا دیکھتا ہی کرکے بھی کہتے نہین دوسرے صفات کے
کب قائل رہینگے اسی لئے ان سب بزرگون کو جہم بن صفوان خذلہ اللہ کے
تابع بنادئے حالانکہ یہ بزرگوارون نے جہم بن صفوان کی تضلیل کی ہی چنانچہ
انہین فردون سے ایکفرد کا قول ہی جو جہم کی گمراہی پر صاف دلالت کرتا ہی
سو تم خود لائے ہین حیف و افسوس ہی کیسی بی ادبی ہی کہ انھین بزرگونکی
کتب کی بھیک سے اپنے نامے کو مبیضہ کرنا پھر انھین پر جہم بن صفوان
کی تابعداری کا حرف دھرنا سو ایسا ہی کہ نمک خوردن نمکدان شکستن
صحیح ہی کہ تم نے پہلے استاذ حضرت جان جہانخان بہادر سے بدسلوکی
اور ناشکری اختیار کی رفتہ رفتہ سارے اہل سنت بلکہ سلف تک ہیہ ہاتھ
صاف کیا ع بدگہر را علم وفن آموختن ٭ دادن تیغی بدست راہزن
جہم بن صفوان نے استوا کی صفت ہونے کا سخت منکر تھا حتی کہ اس آیت
کے چھیلنے کو دوست رکھا اور ان بزرگوارون نے ہرگز ایسی بی ادبی نکی بلکہ
احتمال لفظ کو بیان کرکے حقیقت مراد کو اللہ کی طرف سونپدیا ہی چنانچہ اوائل
باب دوم مین مذکور ہی اور جہت و مکان کی نفی کی تصریح فقط انھین بزرگوارون
نے نکی ہی بلکہ سلف سے چلا آتی ہی چنانچہ ابو حنیفہ سے باب دوم مین اور
امام جعفر صادق اور ذوالنون مصری تبع تابعین سے باب اول مین نقل
کیا ہون قولہ مشبہین ہین اور متبعان عقیدہ سلف مین کچھ فرق نکیا گیا

اس سے وہم ہوتا ہے کہ تم سلف کے عقیدے پر ہو سو ہرگز ایسا نہیں بلکہ تم یقیناً مجسمی اور مشبہی ہو اگرچہ لفظ جسم زبان پر لاتے نہیں لیکن جسم کے جو معنے ہیں یعنے ید وجہ وغیرہ کو ذات کے ٹکڑے ہیں کرکے ثابت کرتے ہیں سو جسمیت ثابت کرنے سے بڑھکر عضویت بھی ثابت کر چکے اور خدا صاحب کے لئے کبھی مطلق آسمان اور کبھی ساتوان آسمان اور کبھی سطح عرش اور کبھی فوق عرش نور کے پردون کے پرے مکان بھی ٹھہراتے ہیں سو تم مین اور مطلق جہت فوق بلا تحدید و تکییف ثابت کرنیوالون مین بڑا فرق ہے حالانکہ یہہ بات بھی مقبول نہیں ہے کیونکہ وے قائلین جہت فوق کیفیت کی نفی کے قایل ہین اور جہت ثابت کرنے اور کیفیت ثابت کرنے کے ایک معنے ہین سو ان کا قول انھین کے قول سے رد ہو گیا چنانچہ قاضی عیاض سے امام نووی نے نقل کیا ہے وَهَلْ بَيْنَ التَّكْيِيْفِ وَاِثْبَاتِ الْجِهَةِ فَرْقٌ یعنے کہا قاضی عیاض نے کہ کیا کیفیت ثابت کرنے مین اور جہت ثابت کرنے مین کچھ فرق ہے پس تم ان مین ملنے کی کیا صورت اور یہہ بھی چند متاخرین ہین سو انکی تمکو کیا سند اگر تمھارے زعم مین فوق بلا کیف جہت رکھا ہے کرکے ہو تو کتاب و سنت و اجماع امت سے ثابت کرو والا بے فایدہ غلط فہمیون مین اوقات ضایع کرو اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ وے لوگ مطلق اوپر کی جہت کے قایل ہین عرش کے اوپر کی جہت کے چنانچہ تم خود انکے قول کا ترجمہ کر دیئے ہین سو تم کہان اور وے

کہان **قولہ** اور ایمہ متکلمین مین بھی جیسے امام ابوالحسن اشعری الخ یہہ تہمت ہی کیونکہ امام نفراوی نے امام ابوالحسن اشعری سے نقل کیا ہی کہ لا مکان لہ یعنے خدا صاحب کیواسطے مکان نہین پس ایسے فرد معتمد کی روایت کے آگے بیجا تیہ والے کے قول کا جو جھوٹی حدیثین بنانے والے ابو مطیع کی روایت کو بھی اپنی کتاب مین داخل کر لیا ہی ہرگز اعتبار نہین اسی طرح امام فخرالدین رازی پر بھی صاف تہمت ہی اور انکے قول سے یہہ معنے لینا نری جہالت ہی کیونکہ انہون نے پروردگار کی ذات کا اثبات اور اسکے مثال کی نفی مین کلامی راستون سے اور فلسفی طورون سے تشفی حاصل نکی بلکہ بہت سے اعتراضات دیکھے چنانچہ اسکے ماسبق کی عبارت اسبات پر دلالت کرتی ہی سو بہترین طریقہ پروردگار کے اثبات اور نفی مثل مین طریقہ قرآن مجید کا ہوتے امام ممدوح نے کہا کہ پڑھتا ہون مین اسکی ذات کے اثبات مین اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی یعنے امام رازی نے اس آیت سے ذوالنون مصری تبع تابعین کے مانند فقط اثبات ذات سمجھا اور لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ سے مثل کی نفی کی سو یہہ کہان اور جہت کے قایل ہونے کی بات کہان ذرہ سمجھ کو نزدیک لانے دو کب تک بھٹکتے پھروگے اسیطرح امام غزالی رح نے بھی مسائل کلامیہ سے منھہ موڑ کر کے ثابت ہونے سے متشابہات کے ظاہر معنے

کے معتقد ہوے کرکے ہرگز ثابت نہین ہوتا کیونکہ متشابہات کے ظاہر معنوں
کی پیروی خود کلام مجید اور حدیث شریف اور اقوال سلف سے ممنوع ہے چنانچہ
باب اول مین مذکور ہے **قولہ** ترجمہ امام الحرمین الخ امام الحرمین تاویل کرتے
تھے آخر عمر مین تاویل سے باز آکر سلف کے مذہب تفویض کو اختیار کئے چنانچہ
اس امام کے اقوال باب اول اور باب دوم کے ذیل مین مذکور ہین اور صاحب
کمالین بھی امام ممدوح کا قول لایا ہے سو یہ ہے وَقَالَ اِمَامُ الْحَرَمَیْنِ
الَّذِیْ نَرْتَضِیْهِ وَنَعْتَمِدُهٗ اِتِّبَاعُ السَّلَفِ اِلَی الْاِنْکِفَافِ
عَنِ التَّاوِیْلِ وَاِجْرَاءِ الظَّوَاهِرِ عَلٰی مَوَارِدِهَا وَتَفْوِیْضِ
مَعَانِیْهَا اِلَی اللّٰهِ یعنے فرمایا امام الحرمین استاذ امام محمد غزالی رحمہما اللہ
نے کہ وہ چیز کہ جسکو ہم پسند کرتے ہین اور اعتماد کرتے ہین اسپر پیروی سلف
کی ہے طرف باز رہنے کے تاویل سے اور جاری کرنے ظواہر کو انکی جگہون پر
اور سونپدینے انکے معنونکو اللہ کی طرف پس ائمہ متکلمین نے تاویل سے باز آکر
اُسکی مراد کو اللہ کی طرف سونپ دیے نہ تمھارے زعم فاسد کے مطابق
متشابہ کے ظاہر معنے کے پیرو بنے **قولہ** معتزلہ اور جہمیہ اور بعض اہل
کلام الخ یہ تمھاری غباوت وجہالت ہے یا تہمت وشقاوت کہ اہل سنت
کے متکلمین کو ان گمراہ فرقون مین جو سمع وبصر وغیرہ کے منکر ہین ملا دیے
حالانکہ وے معتزلہ وجہمیہ کے مانند سمع وبصر وغیرہ کے منکر نہین ہین سو

انکی کتب سے ظاہر ہے از انجملہ ملا علی قاری نے شرح الاکبر میں فرماتے ہیں

کہ فانہ تعالی یسمع بالاصوات والحروف والکلمات

بسمعہ القدیم الذی ہو لہ نعت فی الازل ویبصر

بالاشکال والالوان بابصارہ القدیم الذی ہو

لہ صفۃ فی الازل پس اہل سنت کو معتزلہ اور جہمیہ میں داخل کر دیا ایسا

ہے کہ جیسا کسی بیوقوف نے نور کو نار میں ملا دیا اسی طرح جسم وجوہر کی نفی سے

بھی اہل سنت معتزلہ وجہمیہ نہیں بنتے کیونکہ یہ نفی تسبیح کی آیات واحادیث اور

اقوال سلف سے ثابت ہے خصوصا امام اعظم رحمہ اللہ ومعنی الشئ اثباتہ

بلا جسم ولا جوہر ولا عرض یعنے پروردگار تعالی شئ ہونے

کے یہ معنے ہیں کہ ثابت کریں اسکی ذات کی ہستی کو بغیر جسم اور جوہر

اور عرض کے پس جسم ثابت کرنیوالا اسد معتزلہ وجہمیہ کے مقبول اور اسی امام کے

قول پر ملعون ٹھہریگا نفی کرنیوالے معتزلہ وغیرہ میں داخل قولہ متکلمین بھی

اس انکار میں انکے ساتھ شریک ہیں الخ یہ تمہاری بے تمیزی اور بد

اعتقادی ہے کہ اللہ تعالی کی صفات سے مخلوق کی علامات کو تنزیہ

کرنے سے حقیقت میں ان صفات کے منکر ٹھہراتے ہیں حالانکہ جہت کی نفی

مذہب محدثین کا ہے چنانچہ بیہقی نے اپنے شیخ امام صعلوکی سے نقل کئے

سو قسطلانی سے اوپر منقول ہوا اور قریب موت کا حال بھی آویگا کہ حدیث

صحیح سے ثابت نہین پھران دونون کی نفی سے حقیقت رویت وکلام کا انکار
لازم آتا ہے سمجھا پرلے درجے کی غباوت ہے **قولہ** اب ہم اُنکے مزعومات
کے رد مین کہتے ہین الخ جاننا چاہیے کہ جسم تین چیز یعنے لنبائی چوڑائی
موٹائی سے مرکب ہونے سے اُسکا بنانے والا بھی ضرور ہے سو جسم
مخلوق ونو پیدا ہے خدا صاحب نو پیدا نہین سو آیت وحدیث واثر سے باب
اول مین ذکر کیا ہون اسیطرح بڑے بڑے محدثین بھی اسبات کی
تصریح کرتے ہین چنانچہ عبدالرحمن بن مندر جو بڑے حافظ وعالم
ومحدث چوتھی صدی والے ہین فرماتے ہین وَاَنَا مُتَمَسِّکٌ بِا
لْکِتٰبِ وَالسُّنَّۃِ مُتَبَرِئٌ اِلَی اللّٰہِ مِنَ الشَّبْہِ وَالْمِثْلِ
وَالضِّدِّ وَالنِّدِّ وَالْجِسْمِ وَالْاَعْضَاءِ وَالْاٰلَاتِ وَمِنْ
کُلِّ مَا یَنْسُبُ اِلَی وَیَدَّعِی عَلَی مَنْ اَنْ
اَقُوْلَ فِی اللّٰہِ تَعَالٰی شَیْئًا مِنْ ذَالِکَ اَوْ قُلْتُہُ اَوْ
آراہ مین مستمسک ہون کتاب وسنت کو برأت لاتا ہون طرف اللہ
کے اُسکو کوئی شبیہ اور مثل اور ضد اور ند اور جسم اور اعضا اور آلات
ہونے سے اور ہر ایک امر سے جو میری طرف منسوب ہوتا ہے یا مجھپر رکھا جاتا
ہے سو بولون مین اللہ تعالی کے حق مین کوئی چیز اُن باتون سے
یا بولا ہوون مین یا سمجھون اُسکو اور اسیطرح مجدالدین فیروزآبادی جسکی

تصحیح کی سند تم بھی لئے ہیں سو سفر السعادت میں فرماتے ہیں کہ

محمد ابن کرام کشداد القائل بان معبوده

مستقر علی العرش وانه جوهر تعالی عن ذلک یعنی

محمد بن کرام مانند شداد کے قائل ہے اس بات کا کہ اُس کا معبود عرش پر
قرار پکڑا ہے اور تحقیق کہ وہ جوہر ہے برتر ہے اُس سے حق سبحانہ اسیطرح شاہ
ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی سلف کا مذہب جسم و جوہر و جہت
و مکان کی نفی ہے کر کے قول الجمیل میں فرما دیے ہیں اور حسن عقیدے

میں بھی فرماتے ہیں کہ وهو بریٔ عن الحدوث والتجدد من

جمیع الوجوه لیس بجوهر ولا عرض ولا جسم ولا فی

حیز ولا فی جهة ولا یشار الیه به هناک وهنا اي

ولا یصح علیه الحرکة ولا الانتقال والتبدل فی

ذاته ولا فی صفاته ولا الجهل والکذب وهو

فوق العرش کما وصف نفسه ولا کن لا

بمعنی التحیز والجهة بل لا یعلم هذا التفوق

والاستواء الا هو والراسخون فی العلم من اتا

الله من لدنه علما یعنی وہ پروردگار بری ہے حدوث و
تجدد سے یعنی نو پیدا ہونے سے تمامی وجوه سے نہ جوہر ہے نہ عرض ہے

نہ جسم ہے نہ کسی مکان مین ہے نہ کسی جہت مین اور نہ اشارہ کیا جاوے
طرف اُسکے کہ یہان ہے اور وہان ہے اور نہین صحیح ہے اُسپر حرکت اور ایک
جاے سے دوسری جاکے جانا اور بدلنا اُسکی ذات و صفات مین اور نہ
نادانی اور نہ جھوٹ اور وہ فوق عرش ہے جیسا وصف کیا اپنی ذات کو
لاکن نہ معنے مین جہت و مکان کے بلکہ نہین جانتے ہین کوئی اس فوقیت
اور استواے کنہ کو مگر اللہ اور راسخین فی العلم کہ جن کو دیا ہے اللہ نے
اپنے پاس سے علم انتہی غرض سواے مجسمین اور مشبہین کے سلف و خلف
کے ایمہ محدثین و مفسرین جسم و جوہر کی نفی کر چکے ہین متکلمین کی کچھ تخصیص نہین
پس انھین کی طرف خاص اس نفی کی نسبت کرنی تمھاری بدطینتی ہے
قولہ جبکہ شی ہونا ہمارا آیہ کریمہ قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَہَادَۃً
سے باتفاق اہل سنت ثابت ہے الخ اہل سنت کے پاس شی معنے مین
موجود کے ہے جیسا صحیح البخاری مین ہے فانہ سبحانہ شیٔ ای موجود
یعنے پس تحقیق کہ وہ سبحانہ شی یعنے موجود ہے صحیح بخاری کی شرح ارشاد الساری
مین ہے کہ وهذا لان الشیٔ اسم للموجود ولا یطلق
علی المعدوم اور یہ اسلیے ہے کہ تحقیق کہ شی نام ہے موجود کا اور نہ کہا
جاتا ہے معدوم پر پس اہل سنت خدا صاحب کو شی کہنے سے جسم
و جوہر ہونا اُسکا لازم نہین اُسکی نفی کو دوسری دلیل کی حاجت

نہین فقط لیس کمثلہ شیء سے یہ سمجھنا ہے نہین ہے مانند اُسکے کوئی چیز
یعنے خداتعالی دوسری اشیاکے مانند نہین اور دوسری اشیا دنیا کے جسم یا جوہر یا عرض
ہین اور وہ تعالی اُنکے مانند نہو تو بالضرور نہ جسم وجوہر وعرض ہوا اور جسم
وجوہر کی نفی بوجہ ابلغ ثابت ہوچکی سوا اہل سنت کی بنا بحول وقوتہ باقی رہی
اور مجسمین کے مذہب کی ویرانی ہوئی اور گمراہی انکی کھل چکی قولہ اور اطلاق
جسم کا اُسکی ذات الخ فقط لفظ کا اطلاق بدعت ہو تو اُسکے معنے
کا اعتقاد بطریق اولی بدعت ٹھہریگا کیونکہ کسی شی کے بدعت ہونے نہ ہونے
مین بالذات اعتقاد کو دخل ہے فرضاً اگر تم جسم بے جسم کا نام بھی زبان پر
نہ لائے لیکن اسکے معنے کے معتقد ہوئے سے بدترین بدعتی ہوئے اور بدعتیون
کی بعضے قسمین تکفیر بھی کئے ہین چنانچہ درالمختار مین ہے ومنا من کفرھم
ولو بالغرض کفر کا درجہ حاصل نہ ہو تو بھی احادیث مین بدعتیو کی مذمتین آئی
ہین سو مومن متبع سنت کو عبرت کیلئے بس ہین قولہ تنزیہ جسم کی الخ
یعنی تنزیہ جسم کی سلف وخلف کے ائمہ کی اور لیس کمثلہ شیء سے
قرآنی ٹھہری ہے وہمی وذہنی تو متشابہات کے ظاہر معنون کا اعتقاد
صاف زندقہ اور الحاد ٹھہرا قولہ سوا اسکے بحث اسکی کہ خداصاحب
کو جسم ہے یا نہین بدعت ہے الخ ملا علی قاری نے ایسی روایت کو بھی مجسمی
کے مذہب مین لائے ہین تو معلوم ہوا کہ ثابت کرنا جسم وجوہر کا طریقہ فلاسفہ

کا اور نہ ثابت کرنا طریقہ سلف کا ہو وگرنہ خود امام نے جسم وجوہر کی نفی اپنی تصنیفات
مین کی ہو سو آپ پر آپ لعن وغیرہ کرنیکی صورت ٹھہر گئی سو یہہ جمعا بھی نہ کرینگے
امام سے ایسی حرکت کب سرزد ہوگی) **قولہ** انکی فقہ اکبر مین اور وصیت
مین ایسی باتین پائی جاتی ہین الخ مجسمین کی عادت ہو کہ اپنے بد اعتقاد کی
ترویج کے لئے سلف وغیرہ کی باتون مین کمی وزیادتی کر دیتے ہین تا عوام
دھوکے مین آوین چنانچہ استوی سے اِمۡتِلَاءٌ بِهِ الۡعَرۡشُ یعنے بھر گیا پروردگار
سے عرش کرکے معنا کر لیکر حضرت ابن عباسؓ کی طرف منسوب کر دئے اسیطرح
بہت سے باتین اپنے مطلب کے سید عبد القادر جیلانی کی طرف منسوب کر دئے ہین
سو علما گواہ ہین اہل سنت کے علما ان باتون سے بہت بری ہین ان
سب باتونکو بے سند تہمتون مین گن دینے سے سمجھ گئے کہ اپنا مذہب
رونق پایا سو یہہ خیال باطل ہو کیونکہ اس امام کے سوائے اور بھی سلف
کے بزرگون سے جسم وجوہر کی نفی مروی ہو چنانچہ حضرت عمرو بن عاص
صحابیؓ سے تاریخ واقدی مین جو بالاتفاق بہت معتبر تاریخ ہو مروی ہو
کہ آپ نے فرمایا کہ نہ وہ جسم ہو جو مس کیا جاوے اور نہ جوہر ہو جو حس
کیا جاوے **قولہ** یے باتین متبعان سنت پہ ہرگز حجت ہو نہین سکتے
الخ افسوس ہو کہ اتباع سنت کا دعوی ابھی تم مین باقی ہو حالانکہ تم قرآن
وحدیث کے خلاف مین متشابہات کی پیروی مین پڑے ہین اور اہل سنت کے

محدثین ومفسرین کے خلاف ہین فلاسفہ کے تابع بن کر شئ کو جسم وجوہر
کے معنے ہین لیتے ہین **قولہ** جن کی بحث کا باب کھولنے والے پرانا گر
پیدا ہوا اور سنت کی ہے الخ اسکا جواب سنئے گذر چکا کہ ملا علی قاری نے
ایسی روایت کو مجسمی کے مذمت مین لائے ہین سو اس سے اثبات جسم
وجوہر بد ٹھہرا دوسرا یہ کہ اس سے مراد عام لیوین تو بھی تمہارا مطلب ثابت
نہین ہوتا کیونکہ امام نے حق بات مین جنگ وجدل کرنیکو بھی بد جانتے
تھے چنانچہ منح الازہر مین امام ذہبی کی تلخیص سے منقول ہے ۔

كان ابو حنيفة رح يكره الجدال على سبيل الحق
حتى روي عن ابي يوسف رح انه قال كنا جلوسا
عند ابي حنيفة اذ دخل عليه جماعة في ايديهم
رجلان فقالوا ان احد هذين يقول القران
مخلوق وهذا ينازعه ويقول هو غير مخلوق قال لا
تصلوا خلفهما فقلت اما الاول فانه لا يقول بقدم
القران واما الاخر فما باله لا يصلي خلفه فقال
انهما ينازعان في الدين والمنازعة في الدين
بدعة یعنے بد جانتے تھے ابو حنیفہ رح نے جھگڑنے کو حق طور پر یہان تک کہ
روایت ہے ابو یوسف سے کہ تحقیق کہ اسنے کہا کہ بیٹھے تھے ہم ابو حنیفہ کے

تمہید ہی کہ بیشک ایک جماعت کہ جن میں دو مرد جھگڑنے
والے تھے پس کہا کہ تحقیق ایک ان دونوں میں کا کہتا ہی کہ قرآن مخلوق
ہوا اور یہ اس سے جھگڑتا ہی اور کہتا ہی کہ وہ غیر مخلوق ہی کہا امام نے کہ مت
نماز پڑھو ان دونوں کے پیچھے پس کہا میں نے پہلے مرد کے پیچھے نماز نہ پڑھنے
کا سبب معلوم ہوا اور وہ مسلم ہی کیونکہ اسے قرآن کے قدیم ہونے کا قائل نہیں لیکن
دوسرے کا کیا حال ہی کہ اسکے پیچھے نماز نہ پڑھی جاوے سو کہا امام نے کہ تحقیق کہ یہ
دونوں جھگڑتے ہیں دین میں اور جھگڑنا دین میں بدعت ہی اسیطرح جسم
وجوہر کی اثبات ونفی میں بحث کرنیکو ... کے موجد پر لعنت کرنے سے یعنی جسم
وجوہر بدعتی نہیں ہوئے لیکن عمر بن عبید کہ مانند اس کے کرامک میں تم دروازہ
کلام کا لوگوں پر کھولے ہیں اور سوتے فتنے کو جگائے ہیں البتہ انکی
بددعا اور لعنت تم پر ہونے میں کچھ شبہ نہیں **قولہ** علی الخصوص کتاب
وسنت کے خلاف میں اور خود اپنی رائے میں جو حقیقی معنے سے حق تعالی اور پیغمبر کے
کے قائل ہیں الخ جواب اسکا اوپر مذکور ہی کہ ابو مطیع جھوٹی حدیثیں بنانے
والے نے امام پر یہ تہمت لگادی ہی چنانچہ ملا علی قاری شرح الاکبر
میں مبین فرماتے ہیں اور دوسرا آسمان میں ہی زمین میں نہیں
کہکے آیا سو قول اپنے ظاہر معنے پر نہیں والا تم اس سے کافر ٹھہرتے ہیں
اور اس قول سے صاحب کمالین اور محشی مصور علی نے یعنی تعلیق معنے

سمجھا ہی سو بھی اوپر مذکور ہے سو ایسے باتون سے تمہارا مذہب ثابت نہین
ہوتا بلکہ باطل ہوتا ہے **قولہ** جہت علو واسطے حق سبحانہ تعالی کے
ثابت ہے جیسے فرمایا اللہ صاحب نے وَاِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ
الطَّیِّبُ یعنے اللہ ہی کے طرف چڑھتے ہین پاک کلمے اور بخاری
کی شرح ارشاد الساری مین ہے کہ امام بیہقی جو بڑے معتبر ہین
مین کہتے ہین کہ صُعُوْدُ الْکَلِمِ الطَّیِّبِ عِبَارَۃٌ عَنِ الْقَبُوْلِ یعنے پاک
کلمون کے چڑھنے سے مراد قبول ہونا اُن کا ہے **قولہ** حدیث مین
فرشتے جو ہین پاک کلمے اور نیک عمل بندون کے لیکر حضور مین رب العالمین
کے الخ یہان بھی اُنکے مقرری حد تک لیجانا مراد ہے ورنہ تمہارا قول جو
۲۴ صفحہ مین ہے یعنے مکان حق وہی ہے جہان وہ ہے کسی مخلوق کی وہان
رسائی نہین سو باطل ہوتا ہے کیونکہ وہان فرشتون کی رسائی ہوتی ہے پس
تمہارے قول سے خود فرشتے جہان عمل لے چڑھتے ہین
کے لئے مکان نہین کرکے ظاہر ہو چکا اسیطرح تَعْرُجُ الْمَلٰئِکَۃُ
وَالرُّوْحُ اِلَیْہِ یعنے چڑھتے ہین فرشتے اور جبریل اسکی طرف -
سے ظاہر معنے مراد نہین بلکہ تاویل ہے یعنے چڑھتے ہین فرشتے اُس جگہ
تک جو انکے لئے مقرر ہے آسمان مین یا تفویض اور یہہ تفویض مذہب
سلف کا ہے چنانچہ ارشاد الساری کی دسوین جلد کے آخر مین موجود ہے

اور جلالین میں لکہا ہی کہ الی مہبط امر من السماء یعنے چڑہتے ہیں فرشتے
اور جبریل اُسکا حکم اترنے کی جاے تک آسمان ہی غرض ان آیات وغیرہ سے
ہرگز جہت فوق ثابت کر نہیں سکتے وان معنی ان کے لئے آیات واحادیث
موجود ہین **قولہ** صریح مکان کا لفظ بہی حدیث مین آیا ہی الخ اس حدیث کا
ترجمہ عبدالحق دہلوی یون کئے ہین کہ نزد یک جلال و قدرت و بزرگی وجود و بلند
مرتبہ مین یعنے مکان کا ترجمہ مرتبہ کرکے گئے ہین تم کس محدث سے تحقیق
کئے کہ مکان سے مراد خدا کا مکان ہی تا تم کو سند ہوا گر ظاہر مین مکان
کا لفظ اُسکی طرف منسوب ہونے سے اُسکو خدا کا مکان ٹہراتے ہین تو بیتی
کا لفظ قرآن مین آیا ہی سو اُس سے کعبہ کو خدا کا گھر کہو معاذ اللہ ایسی
اضافت بزرگی کی لئے آتی ہی والا آدم کی روح اور صورت کو آیت
و حدیث مین اپنی طرف منسوب کر لینے سے خدا آدم یا آدم خدا ہونا پڑتا
ہی معاذ اللہ یہہ سب فساد مین مرتبا کے سر خود سلف کے عقیدے سے
آزاد ہونے سے پیدا ہوا ہی **قولہ** اور تفسیر بغوی مین الخ کل تقریرات
تمہارے دغا کی ہین ہرگز اس کامل قصہ کے بیان سے تمہارا دعوا ثابت
نہین ہوتا سو یہہ کہ موسیٰ علیہ السلام پیغمبری کے آگے مدین سے مصر کو اپنی والدہ
کی ملاقات کو آتے وقت وادی مقدس تک پہنچے تو راستہ گم کئے اندھیری
رات ایام سرمے کے تہے اور آپ کی بی بی کو درد زہ شروع ہوا سو چماق

جھاڑے تو آگ نہ سلگی پس دیکھے آگ دور سے سو کہے بی بی سے ٹھہرو مین دیکھی
ہی آگ شاید لے آؤن تم پاس یہین سے سلگا کر یا پاؤن اس آگ پر راہ کا
پتا پس جب آئے اسکے پاس آواز آئی ای موسیٰ کرکے پس جواب دئے جلد لیکن
معلوم نہین موسیٰ کو کہ کسنے پکارا ہی آپ کو پس کہا موسیٰ علیہ السلام نے
تحقیق کہ سنتا ہون مین تیری آواز اور نہین دیکھتا ہون مین تیری
جائے کو پس تو کہان ہی کہا پروردگار نے کہ مین تیرے اوپر ہون اور
تیرے ساتھ ہون اور تیرے روبرو ہون اور پیچھے ہون اور نزدیک
ہون طرف تیری تیرے جان سے تو جان لئے موسیٰ علیہ السلام نے
تحقیق کہ یہہ سزاوار نہین ہی سواے اللہ کے سو یقین کیا کہ پکارنے
والا اللہ ہی پس معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام مطلق پکارنیوالے سے پوچھا کہ
تیرا مکان نہین پاتا ہون مین پس تو کہان ہی نہ یہہ کہ خدا تعالیٰ پکارتا سو جاب
تا تم کو سند ہو اس قصے سے بھی تمھارا مذہب جڑ سے برکندہ ہوتا ہی
کیونکہ تم خدا صاحب کو مافوق عرش قرار دئے ہین اور یہین پروردگار
صاف کہتا ہی کہ موسیٰ کے اوپر اور آگے اور پیچھے اور ساتھ اور نفس سے
زیادہ نزدیک ہون آدمی حدیث پایا و قصہ لا کر اپنے باطل مذہب کو رد اج
دینا چاہین تو کب تک تمھارا مکر پوشیدہ رہیگا باطل بات آخر مضمحل اور
نیست و نابود ہو ناضرور ہی **قولہ** غرض جب ظاہر معنے بر فوق و علو کے

بلا تاویل ایمان لانا طریقہ سلف کا ہے الخ۔ سلف کا طریقہ تفویض ہے ظاہر معنے
کے معتقد ہونیکو سوائے مجسمین اور کرامیہ وغیرہ ملحدوں کے اور کسی نے اختیار نہ
کیا ہے چنانچہ مکرر جگہوں میں اوپر مذکور ہے **قولہ** ہان اس سے آسمان و عرش وغیرہ
کا مکان ہونا ثابت نہیں ہے تا الخ جتنی آیات و احادیث کہ تم نے خدا صاحب کے
لئے مکان ثابت کرنیکو لائے تھے سو اس قول سے تم خود بخود سبکا رد کر لئے
کیونکہ ظاہر معنے سے ان سب میں آسمان یا عرش وغیرہ مکان ہونے
پر دلالت ہے اور یہ سب مخلوق ہیں اور خدا صاحب کے لئے غیر مخلوق مکان
قدیم ہونے پر کسی آیت و حدیث میں دلالت نہیں پس تمہارے لئے تمہاری
اوندھی عقل کے سوا اور کوئی سند باقی نرہی حالانکہ خدا کی ذات و صفات
کے سوائے کسی اور چیز کو غیر مخلوق کہنا بالاتفاق کفر ہے اسکی بحث اور
اَیْنَ کَانَ رَبُّنَا کی حدیث کا بیان خاتمہ میں آویگا انشاء اللہ تعالیٰ
قولہ آسمان و عرش حادث ہوکر نسبت اُسکے علو کی ظاہر کرتے ہیں الخ
خالقیت خدا تعالیٰ کے لئے صفت فعلی ہے سب کے پاس اور اوپر ہونے
کے معنے اگرچہ استوا کے لئے نہ حقیقی ہیں نہ تاویلی بلکہ اُس معنے کو اہل سنت
باطل کر دالے ہیں باب دوم کے اوائل میں بخوبی مذکور ہے یا این صفت فعلی
کی تعریف درست نہیں سکتی کیونکہ تم اشاعرہ کے پاس صفت فعلی وہ ہے جسکی
نفی سے اُسکا نقیض لازم نہ آوے جیسا مارنا جلانا اور اوپر ہونے

کی نفی سے اسکا نقیض نتیجے ہوتا لازم آنے سے اشاعرہ کے مذہب پر اوپر ہونا
صفت فعلی ہوا اسیطرح ماتریدیہ کے پاس صفت فعلی وہ ہی کہ جایز ہو
وصف کرنا اُس سے اور اسکی ضد سے جیسے مہربانی کرنی اور غضب ہو
اوپر ہونے اور ضد نیچے ہونے سے خدا صاحب کو وصف کرنا درست ہے
سے ماتریدیہ کے مذہب پر وہ صفت فعلی نہ ٹھہرا پس اوپر ہونا مانند حیات
کے صفت ذاتی ہونا ضرور اور حیات کسی وقت مین ذات سے جدی ہو
نہین سکتی اور اوپر ہونا عرش کے آگے نہ تھا آیندہ سلب ہونیوالا ہے سو
صفت ذاتی بھی ہو نہین سکتا سو اسکو خالقیت سے تمثیل دینی سوا اسفاہت
کے اور کچھ نہین **قولہ** اور استوا خدا کا عرش پر محتاج ہونیکی رو سے نہین بلکہ
واسطے تدبیر سلطنت کے ہے الخ تدبیر کو استوا کے لئے مفعول لہ مقرر کیے
ہین حالانکہ وہ حال ہے اسکے بعد **ما من شفیع الا من بعد اذنہ**
بھی حال ہے اسیطرح سات جگہہ کی آیات جدے جدے طور سے بیین
ہین سو تم استوا کا غایۃ تدبیر کو ٹھہراتے سو نہ عربی عبارت دلالت کرتی
ہے نہ روایت آئی ہے سو ایسی اٹکلی بات سے تمہارا مطلب کچھہ ثابت ہو
نہین سکتا سوا اسکے قاموس مین ہے **التدبیر النظر فی عاقبۃ**
الامر یعنے تدبیر سوچنا ہے کامون کے انجام مین سو تمہارے قول سے لازم
آتا ہے کہ استوا کے آگے آسمان و زمین اور عرش اور پانی اور ہوا کی تدبیر

سمجھنے کیا یہہ تو صاف کفر ہے **قولہ** اور کلام حقتعالیٰ کا صوت وحرف پر شامل ہونا قرآن
وحدیث سے ثابت ہے الخ اس آیت اور حدیث ذیل سے تمھارا مطلب ثابت نہین
ہوتا کیونکہ خدا کے یے کلام لفظی ہین جو دلالت کرتے ہین کلام نفسی پر اسکے کلام
لفظی مخلوق اور صوت وحروف والا ہے اہل سنت کے پاس لیکن کلام نفسی اس
سے پروردگار کا پاک ہے مخلوق ہونے اور حرف وصوت والا ہونے سے کس
آیت وحدیث مین ہے کہ خدا کا کلام نفسی جو قدیم ہے حرف وصوت والا ہے
تا تم اہل سنت پر غالب آوین اور سمجھتے ہونگے کہ بغیر حرف وصوت کے
کلام ہوتا ہی نہین سو یہہ باطل ہے چنانچہ فتح الباری مین امام بیہقی سے منقول
ہے الکلام ما ینطق به المتکلم وهو مستقر فی
نفسه کما جاء فی حدیث عمر رضی الله
عنه وکنت زورت فی نفسی مقالة وفی روایة
هیأت فی نفسی کلاما فسماه کلاما قبل التکلم به
فان کان المتکلم ذا مخارج سمع کلامه ذا حروف
واصوات فاذا فهمه السامع تلاه بحروف واصوات
کلام وہ ہے کہ متکلم جس سے نطق کرے اور وہ کلام ثابت ہے اسکے نفس مین
جیسا کہ آیا حدیث مین عمر رضی اللہ عنہ کی کہ مین بنا لیا تھا اپنی جان مین ایک
بات اور ایک روایت مین ہے کہ تیار کیا تھا اپنی جان مین کلام کو پس نام رکھا

اُسکو عمر فاروق رضہ نے کلام کرکے آگے زبان پرلانے کے اسکو پس اگر
بات کرنیوالا آخرہ جون والا ہو تو اُسکا کلام حروف وصوت کے ساتھہ سُنا
جاتا ہی پس جب اسکو سننے والا سمجھتا ہی تو حروف واصوات کے ساتھہ بولنے
لگتا ہی سوا اسکے بخاری کی حدیث کا حال اور صوت جو حدیثون مین آیا سو
کسکا صوت ہی سو بیان یہہ ہی کہ امام بخاری نے اسکو تعلیقاً صیغۂ تمریض
سے اپنی صحیح مین بیان کیا ہی سو ایسی حدیثون کی صحت کا حکم ثابت نہین
چنانچہ شارح بخاری امام عینی نے فرمایا ہی وَمَا كَانَ بِصِيغَةِ
التَّمْرِيضِ كَرُوِيَ وَنَحْوِهِ فَلَيْسَ فِيهِ حُكْمٌ بِصِحَّتِهِ اور جو روایتین
کہ صحیح بخاری مین تمریض کے صیغون سے مذکور ہون جیسے روایت کی گئی
اور مانند اُسکے سو اسمین صحت کا حکم نہین اور فتح الباری مین امام بیہقی سے
منقول ہی اِخْتَلَفَ الْحُفَّاظُ فِي الْاِحْتِجَاجِ بِرِوَايَاتِ ابْنِ
عَقِيلٍ لِسُوءِ حِفْظِهِ وَلَمْ يَثْبُتْ لَفْظُ الصَّوْتِ فِي حَدِيثٍ
صَحِيحٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَيْرِ حَدِيثِهِ
فَإِنْ كَانَ ثَابِتًا فَإِنَّهُ يَرْجِعُ إِلَى غَيْرِهِ كَمَا فِي حَدِيثِ
ابْنِ مَسْعُودٍ يَعْنِي الَّذِي قَبْلَهُ وَفِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ
يَعْنِي الَّذِي بَعْدَهُ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ يَسْمَعُونَ عِنْدَ
حُصُولِ الْوَحْيِ صَوْتًا فَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ الصَّوْتُ لِلسَّمَاءِ

اَوْ لِلْمَلَكِ الْاٰتِی بِالْوَحْیِ اَوْ لِاَجْنِحَۃِ الْمَلٰئِکَۃِ یعنے اختلاف
کیا حفاظ حدیث نے ابن عقیل کی روایات کی سند لینے مین بسبب اسکی
یادکی برائی کے اور نہین ثابت ہے لفظ صوت کا کسی حدیث صحیح مین پیغمبر
علیہ السلام سے سوائے اسکی حدیث کے پس اگر اس حدیث کی صحت ہو تو
بھی راجح ہوگی دوسری حدیثونکی طرف جیسے ابن مسعودؓ کی حدیث مین
یعنے جو آگے مذکور ہے اور حدیث مین ابی ہریرہؓ کی یعنے جو بعد اسکے ہے کہ فرشتے
سنتے ہین نزدیک حاصل ہونے وحی کے ایک آواز سو احتمال ہے اسکا کہ
ہووہ آواز آسمان کی یا وحی لانے والے فرشتے کی یا فرشتون کے پرون کی
غرض امام بیہقی سا محدث تم لائے سو ابن عقیل کی روایت کی عبد اللہ
بن انیس کی حدیث کی فرضی صحت کے قائل ہو کر دوسری حدیثون کے مانند اس سے
فرشتے یا آسمان کی آواز مراد لئے ہین اسیطرح دوسرے محدثین بھی پھر کونسا
منہ ہے کہ خدا کے کلام نفسی مین صوت ثابت کرین جب صوت کا یہ حال ہو
تو پھر حرف کیونکر ثابت ہووے کیونکہ حرف کا ثبوت بعد ثابت ہونے صوت
کے ہے چنانچہ نحو مین اسکا بیان ہے اور ترمذی کی حدیث مین قرآن مجید کے
پڑھنے کی فضیلت مذکور ہے کہ ہر ہر حرف کے لئے دس دس ثواب مقرر ہین سو
الم کے تین حروف ہین سو اسکے قاری کو تیس ثواب ہوئے پس اس بیان مین
خدا صاحب کے کلام نفسی مین حرف ہونیکا مطلب ہر گز ثابت نہین اور

تحفۃ الطالبین کی کتاب نامعتبر ہی سو متعدد جگھون پر سابق مین مذکور ہی
سو اسکی تمکو کیا سند بس کلام لفظی کو غیر مخلوق کہنے والا مجسمی سفیہ اہل
کو کافر کہکر خود آپ ویسا بنگیا نہ بسبب سنت غرض تنزیہ مین پروردگار کے
جہت و مکان اور حرف و صوت وغیرہ سے کچھ خلل نہ آیا اور اہل سنت پر تمھارا
اعتراض بیجا ٹھہرا چنانچہ اسکا بیان ہر ہر موقع مین بخوبی اوپر مذکور ہوچکا
ہی **قولہ** اسیواسطے داعی الی سواء السبیل مولانا محمد اسماعیل شہید نے الخ
شہید ممدوح کا ارادہ اور اس کلام کی حقیقت تمکا حقہ معلوم کرتے تو ہرگز
اس عبارت کو اپنی کتاب مین داخل نہ کرتے کیونکہ شہید رح نے فن کلام
اور فلاسفہ کی بحثون کو جو پروردگار اور اسکی رویت و کلام کی تنزیہ اور
تقدیر وغیرہ مین واقع ہین سو قرون ثلثہ مین اس سعی و اہتمام کے
ساتھ کہ فاتران مباحث مین بن گئے ہین سو مروج ہونے سے انکو
بدعت کہتا ہی نہ اصل تنزیہ و تقدیر وغیرہ کو بلکہ اضداد کی بحث کو داخل
بدعت گردانا ہی والا دو ضد کیونکر ایک چیز سے دور ہوویگے جیسے صفات
اللہ کی عینیت یا زیادت کی بحث کو بدعت کہا ہی پس صفات حقیقیہ
مین عین ذات ہونگے یا غیر اسکے لیکن بحث اسکی اس حیثیت کے ساتھ قرون
ثلثہ سے منقول نہین ہی سو بدعت ہی اسیطرح دوسرے اشیا کی اثبات
نفی کی بحث بدعت ہی اسپر لفظ یا بالعکس شہید کا شاہد ہی غرض کسی چیز کی

بحث کو قرون ثلثہ مین مروج نہ ہونے کے سبب بدعت کہنے سے وہ چیز
بدعت ہونا لازم نہین والا تقدیر بھی جو عین ایمان ہے بدعت ٹھہرنا
لازم آتا ہے سوال سکے تم خود بدعتی ہو جاتے ہین کیونکہ بحث عینیت یعنے
خدا کی صفات خدا کی ذات کے عین ہین کہنے کی بحث کو شہید رح
نے بدعت کہا ہے حالانکہ تم اُسکی صفات ید وجہ وغیرہ کو عین ذات
کہتے ہین اور شہید نے مطلق جہت تنزیہ کی بحث کو بدعتون مین
گنا ہے نہ فقط جہت فوق کی تنزیہ کی بحث کو پس تم بھی سوائے جہت فوق
کے پانچ جہتون سے تنزیہ کرنے کے سبب کتنے بدعتی ہو چکے غرض
عبارت فہمی کا یہ حوصلہ اہل سنت پر اعتراض کرنیکو طیار قولہ
اس عبارت مین بعضے اہل علم مولانا ممدوح کے معتقد الخ نفس تنزیہ
مین اور بحث و مسئلہ تنزیہ مین تمیز نہونے سے حسب مقصود اعتراض
تراش لیکر اس کے جواب سے پھل گئے ہین حالانکہ نفس تنزیہ جدی
ہے اور اُسکی بحث جدی چنانچہ اوپر مذکور ہے قولہ دوسرا اعتراض الخ
اس دوسرے اعتراض کا جواب ہرگز درست نہین کیونکہ ترکیب
عقلی جنس و فصل وغیرہ سے مرکب ہونیکو کہتے ہین اور تم جو شتونکی
مثال لائے مرکب حسی کی مثال ہے کیونکہ ہر شخص اس ترکیب کو دیکھ سکتا
ہے اگرچہ بالفعل نہ ہو لیکن عند الموت ہر کس و ناکس دیکھ لیویگا اور ترکیب

عقلی کو سواے عقل کے علی الدوام حسِ ظاہر کو طاقت نہین کہ پاوے
پس حسِ باطن اور حسِ ظاہر کے مدرک مین فرق کرنے سے یہہ کچھ کوکب
تمنے اس جاے پر کی ہی **قولہ** اسی سبب سے جہمیہ اور معتزلہ ان سب صفات
اللہ کے منکر ہو گئے الخ یہہ غلط فہمی تمھاری ہی کیونکہ معتزلہ اور جہمیہ نے ید و وجہ
اور سمع و بصر کی صفات کے تشبیہ لازم آنے کے خیال سے منکر ہین نہ
ترکیب عقلی ثابت ہونے کی جہت سے کیونکہ اگر اثبات صفات سے ترکیب
عقلی تمھارے زعم کے مطابق لگے پس لازم آتی تو علم و قدرت حیات
وغیرہ کے بھی وے قائل نہ ہوتے تھے **قولہ** لیکن ترکیب عقلی لازم آتی
ہی سمجھکر اسکی تنزیہ کرنی یا ظاہر پر جاری کرکے انکو مثل اپنی صفات
کے خیال کر لینا یہہ ہر دو راہین گمراہی کے ہین چنانچہ شیخ شہاب الدین
تورپشتی رحمہ اللہ نے اپنے معتمد فی المعتقد مین اور شاہ عبد العزیز
دہلوی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر مین ان ہر دو راہونکو گمراہی بتلائی ہی
الخ ہرگز ان دونون بزرگوارون نے ترکیب عقلی کا نام نہ لیا ہی یعنے
نہ کہا ہی کہ ترکیب عقلی لازم آتی ہی سمجھکر تنزیہ اسکی کرنی گمراہی ہی بلکہ ان
انکے انکار کو تورپشتی گمراہی اور شاہ عبد العزیز دہلوی نے بیخردی
مین گنا ہی اسیطرح صاحب تورپشتی نے حقیقت پر حمل کرنیکو
تشبیہ مین شمار کیا ہی چنانچہ کہا ہی کہ اہل حق چون نظر کردند کہ آیات

باب بدرا براینچه حقیقت آن اسامی بود درین صفات حمل نمی شد بایست نمودن که به تشبیه و تمثیل حی کشد اور شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ انکی سمجھ کو محالات سے گنا ہے سو یہہ ہے بالجملہ فہمیدن ذات باکنہ از قبیل محالات است پس اُن دونون بزرگون کی گفتگو کے مطابق تمھارا مذہب کہان ہے تا تم انکی سند پکر سرخرو ہون **قولہ** اعتراض تیسرا الخ اسماء صفات مین فیما بین نزاع نہین ہے ہم بھی وحدۃ الوجود کو دور از شریعت جانتے ہین اُسکے رد مین کئی رسالے تیار ہین **قولہ** چنانچہ امام محمد غزالی رحمہ اللہ نے کتاب التفرقۃ بین الاسلام والزندقہ مین بدعت ہونے پر تصریح کردی ہے **یقول الحنبل الخ** اس جگہ پر تم نے بڑی جرأت کو کام فرمایا کئی وجہون سے ایک یہہ کہ امام محمد غزالی کو تنزیہ جہت کے بدعت ہونے پر تصریح کرنے والون مین تم نے گن دیا ہے حالانکہ اس قول مین انکا کچھ دخل نہین دوم یہہ کہ عربی عبارت مین کوئی حنبلی ایسا کہتا ہے کرکے نقل کئے ہین سو اسکو امام احمد بن حنبل کہتے ہین کرکے ترجمہ کردئے تا سامعین انکو امام کی بات سمجھ کر تمھارے مددگار ہوجاوین سوم یہہ کہ اس حنبلی کے قول مین مطلق فوق کے اثبات کو سلف کی طرف منسوب کیا ہے نہ جہت فوق کو اور نہ فوق عرش کو پس اس حنبلی کے قول کے

اثبات اوپر کی جہت کا ثبوت سلف سے نقول مہدی نے سے بدعت ہیں
کہو کیا ضرور ہے غرض ان تمامی آفتوں کے ساتھ یہ قول خود تم پر حجت ہو
اب امام محمد غزالی کا قول سنو کہ رب العزت کی تنزیہ میں کیا فرماتے ہیں

احیاء میں ہے کہ وَاَنَّهٗ لَيْسَ بِجِسْمٍ مُصَوَّرٍ وَلَا جَوْهَرٍ
مَحْدُوْدٍ مُقَدَّرٍ وَاَنَّهٗ لَا يُمَاثِلُ الْاَجْسَامَ لَا فِي التَّقْدِيْرِ
وَلَا فِيْ قُبُوْلِ الْاِنْقِسَامِ وَاَنَّهٗ لَيْسَ بِجَوْهَرٍ وَلَا تَحُلُّهُ الْجَوَاهِرُ
وَلَا بِعَرَضٍ وَلَا تَحُلُّهُ الْاَعْرَاضُ بَلْ لَا يُمَاثِلُ مَوْجُوْدًا
وَلَا يُمَاثِلُهٗ مَوْجُوْدٌ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَلَا هُوَ مِثْلُ
شَيْءٍ وَاَنَّهٗ لَا يَحُدُّهُ الْمِقْدَارُ وَلَا تَحْوِيْهِ الْاَقْطَارُ
وَلَا تُحِيْطُ بِهِ الْجِهَاتُ وَلَا تَكْتَنِفُهُ الْاَرَضُوْنَ وَلَا
السَّمٰوٰتُ وَاَنَّهٗ مُسْتَوٍ عَلَى الْعَرْشِ عَلَى الْوَجْهِ
الَّذِيْ قَالَهٗ وَبِالْمَعْنَى الَّذِيْ اَرَادَهٗ اِسْتِوَاءً
مُنَزَّهًا عَنِ الْمُمَاسَّةِ وَالْاِسْتِقْرَارِ وَالتَّمَكُّنِ وَالْحُلُوْلِ
وَالْاِنْتِقَالِ لَا يَحْمِلُهُ الْعَرْشُ بَلِ الْعَرْشُ وَحَمَلَتُهٗ
مَحْمُوْلُوْنَ بِلُطْفِ قُدْرَتِهٖ وَمَقْهُوْرُوْنَ بِقَبْضَتِهٖ
وَهُوَ فَوْقَ الْعَرْشِ وَالسَّمَاءِ وَفَوْقَ كُلِّ شَيْءٍ
اِلٰى تُخُوْمِ الثَّرٰى فَوْقِيَّةً لَا تَزِيْدُهٗ قُرْبًا اِلَى الْعَرْشِ

وَالسَّمَاءِ كَمَا لَا تَزِيْدُهُ بُعْدًا عَنِ الْاَرْضِ
وَالثَّرٰى بَلْ هُوَ رَفِيْعُ الدَّرَجَاتِ عَنِ الْعَرْشِ
وَالسَّمَاءِ كَمَا اَنَّهُ رَفِيْعُ الدَّرَجَاتِ عَنِ الْاَرْضِ
وَالثَّرٰى وَهُوَ مَعَ ذٰلِكَ قَرِيْبٌ مِنْ كُلِّ مَوْجُوْدٍ وَ
هُوَ اَقْرَبُ اِلَى الْعَبْدِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ شَهِيْدٌ اِذْ لَا يُمَاثِلُ قُرْبُهُ قُرْبَ الْاَجْسَامِ كَمَا
لَا تُمَاثِلُ ذَاتُهُ ذَاتَ الْاَجْسَامِ وَاَنَّهُ لَا يَحِلُّ فِي شَيْءٍ
وَلَا يَحِلُّ فِيْهِ شَيْءٌ تَعَالٰى عَنْ اَنْ يَحْوِيَهُ مَكَانٌ كَمَا تَقَدَّسَ
عَنْ اَنْ يَحُدَّهُ زَمَانٌ بَلْ كَانَ قَبْلَ اَنْ خَلَقَ
الزَّمَانَ وَالْمَكَانَ وَهُوَ الْاٰنَ عَلٰى مَا عَلَيْهِ كَانَ
وَاَنَّهُ بَائِنٌ عَنْ خَلْقِهِ بِصِفَاتِهِ لَيْسَ فِي ذَاتِهِ
سِوَاهُ وَلَا فِي سِوَاهُ ذَاتُهُ الخ یعنے اور تحقیق کہ وہ پروردگار
نہین ہے جسم کہ جسکی تصویر ہو اور نہین ہے وہ جوہر کہ حد و مقدار ٹھہرایا گیا
ہو اور تحقیق کہ وہ نہین ہے جوہر اور نہ حلول کرتے ہین اس مین جواہر اور
نہین ہے وہ عرض اور نہ حلول کرتے ہین اُس مین اعراض بلکہ نہین برابری
رکھتا ہے وہ کسی موجود سے اور نہین برابری رکھتا ہے اُس سے کوئی موجود
اور نہین ہے مانند اُسکے کوئی چیز اور نہ وہ مانند کسی چیز کے ہے اور محدود

نہیں کرتی ہے اسکو مقدار اور نہیں گھیرتے ہیں اسکو قطر اور جہات اور نہیں احاطہ
کرتی ہیں اسکو زمینیں اور آسمان اور تحقیق کہ وہ مستوی ہے عرش پر اُس وجہ پر کہ کہا
ہے اسکو اور اُس معنے سے کہ ارادہ کیا ہے اسکا ایسا استوا کہ پاک ہے مس کرنے
اور قرار پکڑنے اور جائے لینے اور حلول کرنے اور انتقال سے اور نہ اُٹھاتا
ہے اسکو عرش بلکہ عرش اور اُسکے حاملان اُٹھائے گئے ہیں اسکی قدرت
کی لطف سے عاجز ہیں اُسکے قبضے میں اور وہ فوق عرش اور فوق سما اور
فوق ہر چیز کے ہے ساتویں زمین کی حدوں تک ایسی فوقیت کہ نہیں زیادہ
نزدیک کرتی ہے اسکو عرش اور آسمان سے جیسا زیادہ دور نہیں کردیتی ہے
اسکو زمین اور ثریٰ سے بلکہ وہ بلند درجے والا ہے عرش اور آسمان سے
جیسا کہ وہ بلند درجے والا ہے زمین اور ثریٰ سے اور وہ باوجود اسکے
قریب ہے ہر موجود سے اور وہ زیادہ نزدیک ہے طرف بندے کے شہ رگ
سے اور ہر چیز پر حاضر ہے کیونکہ نہیں برابری رکھتی ہے اسکی نزدیکی جسموں کی
نزدیکی سے جیسا نہیں برابری رکھتی ہے اسکی ذات جسموں کی ذاتوں سے
اور تحقیق کہ وہ نہیں اترتا ہے کسی چیز میں اور نہ اترتی ہے اس میں کوئی
چیز برتر ہے وہ اس سے کہ گھیرے اسکو مکان جیسا کہ پاک ہے وہ اس سے
کہ محدود کرے اسکو زمان بلکہ تھا وہ آگے پیدا کرنے زمان و مکان کے
اور وہ اب اس صفت پر ہے کہ جس پر تھا اور تحقیق کہ وہ جدا ہے اپنی خلق سے

اپنی صفات کے ساتھ نہیں ہے اُسکی ذات مین سوا اُسکے اور نہیں ہے
سوا سے مین اُسکے اُسکی ذات انتہی پس امام محمد غزالی کی تحریر سے تمھارا
پورا مذہب درہم وبرہم ہوگیا پھر تنزیہ جہت کے بدعت ہونے پر تصریح
کرنے والون مین اُس امام کو گننا نہایت ابلہ فریبی تمھاری ہے **قولہ**
اور دوسری وجہ ظاہر معنے کے انکار کی یہہ ہے اہل کلام استوا فوق ید وغیرہ
کو متشابہات سے شمار کرتے ہین اور حکم متشابہات کا یہہ بیان کرتے
ہین کہ ظاہر معنے انکے مراد نہین الخ اہل سنت کا مذہب ایسا ہی ہے جیسا
اس بیان سے کتاب بھری ہے متشابہات کے ظاہر معنے مقصود نہ ہونے
پر آیت قرآنی اور احادیث نبوی اور اقوال سلف اور تصریحات ایمہ
خلف باب اول مین بخوبی مذکور ہین اعادے کی حاجت نہین تم نے
ایک آیت یا حدیث یا قول سلف ایسے گذرانے نہیون کہ جس سے متشابہ
متنازع فیہ کے ظاہر معنے لینے پر صراحۃً دلالت ہو فقط انھین آیات
واحادیث کو کہ جن کے ظاہر معنے لینے مین گفتگو ہے اپنی کتاب مین
بیجا بیجا لائے ہین یہہ تم کو ہرگز مفید نہین اور تمھاری تحقیق بیجا بھی
اسبات کو ثابت نہ کی ہے کہ متنازع فیہ متشابہ کے ظاہر معنے مراد ہین کیونکہ
تم متنازع فیہ متشابہ یعنے ید وجہ استوا وغیرہ کے معنے معلوم ہونے
پر تمام ایمہ سلف کا اتفاق ہے کرکے تہمت کرکر فخرالاسلام بزدوی

اور شمس الائمہ سرخسی قول کو بھی بے سند لائے ہیں نہ وہ قول آیت قرآنی ہے نہ حدیث نبوی نہ اجماع سلف نہ اجتہاد ابن قول
میں معلوم المعنے کرکے ہیں اور وہ بڑے اصولی تھے اپنے اصول کے خلاف متشابہ کو معلوم المعنے
کیونکر کہینگے بلکہ اسی قول سے تمہارا مذہب بیخو بن سے اکھڑ گیا باطل کر چکا ہوں
سو حاصل یہہ کہ اس قول میں ہے کہ متشابہ بوصفہ یعنے بیان
اسکا متشابہ ہے معلوم نہیں تو معلوم المعنی کہنا تمہارا باطل ہوا غرض
تمہاری تحقیق کا حاصل ہو چکا اور اسکی تفصیل کا ابطال یہہ ہے کہ
لغت کی راہ سے کوئی چیز محکم و متشابہ ہونے سے کچھ فایدہ کسی
کا حاصل ہو نہیں سکتا و الا از روے لغت کے تمامی قران محکم
اور تمامی قران متشابہ ہے رہا حروف مقطعات کا متشابہ ہونا امر دشوار ہے
جمہور سلف اسکو متشابہ مانے سو فقط تمہاری تہمت ہے فقط ابن عباس رضی
وغیرہ کی روایت میں ہے سو خود ابن عباس کے قول سے کہ اللہ کے
نام لکھے ہیں یا ہر حرف ایک ایک جملہ پر اشارہ ہے کرکے فرمائے
ہیں سوا اس سے اور دوسرے معتبر سلف و خلف کے اقوال میں بھی
وے حروف سوروں کے نام یا قران کے اسما ہیں وغیرہ کرکے
آنے سے ان حروف کا متشابہ ہونا دشوار ٹھہرا ولو بالفرض یہ وجہ
استوا کے مانند انکے معنے معلوم نہ ہونے سے متشابہ ہوں تو ہمکو ضرر
بھی نہیں کیونکہ اس قول میں باوجود اس ضعف کے حصر نہیں کہ وہی

متشابہ ہین دوسرے نہین اور ید وجہ استوا یمین کے متشابہ ہونے
پر سلف مین ہرگز اختلاف نہین بلکہ اکابر سلف سے انکے متشابہ ہونے
پر تصریح آچکی ہے اور سارے محدثین اور مفسرین کا بھی یہی مذہب
ہے سو باب اول مین مذکور ہے باوجود اسکے فقط حروف تہجی کو متشابہ
کہنے کی بات کو قوی تر ہے کہے ہین سو باطل ہے بلکہ ہُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ
الخ کی آیت کی نظر کرتے ان کا حقیقی متشابہ ہونا دشوار ہے کیونکہ پروردگار
نے متشابہات کو آیات ہین کرکے فرمایا ہے اور یہ تو حروف
ہین پھر کیونکر انکو متشابہ کہنے کی بات قوی تر ہوگی **قولہ** بعضون کے
پاس متشابہات علامات قیامت الخ بعضون کے پاس روزے
کی فرضیت رمضان سے خاص ہونا بھی متشابہ ہے تو تمہارا کیا فائدہ
ہمارا کیا نقصان ایسے بہت سے باتین علما کی طبع آزمائی کے
ہین سو کسی نے سلف وخلف کے معتمدون سے فقط انکو متشابہات
سمجھکر ید وجہ استوا وغیرہ کو محکمات کہا نہین تا تمہارا زعم صحیح ہو
اور مطلب ہاتھ آوے **قولہ** اور بعضون کے پاس متشابہات وے
الفاظ ہین جو ظاہر معنے انکے مقصود نہین الخ جمہور سلف وخلف
کے پاس سبھی متشابہات کا یہی حال ہے کہ انکے ظاہر معنے مقصود
نہین لیکن تم فقط اَلْحَجَرُ الْاَسْوَدُ یَمِیْنُ اللّٰہِ کی حدیث اور ایسے

چند باتون کو متشابہ ہین ایسے متشابہ کہ جن کے ظاہر معنے مراد نہین کرکے
کہکر یدٗ وجہٗ و استوٰی کے ظاہر معنے مراد ہین کہنا تمہاری اٹکل ہے
اور ان مین سلف وخلف سے تاویل نقل کرنے سے فقط ان مین
ظاہر معنے مقصود نہین دوسرون مین مقصود ہین کرکے کہہ نہین سکتے
کیونکہ جیسا ان مین امام احمد اور اعمش سے تاویل منقول ہے ویسا ہی
ید وجہ مین مجاہد اور کلبی سے اور یمین مین ابن عباسؓ سے اور استوا
مین مجاہد سے اور نزول مین امام مالک اور اوزاعی سے تاویل
منقول ہے **قولہ** بدستور فرمانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جب کوئی تم مین کا
نماز پڑھے تو نہ تھوکے الخ یہہ تمہاری تاویل ہے اسکو کون مانیگا کیونکہ
تمہارے پاس حلول اور انتقال ممنوع نہین بس ممکن ہے کہ کبھی خود اور
کبھی رحمت درمیان مصلی اور قبلے کے ہووے اسیطرح بیمار ہونیکی تاویل
بھی تمکو پہنچتی نہین کیونکہ تمکو اب تک خدا کی صفات کمال اور بندون کی
صفات نقص جو زوال مین تمیز نہین سو کہتے ہین کہ خدا کے لایق کا
چڑھنا اور قرار پکڑنا اور اترنا اور ہاتھ منھ وغیرہ اسکو ثابت ہے حالانکہ یہہ
جسم کے لوازم ہین انسے حلول و انتقال جو اہل سنت کے پاس کفر ہے سو
لازم آتا ہے اس سے تمکو کچھ اندیشہ کفر کا نہ ہو تو یہان بھی کہنا تھا کہ جیسا
خدا صاحب کو لایق ہے ویسا بیمار ہوتا ہے معاذ اللہ **قولہ** کیونکہ عرف و محاورے

ہین الخ اگر عرف و محاورے اور تشبیہ و استعارے کی طرف نسبت کرتے ہین
تو سبھی متشابہات کی تاویل اچھی طور سے ہوتی ہی چنانچہ ہر ہر کی تاویل کر چکے
ہین فقط اسکی کیا تخصیص **قولہ** اور شیخ شہاب الدین توربشتی الخ
اس سے تمھارا کچھ فایدہ نہین ہوسکتا کیونکہ یے بزرگ فقط حجر اسود
وغیرہ کی بابتون کے ظاہر معنے لینا جایز نہین اور ید وجہ استوا
کے ظاہر معنے لینا ضرور ہی کرکے کہتے تو البتہ تمھارا فایدہ ہوتا وہ تو
نہین چنانچہ اوپر اسکا اشارہ ہوا ہی اور بھی یہہ ہی کہ واما لفظ را کہ
محتمل چند معنے باشیم و مفہوم نمی شود کہ مراد خدا تعالی ازان کدام است
پس گوییم کہ تاویل نمی باید کردن و استوا و نزول و مثل آن ہم ازینجملہ است
پس استوا و نزول سے خدا کی کیا مراد ہی سو معلوم نہین کرکے کہتے ہین
پھر اسکے ظاہر معنے لینے کے وے بزرگ کب قائل ہین تا
تم کو ان کا قول سند ہو لیکن یے بزرگ اس قسم کی
تاویل کو اختیار کئے ہین دوسرے چند بزرگون نے جیسے ملا علی قاری
حجر اسود کی حدیث مین اور فتح الباری والے نے جنب وغیرہ مین
تفویض اختیار کئے ہین غرض سلف سے آج تک اہل سنت نے کل
متشابہات مین یعنے ید وجہ استوا جنب یمین وغیرہ مین
تفویض یا تاویل اختیار کی ہی ظاہر معنون کو ان کے کسی نے اختیار

نہ کیا سوائے مجسمین کے پس اہل سنت کے اقوال ہرگز تمھارے
مطلب پر نہیں اُن کا ایراد صرف بیجا ہی تمھین اسکی خبر نہین **قولہ**
بعضے لوگ سلف کے سوائے حلال و حرام کے الخ لغوی معنے سے
سارا قران محکم و متشابہ ہی چنانچہ اتقان مین ہی اس سے تمکو کیا حاصل
قولہ آدیم بر سے مطلب الخ سب آگے ہی غلطیان تمھارے اس بیان
کے مذکور ہو چکے خلاصہ یہہ ہی کہ تم دوسری قسم کی متشابہات کے
مرادی معنے معلوم ہونے پر کوی دلیل قرآن و حدیث اور ایمہ سلف
سے گذرانے نہین فقط تمھاری بکواس ہی **قولہ** غرض ہر ایک قسم
مین فرق کرکے الخ مکرر جگھون مین مذکور ہی کہ تاویل و تفویض سلف سے
چلا آتی ہین اسلم و احکم ہونا اُن کا از روے ایمان ہی اور تمھارا مذہب
یعنے ظاہر معنے متشابہات کے لینا سلف و خلف کے خلاف البتہ
گمراہی مین احکم ہی اور الحاد مین اقدم ہی **قولہ** ہان اگر ظاہر معنے
سے الخ تمھاری طبیعت دغا سے خوگر ہوگئی ہی کہ اس سے عوام
بلکہ طلبا بھی سمجھتے ہین کہ امام نووی کے سر یکے فرد بھی تمھارے
بدمذہب پر ہین حالانکہ وے جنابے جا بجا شرح مسلم مین متشابہات
کے ظاہر معنے نہ لینے کی تاکید کی ہی خصوص اس مقدمے مین بیان
کیا ہی سو اس سے بھی تمھارے مذہب کی جڑ اکھڑ جاتی ہی

چنانچہ نزول کی حدیث کے تحت مین فرماتے ہین کہ اَنَّهُ يُؤْمَنُ بِاَنَّهٗ

حَقٌّ عَلٰى مَا يَلِيْقُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَاَنَّ ظَاهِرَهَا

الْمُتَعَارَفَ فِيْ حَقِّنَا غَيْرُ مُرَادٍ وَلَا يُتَكَلَّمُ فِيْ

تَاوِيْلِهَا مَعَ اِعْتِقَادِ تَنْزِيْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَنْ صِفَاتِ

الْمَخْلُوْقِ وَعَنِ الْاِنْتِقَالِ وَالْحَرَكَاتِ وَسَائِرِ

سِمَاتِ الْمَخْلُوْقِ الخ تحقیق کہ ایمان لایا جاوے اسبات پر

کہ تحقیق کہ وہ حق ہے اس معنے پر جو لایق ہے اللہ تعالی کے لئے اور تحقیق

کہ ظاہر معنے اُسکے جو متعارف ہین ہماری حق مین غیر مراد ہین اور نہ

گفتگو کی جاوے اسکی تاویل مین ساتھ اعتقاد رکھنے پاکی اُس

پروردگار کے مخلوق کی صفات سے اور ایک جاے سے دوسری

جاے جانے سے اور حرکتون سے اور سبھی مخلوق کی علامتون سے

پس اترنے کے ظاہر معنے جو اوپر سے نیچے آنے کے ہین سو اُسکے منکر

ہوگئے کیونکہ ایک جاے سے دوسری جاے جانے سے پروردگار

کی تنزیہ کا اعتقاد سلف کا ہی کرکے بیان کردے پھر تمکو انکی کیا سند

اس قول سے کیون عوام کو فریب دیتے ہو **قولہ** بدستور مراد انکی

خدا پر سونپنا کہنے سے اگر یہہ مطلب ہو کہ تفسیری معنے جو لایق اُسکی

جناب کے اور علم و ارادے مین اُسکے ثابت ہین خدا ہی جانتا ہی تو یہہ بات

صحیح ہی الخ تفسیری معنے سے تم نے تفصیل اُسکی مراد رکھی ہی مثال اُسکی
ایسی ہی کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معراج کو تشریف فرما ہوے
سو وقت کتنے فرشتے آپ کے رکاب کے ہمراہ تھے اور ہر موقع پر کس
ہر صے مین پہنچے اور کتنی دیر تک مکث تھا اور آمد و رفت کے جملہ کتنے
لحظے سو معلوم نہ ہونے سے اس تفصیل کو خدا پر سونپ دیا جاے تو
معراج بھی متشابہات مین داخل ہوتا تھا حالانکہ کسی نے سلف و خلف
سے اسکو متشابہات سے گنا نہین غرض یہہ کہ تفصیل معنے کے لئے ہوتی
ہی نہ لفظ کے لیے یہان لفظ کی مراد مین گفتگو ہی سارے جمہور سلف
اسکی مراد خدا پر سونپ دیتے ہین چنانچہ اُسکی اسناد سے تمام کتابین بھری ہوئی
ہی پھر تفصیل کو اُسکی خدا پر سونپنا سلف کا مذہب ہی کہکے مقرر کرنا
صرف تمھاری بناوت ہی کچھ اُسکی سند تمھاری ساری کتاب مین کہین
مذکور نہین علاوہ یہہ کہ لفظ کی دلالت جس معنے پر نہین اُسکو سونپنے
کے کیا معنے خود سونپا گئے ہین اور کیونکر نہین کرکے کہنا اور معنے بیان
کرنے کا مطلب ایک ہی سو امام یزیدی کے قول اور امام ابو عیسیٰ
ترمذی کے اقوال سے جو سابق مین مذکور ہین ظاہر ہی پس کیفیت
سے مراد اُسکی تفصیل یعنی صاف عقیدہ سلف کے خلاف ہی قولہ
اُس سے معنے مین شک واقع ہوتا ہی ایک بات پر جزم یقین حاصل

نہین ہوتا الخ ید وجہ حول وقوت اور عزت وجلال کی جگہون مین استعمال
کئے جانے سے سمجھے گئے ہی ویسے ہی صفات ہین لفظ کی دلالت ذات حق
مین ہی سو معنے پر بھی یقینی ہی اور ہمکو اسکی صفت ہونے کا تیقن بھی ہی
تو ہمکو اُسکا مطلب امتحاناً معلوم نہ ہونے سے اسکی صفت ہونے مین کیا کلام
ہی برخلاف مقطعات کے کہ وے صفات کی جگہہ مین یعنے اللہ کی طرف
مضاف ہوکر جیسے ید اللہ وجہ اللہ کرکے مستعمل نہ ہوئے اسلئے انکو صفات
اللہ مین سلف کے ائمہ نے شمار نہ کیا **قولہ** ہان سلف کے خلاف مین استوا
فوق ید وجہ سمع بصر وغیرہ صفات اللہ ہونیکے منکر ہوجاکر الخ سمع وبصر
کو انکے ہمراہ ملاتے ہین سو فقط عوام کے فریب کے لئے ہی ولا سمع وبصر مین
اور دوسری ید وجہ مین بڑا فرق ہی چنانچہ باب اول مین مذکور ہی غرض سلف کا
عقیدہ ہی کہ استوا ید وجہ کو اللہ کی صفات مانکر انکی مراد کو اللہ پر سونپ دین
چنانچہ امام محی السنہ اور امام جلال الدین سیوطی امام نووی اسیطرح سیکڑون
محدثین ومفسرین کے بیان سے ظاہر ہی پس ظاہر معنے پر جاری کرنیکی بات
کو سلف کی طرف منسوب کرنا دعوے بے دلیل ہی **قولہ** صاف یہہ بات معلوم
ہوچکی کہ انکے محاورے موافق ان الفاظ سے کیا معنے مراد ہین مجملاً معلوم ہین جیسے
فوق وعلو اوپر ہونے کے معنے مین ہین الخ فوق سے مصدری معنے سمجھے ہین
سو کسکا فیض ہی معلوم نہین غرض فوق اوپر کے معنے پر اور علو اوپر ہونے پر دلالت

کرنیکے سواے اور کس معنے پر اسمین دلالت ہی تا اسکو سونپدین جب اسکے معنے سمجھین تو اسکی دلالت ختم ہو چکی دوسرے معنے کی اُس لفظ سے امید نہین اور دوسری شی کو صفت کہنا فقط تمھاری اصطلاح ہی سلف کا ہرگز یہہ ارادہ نہین خدا صاحب کے کام کو کسی چیز کی مباشرت کی حاجت نہین چنانچہ اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ کی آیت دلالت کرتی ہی اور خود امام بیہقی کا قول جو فتح الباری مین ہی کہ جسکے آدھے قول کو تم بھی لائے ہین سو اسمین بھی ایسا ہی ہی پس خدا کے ہاتھ کو اسکے کام کرنیکی چیز ٹھہرانا آیت محکمہ اور بیہقی سریکے امام المحدثین کے قول سے باطل ہی **قولہ** اِس لئے تمام ائمہ سلف متفق ہین کہ استوا معلوم ہی الخ ہرگز استوا معلوم سے اسکی مراد معلوم ہی کے معنے نہین چنانچہ مکرر جگہون مین باب اول کے اور باب دوم کے امام مالک اور ام سلمہ کے قول کے تحت مین بیان ہوا ہی اسی طرح فخر الاسلام کے قول مَعْلُوْمٌ بِاَصْلِہٖ سے معلوم المراد مقصود نہین بلکہ اسکی وصفیت کو معلوم ہی کہنا مقصود ہی مُتَشَابِہٌ بِوَصْفِہٖ یعنے بیان اُسکا متشابہ ہی معلوم نہین کرکے کہنے سے صاف تمھارا مذہب باطل ہو چکا **قولہ** اور اس جگہہ استوا کے کیا معنے معلوم ہین سو ائمہ سلف نے بیان کردئے ہین الخ اسکا جواب باب دوم کے شروع مین بخوبی دیا گیا ہی **قولہ** اور خلف نے بھی الخ سلف بزرگون سے کسی کا قول فقط ذکر کرنے سے وہ مقبول و مسلم ہونا کچھ ضرور نہین کیونکہ وے اقوال بمنزلہ

حدیث کے ہین جب کوئی حدیث بیان کرین پھر اسکے پیچھے دس پندرہ حدیث
صحیح و قوی اس حدیث کے خلاف مین ذکر کرین تو البتہ اس پہلی حدیث
کو منسوخ یا مأول ماننا پڑتا ہی اسی طرح بیان بھی محی السنہ ان دونون قولون
کو ذکر کر دیکھ اہل سنت کی جماعت کے قول پر ائمہ سلف کے اقوال اسکے معنے
سونپ دینے پر لائے ہین تو معلوم ہوا کہ وے اقوال ہرگز مقبول نہین
اسی لیے اس قول کو لینے والے مجسمین اور رافضیہ ٹھہر چکے جیسا مأول
کے صحیح کی روایت ابن عباس کی اگرچہ امام محی السنہ اپنی معالم مین ذکر کیے
ہین انکے ذکر کرنے سے سوا ے رافضی کے کوئی نہ کہیگا کہ وہ مقبول ہی
پھر انکو سلف کے عقیدے کے مطابق ہی کہنا صرف جہالت ہی **قولہ**
امام بخاری نے اپنی صحیح مین معنے استوا کے الخ ابو العالیہ سے استوی
علی العرش کے معنے ارتفاع کے ہین کرکے ہرگز نہین یہہ جھوٹ ہی
بلکہ استوی الی السماء مین سو اسکا بیان بھی باب دوم کے شروع میں
بخوبی ہوا ہی اور مجاہد نے علا سے استوا کی تاویل کی ہی کیونکہ جناب
مجاہد کا اہل تاویل سے تھا اور اس سے مراد ذات کی بلندی ہی اہل
سنت کے پاس اور اوپر ہونے کے معنے باطل ہین انہین اہل سنت کے
پاس چنانچہ اسی شرح مین جسکی تم سند لائے ہین یہہ بات بہ تفصیل
موجود ہی اور اسکا بیان بھی باب دوم کے شروع مین کر رہے ہیں

دفع شبہ ید و وجہ ساق کو صفت کہنا سلف کا اس اعتبار سے ہی کہ حق تعالی نے اپنی ذات کی ان چیزون سے وصف کی ہی الخ یہ فقط تمہارا عندیہ ہی کیونکہ جس چیز سے وصف کرتے ہین سو وہ چیز موصوف کی صفت نہ ہونا عقل و نقل کے خلاف ہی ید اللہ وجہ اللہ کو قدرت اللہ علم اللہ کے مانند سمجھ کر سلف صفات کہے ہین اور تمہارے خیال کو باطل کرنیکے لئے امام محی السنہ نے سننے دیکھنے کے مانند ذاتی صفات ہین کرکے کہے ہین ید وجہ ذات کے ٹکڑے ہون تو انکے شبہ پہ سمع و بصر بھی ذات کے ٹکڑے ہونا لازم آتا ہی اور جب یے ذاتی اشیا نہ ہون تو ید وجہ بھی سلف کے پاس ذاتی اشیا ہین کہنا باطل ہوا۔ اور ساق وجہ کو دیکھینگے کرکے حدیث مین آنے سے تمہارا دعوا ثابت ہو نہیں سکتا کیونکہ مراد وجہ سے وہان ذات باری تعالی ہی کس لئے کہ حضرت نے وجہ کو دیکھنے کی ذکر فرما کر الی ربہا ناظرۃ کی آیت تلاوت کی یعنے دیکھینگے پروردگار کی طرف پس اُس سے صاف مبین ہو چکا کہ وجہ سے مراد پروردگار کی ذات ہی نہ اور کچھ اسی طرح ساق بھی معنے مین ذات کے ہی چنانچہ امام عینی نے اسکی تصریح کردی ہی اور اسی معنے کی موید ہی جو ترمذی مین ابو ہریرہ کی روایت مین ابی سعید کی روایت کی حدیث یکشف ربنا عن ساقہ کی جاے مین فیعرفہم نفسہ کرکے وارد ہی

اور ابو عیسیٰ ترمذی اسکے معنے یتجلی لھم یعنی تجلی کریگا پروردگار کرکے بیان
کئے ہین پس صفات اللہ ید وجہ ینزل یجیئ کو ذاتی اشیا مین کہنا اور اسکو سلف کا مذہب کرکے
قرار دینا ان احادیث اور ایہ حدیث کے بیان سے باطل ٹھہرا **قولہ** الزام اہل کلام الخ
اسکا رد ہرگز صحیح نہین کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے خدا آسمان ہی کرکے دعوا ہرگز
نکئے کوئی آیت یا حدیث یا اجماع سلف کی تصریح اسبات پر نہین۔ اور فرعون
علیہ اللعنہ نے اسبات کو جھٹلانے کی بات غلط اور مجسمی کی تراش ہے
بلکہ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے سوائے معبود برحق کے ہونیکا دعوا
کئے سو اسکو جھٹلایا ہی چنانچہ معالم التنزیل جلالین بیضاوی کشاف حسینی
مدارک وغیرہ مین ہے اور ابن عباسؓ کی تفسیر نامعتبر ہے سوا اوپر مذکور ہے
اسیطرح حموی اور اعلام الموقعین کی سند آیت و حدیث اور اجماع سلف
سے مدلل ہونے سے اور سارے معتبر مفسرین کے خلاف ہونے سے ہرگز
مفید نہین **قولہ** اور الفاظ قرآن کے قراین سے بھی یہی بات ثابت
ہوتی ہے ایک بلند عمارت بندھوانا فرعون کا الخ بلند عمارت بنانا فرعون
اور اسپر چڑھکے دیکھنا اسکا اس لئے تھا کہ زمین مین تو کوئی غیر
سوا دعوا خدائی کا کیا نہین شاید آسمان مین ہو تو ہو کیونکہ موسیٰ
کہتا ہے کہ اپنا خدا آسمان و زمین کا مالک ہے جب کسی بادشاہ کے متعدد
ملک ہون تو وہ اپنے اعلیٰ درجے کے ملک مین اپنا دار الامارہ بناتا ہے

اس خیال باطل اور مجسمین کی سی بلادت سے بلند عمارت بناکر اوپر
چڑھا تھا نہ موسیٰ عم کے قول پر پس موسیٰ علیہ السلام خدا آسمان میں ہے کہے
ہین کہنا صریحاً ان پر تہمت ہے اسی طرح ہمارے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کسی
جا پر ایسا نہیں فرماتے کہ جان رکھو یا ایمان لاؤ تم اسبات پر کہ اللہ
عرش پر ہے مگر جس معنی مضمون سے آیات و احادیث کے جو کچھ کہ متشابہات کے
قسم سے ثابت ہوتا ہے سو اسکا بیان کل کتاب میں بخوبی ہوا ہے پس آسمان
میں ہونے کا دعویٰ فرعون کا ہے کہ اس نے ایسا خیال کر لیا کہ اگر خدا ہو تو
موسیٰ کا ہر آئینہ ہوگا وہ مجسم ہو کر آسمان میں چنانچہ بیضاوی میں ہے سو اس
عقیدے والے کو برادر فرعون کہنا بجا ہے نہ برعکس اہل سنت کو اور متشابہات
کے ظاہر معنے کی پیروی کرنیوالا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
سخت منکر ہے کیونکہ جناب رسالت مآب نے اس سے سخت منع کی ہے چنانچہ
باب اول میں مذکور ہے اور جس نے اس جناب سے انکار کرے گویا اسنے
پیغمبرون کا منکر ہے سو مجسمی کا یہ حال ہے نہ اہل سنت کا قولہ وہ جو بعض
حضرات نے ذات حق جانب فوق عرش کے اوپر ثابت کرتے ہوئے جہت
و مکان سے تنزیہ کی ہے الخ یہ تہمت ہے بزرگون پر کیونکہ جنھون نے جہت
و مکان کی تنزیہ کی ہے ہرگز انہون نے جانب کا لفظ لگا کر فوق ثابت
نہیں کیا ہے پس کیفیت اسکی یا تو مفوض ہے خدا پر جیسا شاہ ولی اللہ

محدث دہلوی نے تحسین عقیدے مین فرمائے ہین یا تاویل مجمل تنبیہ سے
جیسا سیوطی اور صاحب مجمع البحار وغیرہ قائل ہین اور تمکو جہت و مکان
کی حقیقت سے ہنوز خبر نہین والا اُن کے قدیم ہونے کے ہرگز قائل نہ ہوتے
علاوہ یہہ کہ خدا کی ذات و صفات کے سوا کسی چیز کو قدیم کہنا اتفاقًا
کفر ہے چنانچہ خاتمہ مین اسکا بیان آویگا یہان سے تمام ہوا اثبات
قول اہل سنت کا باحذف تہمت جو تمنے بقول عمر تھا قولہ قول بکر جس سے
ذات حق ہر شی مین اور ہر مکان مین اور بلا تفاوت عرش و فرش پر
ہونیکی بات ثابت ہوتی ہے اصل مین فرقہ گمراہ اور سالمیہ کا عقیدہ ہے الخ
واقعی اہل سنت کا ہرگز ایسا عقیدہ نہین لیکن تم اُن پر کسی طور سے
غالب نہ ہو سکتے ہین کیونکہ تم اور وے ایک مادری برادر ہین یعنے
متشابہات کے ظاہر معنون سے تم اور وے ایسے عقیدے تراش
لئے ہین اور اُن آیات و احادیث مین بزرگون کی تاویل جو تمھارے
رسالے مین مذکور ہے سو اسوقت تمھاری سند ٹھہریگی کہ یے بزرگوارون نے
استوی نزول ید وجہ کے ظاہر معنے لیکر فقط قرب و معیت و احاطہ وغیرہ کی
تاویل کئے ہون ایسا تو نہین بلکہ اُن مین انکی مراد اللہ پر سونپ دئے ہین
اور ظاہر معنے ہرگز نہ لئے پس ظاہر معنے لینے مین تم اور بکر یعنے سالمیہ
برابر ہین لیکن غنیۃ الطالبین کا نام ہرگز مت لو کہ وہ نامعتبر ہے **قولہ**

ان صحیح معنوں کے خلاف ہین الخ غلط انھون نے جو ذات حق زمین مین ہونے کا خیال کیا ہے صحیح ہوتا تو الخ افسوس ہے کہ ان معنوں کی صحت کی گواہی دیتے ہوئے اور اسکے خلاف کو غلط فہمی مقرر کرتے ہوئے خود اس جہالت کی چاہ مین منہہ کے بل گر گئے ہین یعنے خدا آسمان مین ہونے سے مراد آسمان والون کا معبود ہونا ہے تو پھر اسکو آسمان مین ہے کرکے دعوا کرتی ہین سو اس صحیح معنے کے خلاف غلط فہمی ہوئی یا نہین پس غلط فہمی بکر کا خاصہ نہین ہے بلکہ تم بھی اسکے ساتھہ ہین غلط فہمی مین اور امام ابوحنیفہ وغیرہ کے اقوال کا بیان باب دوم کے شروع مین بخوبی ہوا ہے اعادہ کی حاجت نہین **قولہ** وجہ کافر ہونیکی محدثین کے پاس الخ یہہ توجیہ محدثین کی نہین بلکہ موضوع حدثین بنانے والے ابو مطیع وغیرہ کی ہے معتبر توجیہ وہی امام ابن عبد السلام کی ہے جیسا کہ ملا علی قاری نے فرمایا ہے اور امام بیہقی کی روایت مین ہرگز ظاہر معنے مقصود نہین ورنہ خود تم کافر ہو جاتے ہین کیونکہ عرش پر ہونے کا دعوا کرتے ہین طرفہ ماجرا یہہ کہ امام رحمہ اللہ نے عرش کو خدا کے لئے مکان ہونے سے تنزیہ کرکر آسمان اسکا مکان ہے کرکے کیونکر قائل ہوویگے یہہ صرف تمھارا زعم ہے امام بیہقی کا جو اس قول کے راوی ہین اور صاحب کمالین کا جو یہہ قول اس مین موجود ہے اور اسکے محشی وغیرہ کا گمان

ویسا فہم نہین **قولہ** پہلی آیت الخ آیات کا مطلب بہت اچھی طرح
تفسیر بالرائے سے پاتے ہین والا مجاہد اور حسن کے معنے ہین کہ جسکو
تم لائے ہین صاف ہی وہان پروردگار ہی اور اس سے مراد اس طرف
کر کے لیے سو اس قول کے شروع کا بھی خلاف ہی کیونکہ اس مین ہی کہ
کہان پکارین ہم اس پروردگار کو پس بکر کی بات اسکے بظاہر سے ثابت ہوچکی
باقی تمھاری کہ اس کا جواب دینا در پیش ہی اور کلبی رحمہ اللہ کا کامل
قول کیون نہ لائے تا تمھارا مذہب بھی بکر کے مذہب کے برابر باطل ہوتا
کیونکہ اسمین ہی کہ وجہ صلہ ہی یعنے زاید ہی **قولہ** جاننا چاہیے کہ احاطہ
اور قرب و معیت سے یعنے گھیرنا اور نزدیک ہونا اور ساتھ ہونا اگرچہ ذات
کی صفتون سے ہین لیکن معنے انکے دوسرے صفتون پر متضمن رہتے ہین الخ
جیسا ان مین یہہ تاویل ممکن ہی اسی طرح ید وجہ استوا مین ہوسکتی
ہی چنانچہ فتح الباری مین ہی اور مدارک والا کہتا ہی کہ جس نے بے خبر
ہی علم بیان سے حیران رہتا ہی ایسے الفاظ کی تاویل مین اور سلف
سے بھی ان مین تاویل مروی ہی جیسے استوا مین ۔ مجاہد تابعی اور ذوالنون
مصری تبع تابعی سے اور ید وجہ مین مجاہد اور کلبی سے اور یمین مین
ابن عباس سے اور نزول مین امام مالک اور اوزاعی وغیرہ سے
پس تاویل قرب وغیرہ کی بن آنے سے یا سلف سے منقول ہونے سے

بکر پر ہرگز ہمکو غلبہ حاصل نہوا بلکہ تم اور وہ برابر رہے ظاہر معنے لینے مین

قولہ چنانچہ امام محی السنہ نے اپنی تفسیر معالم التنزیل مین ابن عباس سے روایت

کی ہے قَالَ یَهُوْدُ الْمَدِیْنَةِ یَا مُحَمَّدُ کَیْفَ یَسْمَعُ رَبُّنَا دُعَائَنَا الخ اس سے

تمہارا مطلب ہرگز ثابت نہین ہوتا کیونکہ یہود بمذہب مشابہت کے خدا صاحب کو دور عرش پر

سمجھے سو خدا صاحب انکی سمجھ کو باطل کرنیکے لئے کہا کہ مین نزدیک ہون پس بکر کا مطلب

ثابت ہو چکا اور اسکو موید ہے وہ جو اسی تفسیر مین ہے قَالَ الضَّحَّاکُ سَأَلَ بَعْضُ

الصَّحَابَةِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اَقَرِیْبٌ رَبُّنَا

فَنُنَاجِیْهِ اَمْ بَعِیْدٌ فَنُنَادِیْهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاِذَا سَأَلَکَ

عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ یعنے کہا ضحاک نے کہ پوچھے بعض صحابہ نے

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پس کہے کیا نزدیک ہے رب ہمارا تا آہستہ

کہین ہم اس سے یا دور ہے تا آواز سے پکارین ہم اسکو پس اتارا اللہ نے یعنے

وجب پوچھین تجھ سے میرے بندے مجھ سے تو پس مین نزدیک ہون یعنے

صحابہ مطلق نزدیک ہے یا دور ہے کرکے سوال کئے علم سے نزدیک ہے یا دور ہے

کرکے نہ دریافت فرمائے تو اسکے جواب مین خدا صاحب نزدیک ہون

کہنے سے بھی ظاہر معنے اس آیت کے بکر کے مذہب کی پوری تائید کرنے مین

اسیطرح بکر کی تائید کرتی ہے اس آیت کے تحت مین مرقوم ہے سو حدیث شریف

بھی فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِرْبَعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ

اِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّكُمْ تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا قَرِيْبًا

وَّهُوَ مَعَكُمْ پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بست کرو تمہارے آوازون کو تحقیق کہ تم نہین پکارتے ہین بوڑے کو اور نہ غایب کو تحقیق کہ تم پکارتے ہین سننے کو نزدیک ہے ہینے والے کو اور وہ تمہارے ساتھ ہے لیکن امام محی السنہ اور دوسرے ائمہ کی تاویل جو قرب و معیت کو علم سے تعبیر کئے ہین سو اسوقت بکر پر حجت ہوتی کہ تم ان ائمہ کے مذہب کے مطابق پر وجہ استوا مین تفویض اختیار کئے ہون ویسا تو نہین بلکہ ان سب کے خلاف ہین تم ظاہر معنے انکے لیئے ہین پھر بکر بھی انکے خلاف ہین ان آیتون کے ظاہر معنے لینے مین تمہارا الزام کیون ٹھہریگا اَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ

وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ

قولہ دفع شبہ اور بعضے لوگ یہ شبہ در پیش کرتے ہین کہ اگر حقتعالی اپنی ذات سے عرش ہی پہ ہوتا تو طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کسطرح کلام کرتا الخ **مصراع** چہ دلاورست دزدیکہ بکف چراغ دارد ؛؛ معالم التنزیل کی عبارت کو خدا صاحب بالائے عرش سے کلام کرنے پر سند لائے ہین حالانکہ اس عبارت مین ہرگز یہ بات نہین بلکہ اس سے صاف اسکا خلاف یعنے کوہ طور مین ہونا جو اہل حق کا معارضہ ہے ثابت ہوتا ہی سو اس عبارت مین تم دزدی کو کام فرمائے ہین سو عبارت یہ ہے

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ اَنْزَلَ ظُلْمَۃً عَلٰی سَبْعٍ فَرَاسِخَ وَطَرَدَ عَنْہُ

الشَّیْطَانَ وَطَرَدَ ھَوَامَ الْاَرْضِ وَنَحّٰی عَنْہُ الْمَلَکَیْنِ وَ

کَشَطَ لَہُ السَّمَاءَ فَرَاَی الْمَلٰئِکَۃَ قِیَامًا فِی الْھَوَاءِ

وَرَاَی الْعَرْشَ بَارِزًا وَکَلَّمَہُ اللّٰہُ وَنَاجَاہُ حَتّٰی اَسْمَعَہُ

وَکَانَ جِبْرَئِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَعَہُ فَلَمْ یَسْمَعْ مَاکَلَّمَہُ

رَبُّہُ وَاَدْنَاہُ حَتّٰی سَمِعَ صَرِیْرَ الْقَلَمِ فَاسْتَحْلٰی مُوْسٰی کَلَامَ

رَبِّہٖ وَاشْتَاقَ اِلٰی رُؤْیَتِہٖ یعنے سورۂ اعراف کی تفسیر مین امام محی السنہ

صاحب معالم التنزیل فرماتے ہین کہ تحقیق کہ اللہ تعالی نازل کیا اندھیری

کو سات کوس پر اور ہانک دیا اس سے شیطان کو اور دور کیا زمین کے

کیڑون کو اور دور کیا موسی سے دونون فرشتون کو اور آسمان کا

پوست نکالدیا پس دیکھا موسی نے فرشتو نکو ہوا مین اور دیکھا عرش کو ظاہر

اور بات چیت کیا موسی سے اللہ تعالی اور کان پوسی کیا اس سے

یہان تک کہ سنایا اسکو اور تھا جبرئیل علیہ السلام ساتھ اسکے سو نہین

سنا وہ جو بات کیا اس سے پروردگار اسکا اور نزدیک کرلیا وہ اسکو

یہان تک کہ سنا موسی قلم کے آواز کو پس میٹھی جانا موسی نے اپنی

رب کی بات کو اور مشتاق ہوا اسکی دیدار کا انتہی عرش پر ہوکر بات

چیت کرنیکی بات ہرگز اس عبارت مین نہین بلکہ طور مین ہوکر بات چیت

کرنے پر ناجاؤ اور آؤ ناؤ کا لفظ صاف دلالت کرتا ہی یعنے کان بھی
کیا اس سے اور نزدیک کر لیا کیونکہ کان پوسی کرنی پروردگار کی موسیٰ سے
اور نزدیک کر لینا اُسکو کوہ طور مین ہوا ہی نہ عرش پر حاصل یہ ہے کہ جیسا
طور مین معراج موسیٰ ہونے سے خدا کا وہان ہونا لازم نہین اسیطرح
عرش پر معراج محمد رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلام ہونے سے اور
ایسی ہی متشابہات سے پروردگار کا وہان ہونا لازم نہین بلکہ وہ پروردگار
ہمیشہ ویسا ہی ہی جیسا ازل مین تھا عرش وغیرہ کو پیدا کرکے بعد کچھ متغیر ہو کر

جہت ومکان مین آیا نہین تَعَالَی اللّٰہُ عَنْ ذٰلِکَ عُلُوًّا کَبِیْرًا
خاتمہ مشتمل ہی پانچ مقالون پر **پہلا مقالہ** اَیْنَ کَانَ رَبُّنَا کی
حدیث کی تحقیق مین **دوسرا مقالہ** کَیْفَ اسْتَوٰی کے معنے مین **تیسرا مقالہ**
معارضے مین **چوتھا مقالہ** جہت ومکان کا ثبات عقلی ہونے مین
اور اسکے رد مین عقلی طور سے **پانچوان مقالہ** سلف وخلف کی خصوصًا
طریقہ محمدیہ والون کی تصریحات مین **پہلا مقالہ** امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ
نے کہ جنکی رحلت دوسو ستر پر نون ہجری مقدس مین ہوئی ہی اپنی صحیح مین سورۂ
ہود کی تفسیر مین لائے ہین حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ نَا یَزِیْدُ بْنُ

هَارُوْنَ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ

وَكِيْعِ بْنِ حُدُسٍ عَنْ عَمِّهِ اَبِيْ رَزِيْنٍ قَالَ قُلْتُ

يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَيْنَ كَانَ رَبُّنَا قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ خَلْقَهُ

قَالَ كَانَ فِيْ عَمَاءٍ مَا تَحْتَهُ هَوَاءٌ وَمَا فَوْقَهُ هَوَاءٌ

وَخَلَقَ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ قَالَ اَحْمَدُ قَالَ يَزِيْدُ اَلْعَمَاءُ

اَيْ لَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ یعنے کہا ہمکو احمد بن منیع کہا ہمکو یزید بیٹا
ہارون کا کہا ہمکو حماد بیٹا سلمہ کا یعلی ابن عطاء سے وکیع بن حدس سے
اُنھون نے اپنے چچا ابی رزین سے کہ کہا ابو رزین کہ کہا مین ای رسول اللہ
کہ کہان تھا رب ہمارا آگے پیدا کرنیکے اسکے خلق کو فرمایا رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم تھا عماء یعنے ابر مین کہ نہین ہے جسکے نیچے ہوا اور نہین ہے
جسکے اوپر ہوا اور پیدا کئے گیا عرش اسکا پانی پر کہا احمد کہ کہا یزید عماء یعنے
نہین ہے ساتھ اسکے کوئی چیز یعنے ابر مین کرکے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم فرمائے سو اس سے مراد ایکہزار سال کے آگے راوی اس حدیث کے
یون بیان کئے ہین کہ نہین ہے کوئی چیز اللہ کے ساتھ پس معلوم ہوا کہ ظاہر
معنے اسکے مقصود نہین اسی سببسے صاحب نہایہ اس حدیث کی تحت میں
کہا ہے کہ عماء عین کے زبر اور الف کے مد سے ابر ہے اور قول آنحضرت صلعم کا
کہان تھا رب ہمارا فرمایا ابر مین سو کہا ابو عبیدہ کہ نہین جانتے ہین
ہم کہ کیونکر تھا وہ ابر اور ایک روایت مین عمی الف مقصورہ سے آیا ہے
اور معنا اس کا یہی ہے کہ نہین ہے ساتھ اسکے کوئی چیز اور بعضون نے کہا ہے

سو ظاہر ایک چیز ہے کہ جسکو نہ پا سکیں بنی آدم کے عقلیں اور نہ پہنچے اسکے کنہ کو
بیان اور تفسیر کی ضرور ہے قول مین اسکے جو أَيْنَ كَانَ رَبُّنَا ہے ایک مضاف
محذوف جیسا کہ حذف کیا گیا ہے قول مین اسکے جو هَلْ يَنْظُرُونَ اِلَّا اَنْ يَاْتِيَهُمُ
اللہ اور ما تقدیر مین اسکے پس ہوویگی تقدیر کہ کہان تھا عرش ہمارے ربکا
اور دلالت کرتا ہے اس محذوف پر قول اللہ تعالیٰ جو وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ ہے (تھا عرش اسکا پانی پر)
کہا ازہری کہ ہم ایمان لاوینگے اسپر اور نہ بیان کرینگے ہم اسکی صفت کو اور
جاری کرینگے لفظ کو اسپر کہ جسپر آیا ہے وہ بغیر تاویل کے یعنے پڑھ لیوینگے
ہم اسکو بغیر مراد بیان کرینگے اور بغیر تاویل کے یہہ حدیث بھی دوسرے
متشابہات کے مانند متشابہ ہونے سے کسی نے تفویض کو اختیار کیا ہے
جیسا ازہری نے اور کسی نے تاویل کو جیسا یزید بن ہارون جو راوی حدیث کا ہے حاصل یہہ کہ متقدمین اور متاخرین مین سے کسی نے اس حدیث
کا ظاہر معنا نہ لیا اور نہ کہا کہ منظر اس حدیث کے ہمارا رب کہان ہے کرکے
پوچھنا درست ہے سوائے صاحب قول الفاصل کے چنانچہ فیما بین اثبات
مین تقریر ہوئی سو قاسم الاخبار نمبر ۱۰ مطبوعہ ۴ ماہ ربیع الاول ۱۲۸۹ ہجری
مین درج ہوئی ہے سو حاصل اسکا یہہ ہے کہ صاحب موصوف ایک روز
بعد نماز مغرب چودھری معروف صاحب کی مسجد مین مجمع عام
تخمیناً دو تین سو آدمیون کے روبرو خدا تعالیٰ کے لئے مکان ثابت
کرنیکے دعوے مین اور حضرات متکلمین کی توہین مین منہ کھولے سو

کہدئے کہ دیکھو یہ لوگ خدا تعالی کے لئے عقل سے تنزیہ مکان
وغیرہ کی کرتے ہیں اور کہاں ہے کرکے پوچھنے سے بھی منع کرتے
ہیں حالانکہ روایت میں آیا ہی کہ صحابہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے
پوچھے کہ خدا تعالی خلق کو پیدا کرنے کے آگے کہاں تھا اور حضرت
علیہ السلام فرمائے کہ عما میں تھا عما ایک ابر سفید ہی پتلا یا گاڑا سو وہ غیر
مخلوق ہے تب اہل سنت کی جانب کے مقرر جناب مولوی عبدالقادر
صاحب کی پیارم پٹ دام فیضہم نے انکو گرفت کرکے پوچھے کہ تم جو ابر کو
غیر مخلوق کہے سو کیا کسی روایت کی سند سے یا اپنی رائے سے کہے کہ اسی
حدیث سے یہہ بات ثابت ہوتی ہی کیونکہ سوال صحابہ کا قبل خلق سے تھا غرض
تقت ہیچ انکے طرفداروں نے فتنے کا اندیشہ بتلا کر بحث نہ ہونے دیئے
بروی سی فہم مستقیم کا مولوی صاحب ممدوح سے درج اخبار بالا ہوا سو بعینہ
یہاں نقل کرکے اکتفا کرتا ہوں رہا ایسے دعوے کو اپنے وہ صاحب
کیونکر ثابت کرسکینگے کیونکہ وہ ابر جسکو غیر مخلوق کہے خدا کی ذات ہے
کہے تو تب انکا مکان ثابت کرنے کا دعوی باطل ہوجاتا ہی اس لئے خدا کا
خدا مکان ہونا مہمل بلکہ محال بات ہی علاوہ اسکہ ابر سفید گاڑا
یا پتلا بول کر پھر اسکو ذات کہنا صاف کفر ہی اور اگر صفت
کہیں تو قیام ذات کا صفت پر ہونا لازم آتا ہی یہہ تو محال

ہی بلکہ قیام صفت کا ذات پر ہی سو اہل علم کو معلوم ہی سوا اسکے صفت
ایک معنی ہی غیر مرئی پھر وہ سفید اور گنا ہگار ہی یا نیلی کیونکر ہوگی یہہ تو صاف
حماقت ہی اگر کہینگے کہ وہ خدا کا غیر ہی تب دو قدیم متغایر کا ثابت کرنا لازم
آتا ہی جو اجماعی کفر ہی عالم کو بچشم بے نظر قاضی عیاض رحمہ اپنی
شفا کے اخیر مقالات کفر کے بیان مین فرماتے ہین کہ جو کوئی اعتقاد
کرے کہ اللہ تعالی کے ساتھ ازل مین کوئی شی قدیم تھی سو وہ کافر ہی
اجماع سے اہل اسلام کے انتہی الخ غرض اجماعی کفر مین مبتلا ہونا بھی
صاحب قول فاصل پر آسان ہی اپنے مذہب باطل سے باز آنا بہت مشکل
ہی اللہ صاحب انکو ایسے بڑے جہلکے سے نکالے اور اہل سنت کے پاک
فرقے مین داخل کرے ـ واللہ یہدی من یشاء الی صراط
مستقیم ۞ دوسرا مقالہ کیفیت استوی کی حقیقت مین یعنے امام
مالک سے کیونکر استوا کیا پروردگار کرکے پوچھا سو اسکا یہہ مقصود نہین
کہ کس کیفیت پر استوا کیا بیٹھے قایم ہوکر یا جھکر وغیرہ بلکہ یہہ مقصود ہی کہ استوا کا ظاہر معنی کہ
نظر کرتے صفات مخلوق سے ہی اور خدا صاحب کی شان کے لایق نہین
پھر کیونکر قرآن مجید مین آیا ہی کہ استوا کیا ہی اس سایل کا سوال ایسا ہی کہ
یوسف علیہ السلام کے برادروں کے قول مین جو نلعب ہی یعنے کھیلینگے
ہم سوال کئے گئے ابو عمرو بن علا کیف قالوا نلعب وہم انبیاء کرکے

چنانچہ معالم کی ۲ جلد کے ۸ ۵۴ صفحے مین ہے یعنے کیونکر کہے وے کھیلینگے ہم کرکے حالانکہ وے انبیا ہین الخ اس سے یہہ مقصود نہین کہ کس کیفیت پر قیام و قعود وغیرہ کے تعجب کرکے کہے بلکہ مقصود یہی ہے کہ کھیلنے وغیرہ سے انبیاء پاک ہونیکے باوجود کیونکر پھر کھیلینے کے قایل ہوے اسیطرح یہان بھی غرض کیف سے کسی شئ کی کیفیت و حالت کے استفہام کے لیئے خاص نہین ہے کریمہ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ بھی اس پر دال ہے کہ کیف یہان حکم کی کیفیت و حالت کے استفہام انکاری کے لیئے نہین ہے بلکہ اصل حکم کے انکار کے لیئے ہے سو علما پر مخفی نہین پس [illegible] کیف فقط کیفیت کے سوال کے لیئے ہے واستوی کا [illegible] ثابت ہے سو صرف بیجا ہے تغییر الفاظ معارضے مین یعنے متشابہات کے ظاہر معنے کی نظر کرتے عرش پر کی فوقیت جو ثابت ہے اگر اُس سے مراد اوپر کی جہت ہوتی تو دوسری آیات و احادیث مین اسکا خلاف ہرگز نہ آتا کیونکہ آیات و صحیح احادیث اللہ کی جانب سے ہین اُنمین اختلاف درست نہین

لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا اس بات
اگر ہوتا وہ اللہ کی غیر کے پاس تو البتہ پاتے وے اس مین بہت اختلاف
پر دال ہے حالانکہ دوسری آیات و احادیث مین عرش پر ہونے کا خلاف ثابت ہوتا ہے جیسا اَللّٰهُ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ اللہ تمہارے ساتھ ہے جہان تم ہو فَاَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ پس جدہر منہ کرو وہان اللہ کا منہ ہے وَاِذَا سَاَلَكَ

عبادی عنی فانی قریب الخ اور جب پوچھیں تجھکو میرے بندے مجھ سے پس
تحقیق کہ مین نزدیک ہون ونحن اقرب الیہ من حبل الورید اور ہم اس سے
نزدیک ہین شہ رگ سے زیادہ ۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری مین ہے کہ قولہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی احدکم فلا یبصق قبل وجہہ فان اللہ
قبل وجہہ فیہ الرد علی من زعم انہ علی العرش بذاتہ اور جب پروردگار
نے کوہ طور مین ای موسیٰ کرکے ندا ہوی موسیٰ علیہ السلام پکارنے والا کون ہے سو نہ پاکر
کہان ہے تو کرکے پوچھے تو پروردگار کہا انا فوقک ومعک وامامک وخلفک
واقرب الیک من نفسک یہ آگے بھی معالم التنزیل سے گذرا ہے اور
اسکی چوتھی جلد سورۂ حدید کی تفسیر مین ابی ہریرہ کی روایت سے ایک
حدیث طویل مروی ہے سو اس مین یہ ہے انت الاول فلیس قبلک شیٔ
وانت الآخر فلیس بعدک شیٔ وانت الظاہر فلیس فوقک
شیٔ وانت الباطن فلیس دونک شیٔ یعنے توہی ہے
پہلا پس نہین ہے تیرے آگے کوئی چیز اور توہی ہے آخر پس نہین ہے تیرے بعد
کوئی چیز اور توہی ہے ظاہر پس نہین ہے تیرے اوپر کوئی چیز اور توہی ہے باطن
پس نہین ہے نیچے کوئی چیز پس ظاہر ہوا ان معنون سے ان تمام کے کامل مخالفت عرش کی
ہونیکی بات سے ثابت ہو چکی اور تاویل بعض کی ان تمام مین مجسمہ کیلئے اہل سنت
پر اسوقت حجت ہوگی کہ یے تاویل کرنیوالے مجسمہ کی مراد پر استوا اور فوقیت

کے ظاہر معنے کے قایل ہین ویسا تو نہین پھر اہل سنت کا مطلب آیا جو متشابہات
مین تفویض یا تاویل ہے اور قرب وغیرہ مین سلف سے تفویض بھی ثابت ہے چنانچہ
بیان اُسکا پانچوین مقالے مین آویگا پھر طور متشابہات مین ظاہر معنون کا اعتقاد درست
نہین اور کہنا مجسمہ کا کہ قرب سے ہستی نہ علم اور اسیطرح قرب کے بعد جب آنے سے قرب مین علم واجابت کے ہے
تو معقول نہین کیونکہ بہتون کے بعضی تدبیر اور علم وغیرہ آیا ہے نظر کرتے اُسکے آگے سے بھی مراد تدبیر
اور علم وغیرہ پیدا ہوگا **چوتھا مقالہ** جہت ومکان کا اثبات پر دو وکلا
کے لیے عقلی ہونے مین اور اسکے رد مین عقلی طور سے جب آیات قرآنی واحادیث
نبوی کے ظاہر معنون مین تعارض آیا تو وے جہت ومکان وغیرہ کے اثبات
مین حجت ہو نہین سکتے اِذَا تَعَارَضَا تَسَاقَطَا کا قاعدہ مسلم ہے جہت
ومکان کا اثبات شرعی نہین عقلی ہے بلکہ ابلیس کی مانند بلا سند قیاس کرنے سے
پیدا ہوا ہے سو یہہ ہے کہ کہتے ہین کہ خدا صاحب کسی جہت اور مکان مین نہین
کہنے سے خدا ہی نہین ہے کہنا لازم آتا ہے جیسے خدا کے لئے جہت ومکان کی
نفی کرنے سے خدا صاحب کے وجود کی نفی و انکار لازم آتا ہے کہ کہتے ہین
جیسا کسی نے کہا کہ زید کہین نہین ہے نہ آسمان پر نہ زمین پر و نہ کسی مکان مین
و نہ کسی جہت مین تو بالضرور زید نہین ہے کہنا اور اسکے وجود کی نفی
لازم آتی ہے رد اسکا عقلی طور سے یہہ ہے کہ جہت ومکان دونون مخلوق
ہین خدا صاحب مخلوقات مین ایک دوسرے کے لئے جہت ومکان ہونیکو

لازم گردانا ہے پس کلام کسی جہت ومکان مین ہے یہ نہین کہنے سے البتہ زید کی نفی
لازم آتی ہے خدا تعالی کسی جہت ومکان کا محتاج نہین ورنہ اس مکان کے لئے
ایک مکان ہونا پھر اس مکان کے لئے ایک مکان ہونا بغیر منقطع ہونے سلسلے کے
ضرور ہے یہ تسلسل اتفاقاً محال ہے علاوہ یہہ کہ خدا تعالی بعض مخلوقات کو
بغیر مکان کے قدرت کاملہ سے تھام رکھتا ہے جیسا عرش الٰہی پر پانی ہوا پر ہوا
قدرت کاملہ پر تھمی ہے فرضاً اگر اسکی بھی کوئی چیز حامل ہو تو اس حامل کے لئے
حامل ہونا ضرور ہے اسی طرح بغیر آخر ہونے سلسلے کے یہہ تو محال ہے پس ضرور قایل ہونا پڑا
کہ بعض مخلوق خدا تعالی کی قدرت کاملہ پر بغیر مکان کے ثابت ہے جب بعض مخلوق
کا یہہ حال ہو تو پروردگار کیونکر جہت ومکان کا محتاج ہوگا اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ
عَنِ الْعَالَمِیْن [illegible] تحقیق [illegible] شان [illegible]

تکفیه الاشارة یعنے عاقل کو اشارہ بس ہے پانچوان سوال

بزرگوں کی تصریحات مین اگرچہ باب عمل دوم مین ایمہ سلف جیسے حضرت ابن عباس
اور بی بی عایشہ رض اور عمر فاروق رض وامام شافعی اور امام احمد وغیرہ کے تفویضی
اقوال گذرے لیکن طول اسافت ہونیکے سبب سے یاد دلانیکے طور پر اور چند
اقوال سلف وخلف کے ذکر کئے جاتے ہین جناب باری سے امید ہے کہ کسی ایک
بزرگ کی بات کی وساطت سے بعضے گم شدہ کو راہ پر لاوے آمین
تفسیر ابن اسکندر جوہر منیفہ شرح وصیۃ امام ابی حنیفہ مین حضرت امام جعفر

تبع تابعین رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہین کہ انھون نے فرمایا اَلتَّوْحِیْدُ ثَلٰثَةُ اَحْرُفٍ

اَنْ تَعْرِفَ اَنَّهٗ لَیْسَ مِنْ شَیْءٍ وَّلَا فِیْ شَیْءٍ وَّلَا عَلٰی شَیْءٍ لِاَنَّهٗ مَنْ

وَصَفَهٗ اَنَّهٗ مِنْ شَیْءٍ فَقَدْ وَصَفَهٗ بِاَنَّهٗ مَخْلُوْقٌ فَیَکْفُرُ

وَمَنْ قَالَ اِنَّهٗ فِیْ شَیْءٍ فَقَدْ وَصَفَهٗ بِاَنَّهٗ مُحْدَثٌ فَیَکْفُرُ

وَمَنْ قَالَ اِنَّهٗ عَلٰی شَیْءٍ فَقَدْ وَصَفَهٗ بِاَنَّهٗ مُحْتَاجٌ مَّحْمُوْلٌ

فَیَکْفُرُ — یعنے توحید تین قسم پر ہے یہہ کہ پہچانے تو کہ تحقیق کہ وہ پروردگار کسی
چیز سے نہین اور کسی چیز مین ہے اور نہ کسی چیز پر ہے سو جسنے کہ کہا کہ وہ کسی چیز
سے ہے تو بیشک اسنے کہا کہ وہ مخلوق ہے پس اس صورت مین وہ کافر ہو جائیگا
اور جسنے کہا کہ وہ کسی چیز مین ہے بیشک اُسنے کہا کہ وہ نو پیدا ہے پس اس صورت
مین بھی کافر ہو ویگا اور جسنے کہا کہ وہ کسی چیز پر ہے سو بیشک اسنے کہا کہ وہ محتاج
ہے اٹھایا گیا ہے اس صورت مین بھی کافر ہوگا اور حضرت امام المسلمین امام الائمہ رحمۃ اللہ

فقہ اکبر مین ارشاد فرماتے ہین لَیْسَ قُرْبُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَلَا بُعْدُهٗ مِنْ

طَرِیْقِ طُوْلِ الْمَسَافَةِ وَقِصَرِهَا وَلَا عَلٰی مَعْنَی الْکَرَامَةِ وَالْهَوَانِ

وَلٰکِنَّ الْمُطِیْعَ قَرِیْبٌ مِّنْهُ بِلَا کَیْفٍ وَّالْعَاصِیْ بَعِیْدٌ عَنْهُ

بِلَا کَیْفٍ - اور حضرت امام المسلمین بخاری رحمۃ اللہ جہت فوق کو رد کرتے ہین
کئی آیات و احادیث سے امام ابن حجر عسقلانی فتح الباری مین صاف بیان کئے
ہین جسکو شک ہو سو دیکھ لیوین قَالَ اَبُو الْحَسَنِ الْاَشْعَرِیُّ اِمَامُ هٰذَا الْفَنِّ

لا يُسئَلُ عَنهُ تَعالىٰ بِكَيفَ لِاَنَّهُ لامِثلَ لَهُ وَلا بِما لِاَنَّهُ لا
جِنسَ لَهُ وَلا بِمَتىٰ لِاَنَّهُ لا زَمانَ لَهُ وَلا بِاَينَ لِاَنَّهُ لا مَكانَ لَهُ
للامام النفراوي في الفواكه الدواني قالَ القُرطُبيُّ اَمّا ما جاءَ مِن صِفاتِ
اللهِ تَعالىٰ نَحوُ اِستَوىٰ عَلَى العَرشِ وَيَدُ اللهِ فَوقَ اَيدِيهِم
وَغَيرِهِما تَجرِي عَلىٰ ظَواهِرِها وَتُفَوَّضُ مَعانِيها اِلىٰ
عالِمِها مَعَ التَّنزِيهِ عَنِ الجِهَةِ وَالمَكانِ وَالجَوارِحِ وَقالَ
المُجَسِّمَةُ اِستَوىٰ اِستَقَرَّ وَهُوَ مَردُودٌ لِاَنَّ الاِ
ستِقرارَ فِي حَقِّ اللهِ تَعالىٰ مُحالٌ وَهُوَ يَستَلزِمُ الحُلُولَ
وَالتَّناهِي وَاللهُ بَرِيءٌ عَنهُما وَاَمّا ما جاءَ مِن مُقاتِلِ
ابنِ حَبّانَ وَالكَلبِيِّ مِن اَنَّ اِستَوىٰ اِستَقَرَّ فَلَم يَثبُت
عِندَ اَهلِ النَّقلِ وَلَم يَقُل بِهِ اَحَدٌ وَالحَقُّ ما قُلنا وَعَلَيهِ
السَّلَفُ الاَمولُ للامام ابي نجيح ترجمہ کہا قرطبی نے) کہ جسکی
رحلت ۲۷۲ ہجری نبوی میں ہوئی ہے) لیکن وہ جو کچھ آیا ہے صفات
اللہ تعالیٰ کے جیسے استوی علی العرش اور ید اللہ فوق ایدیہم اور سوائے انکے
سو وے جاری رہینگے اپنے ظاہر پر اور سونپے جاوینگے معانی انکی اللہ کی طرف
تنزیہ کے ساتھ جہت اور مکان اور اعضا سے اور مجسمہ کہتے ہیں استوی معنے
میں قرار پکڑا کے ہی سو وہ مردود ہے کیونکہ قرار پکڑنا جناب میں حق سبحانہ کے محال ہے

کیونکہ لازم کرتا ہی حلول اور تناہی کو حالانکہ وہ تعالیٰ اِن دونوں سے پاک ہی اور وہ جو روایت
آئی ہی مقاتل بن حیان اور کلبی سے کہ استوی استقر کے معنی میں ہی سو یہ ثابت نہوا نزدیک
محدثین کے اور ایسا کسی نے کہا بھی نہیں اور سچی بات وہی ہی جو ہم کہے ہیں اور سلف صالح اسی پر ہیں مشکوٰۃ
میں ہی عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَنْتَهِيَنَّ
اَقْوَامٌ عَنْ رَفْعِهِمْ اَبْصَارَهُمْ عِنْدَ الدُّعَاءِ فِي الصَّلٰوةِ اِلَى السَّمَاءِ اَوْ
لَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ جامع التفاسیر کے مصنف مظاہر حق میں اس حدیث
کے فائدہ میں کہتے ہیں کہ نماز میں مطلق نظر اوپر اٹھانی مکروہ ہی خصوصاً وقت دعا اسلئے کہ وہم
جاتا ہی اسکا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے مکان معین ہی اور وہ پاک ہی مکانیت سے اور شرح تقویۃ
الایمان کے بیسویں صفحے میں ہی پھر یہان سے معلوم ہوا کہ قرآن کے سمجھنے میں کچھ مشکل نہیں
مگر دو ہی چیزین ایک متشابہ دوسرا فقہی اور اعتقادی دور دو کے مسائل کا کام
متشابہات کی مشکل اسطرح آسان ہوتی ہی کہ انکے ظاہر پر ایمان لائے انکے معنوں کو اللہ
کے علم پر سونپ دیجیے یا علمائے راسخ کے قول کے موافق جہان تاویل ضرور ہو وہان کیجیے اور حضرت
امیر المومنین حضرت سید احمد مجدد طریقہ محمدیہ صراط المستقیم میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جسکا ترجمہ
یہ ہی کہ اسکی ذات پاک کو باوجود بیچونی اور بیچگونگی کے اور مکان اور جہت سے پاک ہونیکے نزدیک اور
ہمراہ اپنے جاننے اور اپنے کو اس سے جدا اور دور معلوم نکرے الخ اسیطرح اور کئی جگہوں میں اسی کتاب کے ارشاد
فرماتے ہیں کہ جس سے جناب صاحب قول الفاصل کا رد بخوبی ثابت ہوتا ہی غرض اللہ صاحب اپنے فضل سے اس کتاب
کے سامعین و ناظرین کو عمل اور اعتقاد میں محکمات کو حرز جان کرنے اور متشابہات

فقط ایمان لاکر اُن کے ظاہر معنوں کی پیروی سے بچے ہوئے امن
و امان میں رہنے کی توفیق دیوے آمین اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی
ہَدٰنَا لِہٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَہْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ ہَدٰنَا
اللّٰہُ رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً وَّہَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا
رَشَدًا اَللّٰہُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ
وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّاہِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْمَاجِدِیْنَ
کَمَا صَلَّیْتَ وَسَلَّمْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاہِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ
اِبْرَاہِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ
مَّجِیْدٌ

از نفس نطق حضرت مولانا مولوی عبد القادر صاحب سیالکی پیارم پٹ دام فیوضہ

حضور محمود عالی قدر عالم — نکو خو نیک نیت پاک طینت
لکھے جب قول فاصل کا بڑا رد — بہ برہان قوی با زیب و زینت
پھر قول مخالف میں دکھائے — دغا و چوریاں سب ہی خیانت
سلف کے قول میں جو تھا دقیقہ — مخالف کو نہ تھی اسکی پچھانت
دکھائے اسمیں راہ اہل سنت — ز روئے علم و از طور درایت
[illegible] اسکی سب تعریف پوچھو — مجھکو نہیں اسکے [illegible]
کہے ہیں قول فاصل اس سے باطل — مخالف کی ہوئی [illegible] حجت
غرض تاریخ اسکی کہنے چاہی — کہ تا مسرور ہوں اہل [illegible]
وردِ میں کو کہا [illegible] بولا محمود حصہ — رہے حصین اعتقاد اہل سنت ۱۲

ایضاً

عالم کامل خضر محمود نے
قول فاضل کا لکھے جب رد بڑا
جب ہوا پورا کہا ہاتف نے آج
سر پہ پتھر قول باطل کے پڑا
۹ ۸ ۲ ۱

تاریخ طبع کتاب تنبیہ الاخوان چکیدۂ کلک سعادت نشان میان سید عبدالحی صاحب سبزواری سلمہ المنان

ہوئی جب کہ تنبیہ اخوان تمام
بفضل خدائی زمین و زمان
ہوا مجتبیٰ پہ فرمان استاد یون
کہ ای سبزواری سیادت نشان
لکھو کوئی تاریخ طبع کتاب
نہیں جانتا گو کہ مین این و آن
پہ فرمان استاد لانا بجا
سعادت ہی دارین کی بیگمان
لکھی مین نے دل سے یہ تاریخ طبع
منزہ خدا ہی ز جہت مکان
۹ ۸ ۲ ۱

از شاہ عبدالرزاق صاحب ناظر تخلص

دشمن دین ہین وہ کب پیرو سنت ہوگے
علم تفسیر و عقاید سے ہو جن کو نفرت
چشم انصاف سے دیکھو یہی فتوی یہی سال
حق ایزد کو نہین جہت و مکان سے نسبت
۱ ۲

از طالب العلم محمد امین صاحب

صَنَّفَ التَّنْبِیْهَ اُسْتَاذِی الْهُمَام
لِلتَّحَرُّزِ عَنْ خِیَالٍ بَاطِلٍ
قَالَ مَلَكُ اِخْبَارَ اَسِ الْحَطِیْمِ
هٰذِهٖ رَدٌّ لِقَوْلٍ فَاصِلٍ
۸۹ ۲ ۱

تمت

المنة للہ کہ کتاب تنبیہ الاخوان ۱۲ ماہ شہر ذیقعدہ ۱۲۸۹ھ ہجریہ بمطبع بوے
کارخانۂ اخبار طلسم کرتاتان بنگلور از حسن انتظام کارپردازان مطبع زیور طبع
یافت

م

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱۰	انکے اوپر بوجھ	انکے ہاتھون پر بوجھ
۷	۱	ثابت کرین	ثابت کرے
ایضاً	۵	فَانْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنَ	فَانْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ
ایضاً	۱۳	ایمان	یمانٌ
۸	۷	مخلوق مین	مخلوق ہین
ایضاً	۸	عرض کرکے	عرض پھر کرکے
۸	۱۷	اوراولوالعزم	اولوالعزم
۹	۱۲	اَمْرُہٗ	اَعَزُّہٗ
۱۰	۳	اِلیٰ	اِلَیَّ
ایضاً	۱۴	سمجھین	نہ سمجھین
۱۱	۱۰	اَرْکَعُوْا	اَرْبَعُوْا
ایضاً	۱۳	بلند سے	بلند کئے
ایضاً	۱۵	اورغایب	اورنہ غایب
۱۷	۲	اسکا	اور اسکے
ایضاً	۳	اوربی بی عایشہ سے	اور مسلم مین بی بی عایشہ سے
ایضاً	۴	اٰتَاتٌ	اٰیَاتٌ
۱۸	۱۵	ظاہر معنے	ظاہری معنے
۱۹	۱۰	حصیصون	خصیصون
۲۰	۱۲	اِنَّ	اَنَّ
۲۳	۷	سے	سو
حاشیہ	۳	کے	ے
۲۵	۳	جَعْفَرٌ	جُعْفَرٌ
۲۶	۱۷	تَوَلَّوْا	تُوَلُّوْا
۲۸	۱۴	حدیبہ	حُدَیْبِیَۃ
حاشیہ	۳	مراد	مراد یہ
ایضاً	۲۹	انکے توڑنے کا	ضرر انکے توڑنے کا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۹	۱۵	حدیبہ	حدیبیۃ
۳۱	۱۰	روایتہ	روایۃ عن ابن عباس
۳۴	۴	معرب	مُعَرَّب
۳۹ حاشیہ	۵	ہاہون	ہاتھون
۴۳	۲	واحب	واجب
ایضاً	۱۷	آیت اس آیت	ایت جو اس ایت کے
۴۷	۱۵	المعتزلۃ	المُعْتَزِلَۃُ
۵۳	۱۳	الاحادیث	الْاَحَادِیْثُ
۵۴	۸	رحمۃ	رَحْمَۃٌ
۵۵	۹	علی عینی	علیٰ عَیْنِیْ
۵۶	۱۶	وعیرہم	وغیرہم
۵۷	۱۱	وَبَابَاھَا	وَیَابَیْتَھَا
۵۷	۱۵	لنصنع	لتصنع
۵۹	۳	بیان کرنا مخلوق کی صفت	بیان کرنا مخلوق کی صفت ہی
۶۱	۱۰	لَایَتَکَلَّمُ	لَا یَتَکَلَّمُ
ایضاً	۱۷	تاقول	تاؤُّل
۶۲	۱۰	لایق	لایق ہون
۶۴	۱۲	زمانون والون	زمانے والون مین
۶۶	۶	فارقعانہ	فاروقانہ
۶۷	۳	قریب	قریب پر
۶۸	۸	آیت	آیات
ایضاً	۱۵	سبحا	سبحال
۶۹	۵	سرگرو	سرگروہ
ایضاً	۱۴	مجسمی کے	مجسمی کا
۷۱	۴	یمین	یمین مین
ایضاً	۵	رحمت	نعمت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۱	۱۰	مسلف	سلف کے [illegible]
حاشیہ	۱	تاویل	تاویلی
۷۴	۹	فرمایا ہے	فرمائی ہے
۷۵	۲	صفت وہی	صفت فعلی وہی
ایضاً	۱۷	معالم میں ہے	معالم میں
۷۶	۱۷	حدا	خدا
۷۷	۱۰	معلوم نہیں	معلوم ہیں
۷۸	۷	خَلَقَهُ ثُمَّ هدیٰ	خَلْقَهُ ثُمَّ هَدیٰ
۸۱	۱۴	ہرگر	ہرگز
۸۲	۱۱	اوپر ہونے ہی	اوپر ہونے کے ہی
۸۵	۱۱	شخص کہ	شخصی کہ
۸۶	۱۴	نہیں ہیں	نہیں ہے
۸۸	۱	جو کہ سمجھتا ہے	جو کہ سمجھتے ہیں
۹۰	۱۳	الزام	لوازم
۹۱	۱۶	وَ اِنَّهُم	وَ اِنَّهُم
ایضاً	۱۷	بنتا ہے	بننا ہے
۹۲	۱۶	تشبہہ	تشبیہہ
۹۳	۵	تنزیہ	تنزیہہ
۹۷	۷	وَنَعْتَمِدُهٗ	وَنَعْتَقِدُهٗ
۱۰۴	۷	الاخبار	الاحبار
ایضاً	۱۶	ہرگر	ہرگز
۱۰۵	۱۰	یہ بیت	مراد اس بیت کی
۱۰۶	۳	حدیت	حدیث
۱۰۸	۲	ہوئی ہے تو جو اللہ	ہوئی ہے تو اللہ
۱۱۳	۳	شائبۂ رافضیہ	شائبۂ رافضیت
۱۱۴	۱	اور اقرار پکڑنے	اور قرار پکڑنے
۱۱۴	۱۶	ضبعی	ضبعی
۱۱۶	۱۰	بھی ہی	بھی ہی
۱۱۷	۱۱	بِالْعُلُوِّ الْمَکَانِی	بِالْعُلُوِّ الْمَکَانِیِّ
۱۲۰	۱۰	ضابلہ	حنابلہ
۱۲۷	۵	اَنْ یَتَجَاهیٰ	اَنْ یَتَجَرَّیٰ
ایضاً	۱۷	رَبَّنَا	رَبَّنَا
حاشیہ ۱۳۱	۴	بے صفات	بے صفات ہیں
۱۳۳	۱۶	سید الانبیا	سید الاولیا
۱۳۶	۶	بلا تجدید	بلا تحدید
۱۴۱	۱	سفر السعادتین	قاموس میں
۱۴۳	۱۷	مذہب ہیں	مذمت میں
۱۴۸	۶	مرتبہ ہیں	مرتبۂ صحو
۱۴۹	۱	میں دیکھی	میں نے دیکھی
۱۶۷	۱۵	جا بجا	جا بجا
۱۷۴	۴	آسمان ہے	آسمان میں ہے
۱۷۵	۹	عبید سے	عبید سے
۱۷۶	۱۴	استو	استوا
۱۸۰	۹	لزم	تکرم
۱۸۴	۱۱	ثبات	اثبات
۱۸۶	۴	بے نظیر	بے نظیر
ایضاً	۹	نکالے	نکالے
۱۹۲	۳	فی القوالہ الدوہا	فی القوالہ الدولی
۱۹۳	۱	ان دو سے پاک ہے	ان دونوں سے پاک ہے
ایضاً	۴	فرمایا رسول خدا صلعم	چاہیے کہ باز رہیں [illegible]
۱۹۴	۱۰	فیوضہ	فیوضہم
۱۹۵	۹	زجہت	زجہت و مکان